سلسلۂ ادبیاتِ خسرویہ بسرپرستی اعلیحضرت حضور نظام عالی مقام خلد اللہ ملکہٗ

فیہ ھدًی و نور

صبح کہ خورشید خطابش نوشت
مطلع الانوار خطابش نوشت

مثنوی

مطلع الانوار

حضرت امیر خسرو دھلوی

بہ تنقید و نگرانی

جناب مولوی محمد مقتدیٰ خاں صاحب شروانی

مطبع مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ۱۹۲۶ء ۱۳۴۴ھ طبع ہوئی

انتساب

یہ سلسلہ بصد فخر و مباہات حسبِ اجازت بندگانِ
عالی متعالی اعلیٰ حضرت ہز اگزالٹڈ ہائی نس آصف جاہ
مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ
نواب میر سر عثمان علی خاں بہادر
فتح جنگ، جی سی ایس آئی، جی سی بی، یارِ وفادار دولتِ
برطانیہ خلّد اللہ ملکہ و سلطانہ وادام برّہ و احسانہ کے
نامِ نامی و اسمِ سامی کے ساتھ منسوب و معنون کیا جاتا ہے

فہرستِ مضامین

مُقدّمہ

متن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہست عصا بہر صحیح و سقیم

مُقَدَّمَہ

عرض اعتذار کلیات خسرو کی اشاعت کا غلغلہ سنہ ۱۹۱۴ء سے بلند ہے۔ نواب عماد الملک بہادر مدظلہ، اس کے علم بردار ہیں اور نواب حاجی محمد اسحاق خانصاحب مرحوم اس کے میر ساماں تھے۔ پورا سنہ ۱۹۱۷ء اور نصف سنہ ۱۹۱۸ء اس کے اوج و عروج کا زمانہ تھا۔ اواسط سنہ ۱۹۱۸ء تک سلسلہ کے ارکانِ ستہ[1] کے ذریعہ چار دانگ ہند مسخر ہو چکا تھا۔ اس میدان کے نبرد آزماؤں میں نواب صدر یار جنگ بہادر مولانا محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی، مولانا سید سلیمان اشرف صاحب مدظلہما اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ نواب حاجی محمد اسحاق خانصاحب مرحوم کا

---

[1] سلسلۂ کلیات خسرو کی چھ مطبوعہ کتابوں سے مراد ہے: (۱) مجنوں لیلیٰ (۲) آئینۂ سکندری (۳) لآلی عماں (۴) دول رانی خضر خاں (۵) قران السعدین (۶) ہشت بہشت

انتقال اواخر اکتوبر ۱۹۱۶ء میں ہوا۔ علی گڑھ پر (جو اس سلسلہ کا مستقر ہی) اس کے بعد سے نوبت بنوبت جو انقلابات آئے اُن کا ذکر محتاج اعادہ نہیں۔ خلاصہ یہ ہی کہ مرکز ہی منحرف ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ بازار بہت سرد۔ اور اب کہ کمرِ عزم از سرِ نو چست کی گئی ہی، سلسلۂ جدید کا معیار اس سے ظاہر ہے کہ جن اسلاف کی نگاہیں مولانا شبلیؒ، مولانا حالیؒ، مولانا عزیز لکھنوی، مولانا عبدالغنی خاں غنیؔ وغیرہم مرحومین سے چل کر مولانا محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب وغیرہ تک پہونچیں ان کے اخلاف کی نظریں اب مجھ جیسے مردِ ضعیف و بے مایہ پر رکیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ط

گو مجھے اس ایوانِ عالی شان کے میرِ عمارت ہونے کا دعویٰ نہیں تاہم ایک ادنیٰ خشت بردار ہونے کا دیرینہ شرف ضرور حاصل ہی۔ وَکَفیٰ بِی فخراً۔ لیکن اب کہ میرا درجہ قدرے بلند کیا گیا ہے صرف قحط الرجال اس کا ذمہ دار ہی۔ اپنی اس نئی کوشش و کاوش میں کامیابی کی امید صرف خدائے بلند و برتر کے فیض اور ناظرین کرام کی فیاضی سے ہی ؎

سوے تو نے دعوئے طاعت بریم	عاجزیِ خود بشفاعت بریم
گم شدگانیم دریں تنگ نائے	رہ تو نمائی کہ تو ئی رہ نمائے
ہست ز بخشندہ امیدم چناں	کا دہم من بگزرد از ہم عناں
دیدۂ انصاف چو بینا بود	دُر شمرد گرچہ کہ مینا بود

(مطلع الانوار)

تصحیح و تنقید | یہ مثنوی تصحیح و تنقید کے لیے متعدد نظروں اور مختلف ہاتھوں سے

گزری ہے اور میں معترف ہوں کہ میں نے ان میں سے اکثر اصحاب کی محنت سے فائدہ اُٹھایا ہے فجزاھم اللہ خیراً۔ جہاں تک مختلف نسخوں کے ساتھ مقابلہ اور تصحیح کا تعلق ہے میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ البتہ اپنی بے مائگی اور عدم فرصتی کے لحاظ سے جیسا کچھ بھی ہو سکا یہ چند صفحات "مقدمہ" کے نام سے پیش کر دیئے ہیں۔ اور اس سے غرض صرف اس قدر ہے کہ ناظرین کو متنِ کتاب سے گونہ مناسبت پیدا ہو جائے۔ نظامیؒ وغیرہ کی شاعری کے مقابلہ سے قصداً احتراز کیا گیا ہے۔ علیٰ ہذا کتاب کے لفظی و معنوی محاسن کے استیعاب کی کوشش نہ کر کے میں نے خود اپنی کم فہمی کی پردہ داری کی ہے۔ اکثر مضامین کو تمہیدوں سے گرانبار نہیں کیا گیا ہے، بلکہ محض عنوان قایم کر کے اور برائے بیت کچھ اپنی طرف سے لکھ کر لطفِ سخن کو ناظرین کے ذوقِ سلیم کے حوالہ کر دیا ہے جو غالباً اس سلسلہ کے سابقہ مقدموں سے بہت کچھ تربیت یاب ہو چکا ہو گا۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ ــــ ۵

من کہ بشاخِ ہنرم نیست بار | بہ نبود لا فم از آبی و نار
چوں زشما یافتم ایں دُر بجیب | دادۂ خود را نہ تواں کرد عیب
شغل بہر حادثہ بسیار شد | نیم دمے در سرِ ایں کار شد
صَرف ہمہ عمر گر ایں جا شدی | قطرہ عجب نیست کہ دریا شدی (مطلع الانوار)

مثنوی | "مثنوی"، لفظ مثنٰی سے مشتق ہے جس کے معنی "دو" ہیں۔ یائے نسبت کے اضافہ سے بقاعدۂ صَرف مثنٰی، مثنوی ہو گیا۔

چونکہ مثنوی کے دو دو مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اس لیے اس صنف نظم کا یہ نام ہوا۔ اصناف نظم میں مثل رباعی کے مثنوی بھی مخترعات عجم سے ہے۔ عرب کے متاخر شعرا نے اسے "مزدوجہ" کے نام سے اختیار کیا ہے۔ "ولم تکن للمتقدمین من العرب الا القطعات والقصاید۔ والمتاخرین اخذوا سایر انواع الابیات من العجم کالرباعی المشتہر بالدوبیت والمزدوجۃ المعروفۃ بالمثنوی (المیزان الوافی)

عجمی شعرا میں مثنوی کا بھی ابو الآبا وہی رودکی ہے۔ فردوسی نے اسے درجۂ کمال پر پہنچایا نظامی نے (جن کے عہد تک اس کی تگ و دو قصص و حکایات پر تھی) اسے حقایق و معرفت سے آشنا کیا اور پند و موعظت کے دریا بہائے شیخ سعدی اور خسرو نے گہر پاشی و در سفتگی کی ؎

آں گہر آرم کنوں از کانِ غیب — کآب شود عقدِ ثریا بجیب
گرچہ بملکِ سخن از پنج گنج — نوبتِ آں گنجہ نشیں گشت پنج
نوبتِ خسرو کہ بسیجش نو است — پنجہ زنِ نوبتِ آں خسرو است (مطلع الانوار)

مثنوی مطلع الانوار مطلع الانوار، مولانا نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی مخزن اسرار کا جواب ہے اور خمسۂ خسروی کا سب سے پہلا رکن ؎

من کہ دریں خم کدہ دیں شدم
مست ہم از جامِ نخستیں شدم (مطلع الانوار)

بحر اس کی نہ بحور مثنوی میں سریع ہے۔

مطلع الانوار کے بعد خمسہ کے سلسلہ میں حسب ذیل مثنویاں علی الترتیب مرتب ہوئیں:۔

(۲) شیریں خسرو (۳) مجنوں لیلیٰ (۴) آئینۂ سکندری

(۵) ہشت بہشت

اس ترتیب کا خود مصنف رحمۃ اللہ علیہ بھی ہر کتاب میں التزاماً ذکر کرتے گئے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

(۱) مطلع الانوار ؎

بارے از اندیشۂ گنجینہ سنج — گشت یکے گنج فراہم ز پنج
صبح کہ خورشید جنابش نوشت — مطلع الانوار خطابش نوشت
گر بود از عمر شمارِ دگر — پنجہ رسانم بچہارِ دگر

(۲) شیریں خسرو ؎

نخست از پردہ ایں صبح نشورم — نمود از مطلع الانوار نورم
پس از کلکم چکید ایں شربت نو — کہ نامش کردہ ام شیرین و خسرو

(۳) مجنوں لیلیٰ ؎

چوں من بہ دو نامہ زریں ورق پیش — راندم قلمے بہ نکتۂ خویش
از روحِ قدس شنیدم آواز — کاے کردہ لب تو گوشِ من باز
بکشا طبقے بغیر تاواں — نُقل اندک و چاشنی فراواں

نامش کہ زغیب شد مسجّل — مجنون لیلیٰ[3] بعکس اوّل

(۴) آئینۂ سکندری ؎

چو در باز کردم نخست از قلم — زمطلع[1] بانوار دادم علم

وزاں انگبیں شربت انگیختم — بہ شیریں[2] وخسرو فرو ریختم

وزاں جا فرس بیشتر تاختم — بہ مجنوں[3] ولیلیٰ سرافراختم

کنوں بر سریر ہنر پروری — کنم جلوۂ ملکِ اسکندری[4]

(۵) ہشت بہشت ؎

دادی اول بگنبد دوّار — روشنائی زمطلع[1] الانوار

کردی آگاہ بانشاطِ تمام — شہد شیریں[2] وخسرو اندر جام

باز در عالم خردمندی — شور مجنوں[3] ولیلیٰ افگندی

پس دہاں پُر دُر دری کردی — شرحِ راز سکندری[4] کردی

دیں زماں گز جواہر انجم — می نگاری صحیفۂ پنجم

می نویسم زکلکِ مشک سرشت — نام ایں ہشت خانہ ہشت[5] بہشت

"پنج گنج" یا "خمسہ"

مولانا نظامی گنجوی رحمۃ اللہ علیہ کی پانچ مثنویاں (جو "پنج گنج نظامی" یا "خمسہ نظامی" کے نام سے مشہور ہوئیں اور ان کے مقابلہ میں حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے جو مثنویاں لکھیں) یہ ہیں :-

خمسۂ نظامی	خمسۂ خسروی
(۱) مخزن الاسرار	(۱) مطلع الانوار
(۲) خسرو شیریں	(۲) شیریں خسرو
(۳) لیلیٰ مجنوں	(۳) مجنوں لیلیٰ
(۴) سکندر نامہ	(۴) آئینۂ سکندری
(۵) ہفت پیکر	(۵) ہشت بہشت

خسرو کے بعد مقابلہ کا دروازہ ایسا کھلا کہ بہت سے شعرا کو (جن میں سے بعض بلاشبہ زبان فارسی کے اساتذہ و اساطین ہیں) طبع آزمائی کی جرأت ہوئی۔ یہ جواب بھی ان کے مصنفوں کے ناموں کی اضافتوں کے ساتھ اسی نام (پنج گنج یا خمسہ) سے موسوم ہوئے۔ تاہم پنج گنج کا تسمیہ حضرت امیرؒ ہی کی پنجہ زن گنج کشائی کا نتیجہ ہی۔ اور غالباً خسروؒ کا ذہن اس نام کی طرف کتابوں کی تعداد (پنج) اور مولانا نظامی کے مسکن (گنجہ) کی مناسبت سے منتقل ہوا ~~۵~~

سازم ازاں ساں سرائے سپنج　　　پنج کلید از پئے آں پنج گنج

کانچہ بہر گنج بود ناپدید　　　فتح شود ہم بزبانِ کلید

(مطلع الانوار)

اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ نظامیؒ کے خزائن پنجگانہ کی خسروؒ کی نظر میں کیا قیمت ہی۔ "پنج" کے ترادف اور سہولت تلفظ کے سبب سے "خمسہ" بعد میں مروج ہو گیا۔

تعداد اشعار | خود مصنف رحمۃ اللہ کے قول صریح کے مطابق مطلع الانوار کے

اشعار کی تعداد تین ہزار تین سو دس ہے ؎

در ہمہ بیت آوری اندر شمار

سہ صد و دہ بر شمر و سہ ہزار (مطلع الانوار)

۳۳۱۰

لیکن دراصل کل تعداد اشعار کی ۳۳۲۴ ہے۔ اس چوّدہ کی زیادتی کا یہ سبب ہے کہ اصل مقصود کے بعد بطور خاتمہ چوّدہ اشعار کا اضافہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت امیر کی عام روش کے مطابق متنِ کتاب کا خاتمہ اس شعر پر معلوم ہوتا ہی ؎

من کنم آں چہ از دلم آید بکسب

باقی الاتمام علی اللہ فحسب (مطلع الانوار)

اور اس شعر کے بعد جو اشعار ہیں ان کی تعداد ٹھیک چوّدہ ہی مگر اس مطبوعہ نسخہ میں کل تعداد اشعار ۳۳۲۷ ہے، یعنی اصل سے ۳ شعر زیادہ ہیں جس کا سبب غالباً یہ ہی کہ ۳ شعر مبیضہ کے مقابلہ کنندگان کے سہو سے مکرر ہو گئے ہیں۔

زمانہ تصنیف مطلع الانوار کی تصنیف (یا خمسۂ خسروی کے آغاز) کا سال ۶۹۸ھ ہے ؎

سال کہ از چرخِ کہن گشت بود

از پسِ شش صد نود و ہشت بود

۶۹۸ (مطلع الانوار)

اس وقت خسرو کی عمر ۴۸ سال کی تھی ؎

نہ فلکم بر چہل افزود ہشت تن کہ دو ر دبود۔ دو تا نیز گشت

۴۸

(مطلع الانوار)

اس زمانہ میں مشقِ سخن کامل ہو چکی تھی اور دبدبۂ خسروی آفاق گیر تھا ؎

فکرتِ من چوں بفلک راندرخش — یافت ز گنجینۂ توفیق بخش
بلبلِ نطق از گلِ طبعم پرید — پردۂ غیب از سرِ کلکم درید
فوج بفوج ز معانی حشر — خواندہ و ناخواندہ درآمد ز در
زمزمۂ دل فلک آوازہ گشت — جانِ جہانے بسخن تازہ گشت
برسرِ ہر پایہ کہ بُردم سریر — تاج ستاں گشتم و آفاق گیر

(مطلع الانوار)

اسی سال (رجب سے ذوالحجہ تک صرف چھ مہینے کے قلیل عرصہ میں)۔

علاوہ مطلع الانوار کے دو اور کتابیں لکھیں :۔

(۱) شیریں خسرو ؎

در آغازِ رجب شد فرخ ایں فال
ز ہجرت شش صد و ہشت و نود سال
۶۹۸ھ

(۲) مجنوں لیلیٰ ؎

تاریخ ز ہجرت آں کہ بگزشت
سال شش نود ست و شش صد و ہشت
۶۹۸ھ

ملاحظہ ہو، ایک ہی عدد (شش صد و ہشت و نود) کو تین مختلف بحروں میں

کس خوبی و صفائی کے ساتھ باندھا ہی۔ صد رحمت! ہزار آفریں !!

اس سال سے اگلے سال (۶۹۹ھ) میں چوتھی کتاب آئینہ سکندری لکھی ؎

دریں دم کہ پایانِ ایں پیکر ست
زتاریخ ہفصد یکے کم ترست
اس کے بعد ایک سال کا وقفہ ہو جاتا ہے۔ اور آخری مثنوی (ہشت بہشت) ۷۰۱ھ میں تصنیف ہوتی ہے ؎
سالِ ہجرش یکے و ہفصد بود
کایں بنا بر دسر بچرخِ کبود
گو مذکورہ بالا سنین کے شمار سے بظاہر خمسہ کا چار سال میں تمام ہونا معلوم ہوتا ہے
مگر حقیقت یہ ہے کہ اس پر صرف تین سال صرف ہوئے ؎
کہ ازاں نقدِ قیمتی بہ سہ سال
کردم ایں پنج گنج مالامال
(ہشت بہشت)

مدت تصنیف اسی قادر نگاری و پُرگوئی کا نتیجہ ہے کہ مطلع الانوار صرف دو ہفتہ کے اندر کہی گئی ہے ؎
از اثر اختر گردوں خرام
شد بہ دو ہفتہ ایں مہِ کامل تمام
بلحاظ تعداد، مطلع الانوار کے اشعار کا روزانہ اوسط سوا دو سو کے قریب ہوتا ہے
(پورا خمسہ جو سترہ ہزار نو سو دس ۱۷۹۱۰ اشعار پر مشتمل ہے تین سال میں تمام ہوا)

کثرتِ مشاغل اسی کے ساتھ مصنف کی کثیر و متنوع مشاغل پر غور کیجیے جو سلطان دہلی کی سرکار سے لے کر سلطان الاولیاؒ کے دربار تک ہیں اور شعرگوئی کے لیے فرصت بہت ہی کم ملتی ہے ؎

شغل بہر حادثہ بسیار شد
نیم دمے در سرِ ایں کار شد

اگر کافی مہلت ہوتی تو کیا ہوتا اور پایۂ سخن کہاں سے کہاں پہنچتا؟

اس کا جواب خود مصنف علیہ الرحمۃ سے لیجیے ؎

صَرف ہمہ عمر گر ایں جا شدی
قطرہ عجب نیست کہ دریا شدی

بحرِ ذخّار اور دریاے ناپیدا کنار ہونے کے باوجود اپنی شاعری کو "قطرہ" سے (یقیناً بلا تصنع) تعبیر کرنا انتہاے ہضمِ نفس ہے۔

"دبدبۂ خسروی" ناظرین کرام نے اس سلسلہ کی سابقہ کتابوں میں بھی ملاحظہ کیا ہوگا اور اس کتاب میں بھی دیکھیں گے کہ حضرت امیر خسرو نے باوجود مقابلہ (اور کامیاب مقابلہ) کے ہر موقع پر اپنے پیش رو (مولانا نظامی) کا بے حد ادب ملحوظ رکھا ہے۔ مگر ایک نہایت مشہور شعر نے تقریباً ہر زمانہ میں بعض قلوب کے اندر خلش کیا ہے اور اس کو سوے ادب پر محمول کیا گیا ہے۔ وہ شعر یہ ہے ؎

دبدبۂ خسرویم شد بلند زلزلہ در گورِ نظامی فگند

لیکن واقعتہً یہ محض شاعرانہ تعلی وتفاخر ہی۔ حالت یہ ہی کہ اس وقت شاعر کی عمر ۴۸ سال ہی۔ کلام کا غلغلہ ہندوستان سے ایران تک بلند ہوچکا ہی۔ سعدیؒ جیسے مقبول وزندۂ جاوید معاصر شاعر نے ان کے کلام پر صاد کردیا ہی۔ اب وہ خمسۂ نظامی کے جواب کا ارادہ کرتے ہیں۔ حضرت پیرو مرشد کا سایہ سرپر اور ہاتھ پیٹھ پر ہے۔

ان اسباب کے ساتھ اگر خمستین (نظامی وخسروی) کے ناقدین ومقابلہ کنندگان متزلزل ہوجائیں اور ؎

"فرق نداننداز یں تا بداں"

کا مصداق ہو تو کیا عجب ہی۔ میرے نزدیک یہی اور صرف یہی مطلب ہی ؎

"زلزلہ در گور نظامی فگند"

کا۔ اس کے متصل مابعد کے اشعار مسلسل ملاحظہ فرمائیے اور انصاف کیجیے کہ کس ادب اور احترام واجب کے ساتھ اپنے محترم حریف کا ذکر کیا ہے ؎

آں روشے بود زاندازہ دور | عطسہ درآمد بدماغم زنور
نور کہ از خواجہ نظامم رسید | کار ازاں روبنظامم رسید
گرچہ برو مہر سخن ختم بست | سکۂ من مہر زرش راشکست
خاتم او را چو کشادم نگیں | داد نگینش بمن انگشتریں

اپنے مدمقابل کی "خواجگی" اور ان سے "نوررسی" اور ان کی روش کے "اندازہ

دور" ہونے کا صریح اعتراف ہی۔ اس سے زیادہ بغایتِ دیانت اور کس چیز کی توقع ہونی چاہیے؟

اور لیجئے۔ آگے چل کر اپنی ہستی کو بالکل ہی فنا کر دیا ہی اور نظامی کی "اُستادی" اور اپنی شاگردانہ "فرزندی" کا نہایت صفائی کے ساتھ اقرار کر لیا ہی یہ ادب و انکسار کی انتہا ہی ؎ مطلع الانوار

تیر کہ پر عاریت از مرغ یافت　　کے زپرِ مرغ تواند شتافت
نے غلطم. کانچہ نمودم بہ پیش　　عربدہ بود نہ بر جاے خویش
ماہ کہ در پرتوِ خورشید زیست　　گرمی خورشید برو ہرچہ چیست

اس کے بعد اسی مضمون کو اس سلسلہ کی باقی چار کتابوں سے لیجیے۔

اور داد انصاف دیجیے ؎ شیریں خسرو

بدیں ابجد کہ طفلاں را کند شاد　　مثالے بستم از تعلیمِ اُستاد
گرت شیریں نخوانی۔ بار بد ہست　　دگر جاں نیست بارے کالبد ہست
کشاد او پنج گنج از گنجۂ خویش　　بداں پنج آزمایم پنجۂ خویش
کہ تا گوید مرا عقل گرامی　　زہے شائستہ فرزند نظامی

؎ مجنوں لیلیٰ

میخواست بسے دل ہوس باز　　کز سحرِ قدیم نو کنم ساز
پیے بر پئے او چناں کہ دانم.　　گفتم قدمے زدن توانم

هر چند که ایں خطِ مسلسل　　موئے نبود ز حرفِ اول

گر زاں قدح آری آب خوردم　　بے گفتِ تو اعتراف کردم

ذوقے کہ دریں دمِ حیات ست　　ہمشیرۂ اولیں نبات ست

زندہ است بمعنی اوستادم　　ور نیست بینش حیات دادم

احسنت زہے سخنور چیست　　کز نکتہ دہانِ عالمے شست

می داد چو نظم نامہ را پیچ　　باقی نگذاشت بہر ما ہیچ

آں بحر کہ بر لبش خسے نیست　　محتاجِ ستایش کسے نیست

۵ آئینۂ سکندری

ہنر پرور گنجہ گویائے پیش　　کہ گنج ہنر داشت ز اندازہ بیش

نظر چوں بریں جامِ صہبا گماشت　　سد صافی و دُرد بہر ما گزاشت

من ار چہ بداں مے گراں سر شوم　　کجا با حریفاں برابر شوم

چہ گویا خردمند آفاق بود　　نخوانداں ورق کز خرد طاق بود

ہمہ پیکرے جلوہ کرد از سریر　　کہ ہر جا کہ باشد بود دل پذیر

زرا زے برافگند سر پوشش را　　کہ ناگفتہ باور شود گوش را

۵ ہشت بہشت

ایں نمونہ کہ نقش پرکارے است　　از طراز کہن نمودارے است

گرچہ ایں دار دانگبیں کانے　　سر کہ را ہم بود خریدارے

گرچہ گوہر بقیمت ست عزیز　　قیمتے ہست کہربا را نیز

ایں رقم کاندرو صفائی ہست　　گرچہ زر نیست زر نمائے ہست

نکند گرنشاطِ زیرک تیز　　ابلہاں را بود فریب انگیز

اصلاح کلام امیر خسروؒ نے باہمہ قادر الکلامی پورا الکلام اُستادانِ فن (علی الخصوص حضرت شیخ شہاب الدین) کی خدمت میں بنظر حک و اصلاح پیش کیا ہی۔ اور خمسہ کی آخری مثنوی ہشت بہشت میں نہایت صفائی کے ساتھ اس کا اعتراف کیا ہے اور یہ ایک اور ثبوت اس امر کا ہی کہ امیر خسرو نے وہ "دبدبۂ خسروی" والا شعر نظامی کی توہین یا استخفاف کی غرض سے نہیں فرمایا تھا ؎

یک یک ایں پنج نامۂ تاباں　　عرض کردم بچشم دانایاں

ہر کسے را چناں کہ روے نمود　　در بد و نیک گفتگوے نمود

ہر چہ بینندہ راست راخم دید　　بجوابِ سخن فراہم دید

واں کہ در گفتن از دلم کژ خاست　　راست گو چوں نمود کردم راست

زیں ہمہ ناقداں نکتہ شناس　　ہر کسے زد دمے بوہم و قیاس

لیکن آں کاندریں خزائنِ پُر ق　　مہرۂ قلب دور کرد ز دُر

نیست اِلّا کہ آں جہانِ علوم　　کہ شدش ہر چہ در جہاں معلوم

بس کہ در علم راست تدبیرست　　راستی ہم شہاب ہم تیرست

او شہاب دل و تنش ز اخبار　　نیرین مشارق الانوار

من بدو عرض کردہ نامۂ خویش | او باصلاح راندہ خامۂ خویش
دیدہ ہر نکتہ را رقم برقم | رنج برخود نہادہ و منت ہم
نظرِ تیز کردہ موے شگاف | نے بعمیا نظارۂ بگزاف
گرچہ چوں دوستاں پسندیدہ | لیکن از چشم دشمناں دیدہ
دیدۂ خصم عیب کوش بود | دیدۂ دوست عیب پوش بود
دید چوں دشمناں دریں دفتر | تا ہمہ عیب آمدہ بنظر
چوں ہمہ عیب دید دشمن وار | شست چوں دوستانِ آئینہ وار
زیں دقایق کہ شد ز مغزش پوست | مو بمو شعر بیز کردۂ اوست
شمع من یافتہ ضیا از وے | مس من گشتہ کیمیا از وے
ہر چہ او گفت من نہادم گوش | بر کشیدم مگس ز شربتِ نوش
وآنچہ بنمود من نجستم پے | عیبِ آں بر من ست نے بر وے
گر بماند ز دشنہ اش جائے | بے خسے نیست ہیچ دریائے

غور فرمائیے کہ کسی مسودہ کی تصحیح کی جس قدر مشکلات اور اس کے جتنے مدارج ہوسکتے ہیں ان کو نظم میں کس خوبی سے ادا کیا ہے۔ اور ساتھ ہی اپنے کلام کے اصلاح سے بالاتر ہونے کا کیسا اعلیٰ اور صاف اعتراف ہے۔

موضوع | موضوع کتاب اخلاق، کلام اور تصوف ہے ع

ہر چہ من از خامہ فشانم بروں | گنج خدائی ست کہ رانم بروں

خامہ ام از گنج خدائی خم ست　　چیست کہ در گنج خدائی کم ست

اُسلوبِ بیان امیر خسروؒ کے کلام میں جو شگفتگی و تسلسل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ درزو تخلخل نام کو نہیں۔ ہر دعوے پر تواردِ دلائل و تراکم توجیہات ان کی خصوصیات سے ہے۔ اور چونکہ مطلع الانوار کا موضوع پند و موعظت ہے اس لیے اکثر بہت کوری کوری سنائی ہیں جس کے بغیر چارہ نہ تھا ؎

بازکشادم بطبیبی دُکاں　　مرہم دلِ دارد و داروے جاں
آں کہ دلش تنگ نیاید زپند　　داروے تلخش دہم و سودمند
واں کہ ہوس شاد طلبد نیز ہست　　لیک شکر رخنہ تپ را نہ بست
داروئے تلخ ار نخورد ہر کسے　　ہم بودش نیز خورندہ بسے
تپ زدگاں را کہ نہ حلوا بہ است　　خوردنِ کشنیز زحلوا بہ است
تلخ زشیریں بہ زبہتر ست　　سودِ ہدل بیشتر از شکر ست
گر تو خوری۔ سودِ تو باشد ہوست　　ورنہ خوری۔ آں کہ خورد سود اوست

جو کچھ کہتے ہیں اکثر کتاب و سنت کو پیشِ نظر رکھکر کہتے ہیں ؎

بیش تریں نکتہ ز سر تا بہ بُن
زآیت و اخبار سرایم سخن

نظامی کے ساتھ مقابلہ میں جہاں تک کامیاب ہوئے ہیں اُسے خود یوں فرماتے ہیں۔ اعتماد علی النفس کی انتہا ہی ؎

سازم ازاں سال بسرائے سپنج پنج کلید از پے آں پنج گنج
کانچہ بہر گنج بود ناپدید فتح شود ہم بزبانِ کلید
آں نمط آرم کہ ہمہ ناقداں فرق ندانند ازیں تا بداں

حد ادب یہ ہے کہ اپنے آپ کو بڑھاتے نہیں صرف اسی قدر پر اکتفا کرتے ہیں کہ ؎

"فرق ندانند ازیں تا بداں"

عنوانات کی نثر بھی بغایت لطیف ہے ؎

چوں شود آراستہ نظمم چو دُر از گہرِ نثر کنم خانہ پُر
نثر ازاں گونہ کشم در قلم کاب ز شعرائے برد و تیر ہم
یافتہ آئینِ عبارت نوی لفظیش آراستہ چوں مثنوی

تقسیم مطالب کتاب کے مطالب کو بیس مقالوں پر تقسیم کر کے سوا سو [۱۲۵] مضامین ان میں بیان کئے ہیں۔ اور یہ بیس مقالے حمد و نعت، مدح مرشد اور تعریف سلطان اور خاتمہ کے علاوہ ہیں۔ اور یہ تمہیدی و اختتامی مضامین بھی اکثر دو دو تین تین عنوانوں کے ذیل میں ہیں ؎

بیست [۲۰] خزینہ است دریں پُر ز گنج
بیست [۲۰] خزینہ ز صد و بست [۱۲۵] و پنج

مقابلہ کا فتح باب مخزنِ اسرار اور مطلع الانوار کی تصنیف میں تقریباً ایک صدی کا فصل ہے۔ اس طویل عرصہ میں سوائے امیر خسرو کے کسی اور شاعر نے خمسۂ نظامی کے

مقابلہ کا ارادہ نہیں کیا۔ لیکن امیر خسرو نے اپنے خمسہ میں ایسی ندرت و جدت پیدا کی کہ خمسۂ خسروی کے بعد کثیر التعداد شعرا نے اس طرف توجہ کی معلوم ہوتا ہی کہ خود مصنف علیہ الرحمۃ کو اس کا کامل یقین تھا۔ چنانچہ اُنھوں نے لکھا ہے ؎

ہر چہ نو سیم لبِ ر داستاں راست کنم رہ زپئے راستاں
تا قلم ہر کہ دوا دو کند پس روی ایں روش نو کند

اور متاخر شعرا کی یہ ہمت نتیجہ ہی کلام خسروی کے سہل ممتنع ہونے کا جس کی

نسبت کہا گیا ہی کہ ؎

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اُس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہی

یا ؎
اذا قیل اطمع الناس طرّا
واذا ریم اعجز المعجزینا

مندرجہ ذیل جدول سے (جو مطلع الانوار کے مقابلہ کی کتابوں کی ہی اور بجائے خود نامکمل) اس کا کچھ کچھ اندازہ ہوگا:-

نمبر شمار	نام مثنوی	نام مصنف	سنۂ وفات ہجری	کیفیت
۱	مطلع الانوار	امیر خسروؒ دہلوی	۷۲۵	
۲	روضۃ الانوار	خواجو کرمانی	۷۵۳	
۳	مونس الابرار	خواجہ عماد فقیہ کرمانی	۷۷۳	
۴	گلشن ابرار	مولانا کاتبی نیشاپوری	۸۳۹	

نمبر شمار	نام مثنوی	نام مصنف	سنہ وفات ہجری	کیفیت
۵	تحفۃ الاحرار	مولانا جامی	۸۹۹	
۶	منظر الابصار	قاضی سنجانی	۔	
۷	مظہر الآثار	امیر ہاشمی کرمانی	۹۴۸	
۸	مشہد الانوار	غزالی مشہدی	۹۸۰	
۹	بذرت آثار	″	″	
۱۰	منظور الانظار	رہائی مروی	۹۸۲	
۱۱	مظہر الاسرار	حکیم ابوالفتح دوائی	۔	
۱۲	مجمع الابکار	عرفی شیرازی	۹۹۹	
۱۳	زبدۃ الافکار	نیکیٔ اصفہانی	۱۰۰۰	
۱۴	مرصد الاحرار	ابو اسحاق گازرونی	۔	
۱۵	مرکز ادوار	شیخ فیضی فیاضی	۱۰۰۴	
۱۶	مثنوی نامی	میر محمد معصوم نامی	۔	
۱۷	مثنوی شانی تکلو	افاشف شانی تکلو	۱۰۲۳	
۱۸	منبع الانہار	ملک قمی و مولانا ظہوری	۱۰۲۴	
۱۹	دیدۂ بیدار	حکیم شفائی اصفہانی	۱۰۲۷	
۲۰	حسن گلوسوز	زلالی خوانساری	۔	

نمبر شمار	نام مثنوی	نام مصنف	سنہ وفات ہجری	کیفیت
۲۱	مظہر الانوار	ہاشمی بخاری	۰	
۲۲	مثنوی طاہر وحید	مرزا محمد طاہر وحید قزوینی	۰	
۲۳	مخزن والہ ہروی	درویش حسین والہ ہروی	۰	
۲۴	مطلع الانوار	میر محمد باقر داماد اشراق	۱۰۶۴	
۲۵	دولت بیدار	ملا شیدا	۱۰۸۰	
۲۶	مشرق الانوار	مولوی عبدالرحیم دہری	۱۲۷۳	

تضمین بسم اللہ مولانا نظامی نے بسم اللہ کی جو تضمین کی ہے وہ بھی ایسی عام پسند ہوئی کہ بہت سے نامور شعرا نے اس پر طبع آزمائی کرکے اس طرز کو نباہنے کی کوشش کی ہے۔ یقین ہے منسلکہ جدول نہایت دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کی جائیگی۔

نام شاعر	بسم اللہ	تضمین
نظامی	بسم اللہ الرحمن الرحیم	ہست کلید در گنج حکیم
امیر خسرو	"	خطبہ قدس است بملک قدیم
مولانا جامی	"	ہست صلائے سر خوانِ کریم
ہاشمی کرمانی	"	فاتحہ آرائے کلام قدیم

نام شاعر	بسم اللہ	تضمین
غزالی مشہدی	بسم اللہ الرحمن الرحیم	ہست شہاب از پئے دیو رجیم
فیضی	″	گنج ازل راست طلسم قدیم
عرفی	″	موج نخست است ز بحر قدیم
شانی	″	ماہچہ رایت امید و بیم
شفائی	″	تیغ الٰہیست بدست حکیم
ملا شیدا	″	آمدہ سرچشمۂ فیض عمیم
زلالی	″	مطلع دیباچہ نظم قدیم نص صحیح است و کلام حکیم پنجہ اعجاز و عصائے کلیم ارہ کش تارک دیو رجیم تیر شہاب است بدیو رجیم سرو سیہ پوش ریاض نعیم ابروئے خوش وسمۂ حسن قدیم
آزاد بلگرامی	″	تیغ سیہ تاب رسول کریم
صفا	″	ہست عصائے رہِ امید و بیم
محمد قلی سلیم طہرانی	″	ہست عصائے رہ طبع سلیم

نام شاعر	بسم اللہ	تضمین
ادہم صفوی	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	راہ حدیث ست بسوئے قدیم
میرزا طاہر وحید	"	ہست نہالے ز ریاض قدیم
وحید	"	کعبہ جان و دل اہل نعیم
تمنّا	"	ہست علاج از پئے قلب سقیم
عاصم	"	خال رخ آرائے عروس قدیم نغمۂ مرغان ریاض نعیم
کامی	"	مطلع انوار کلام قدیم
وحدت	"	مصرعہ برجستۂ نظم قدیم
معنی	"	حاصلِ ہر چار کتاب قدیم
آزاد	"	آیت الطاف خدائے کریم زینت عنوانِ کتاب قدیم
واصف	"	ہست نمک بر سر خوان کریم
اشرف	"	غازۂ رخسار عروس قدیم
الٰہی	"	قافلہ سالار کلام حکیم

ندرت اسالیب وافراط مطالب	مطلع الانوار کی نظم ونثر میں معانی ومطالب کی جو افراط و فراوانی ہے اُسے خود مصنف کی زبان فیض ترجمان سے سُنئے اور صداقت

وصدّقنا کہیئے۔ ان کا اعجاز اس مقدمہ کے ایجاز کے احاطہ سے باہر ہے ؎

پیش دو دیدند بتان ضمیر | خامہ فرو خواند ببانگ صریر
فوج بفوج ہم زمعانی حشر | خواندہ و ناخواندہ در آمد ز در
ملک سخن را چو گرفتم بہ تیغ | گوہر خود نیز فشانم چو میغ
جیب جہاں پر ز غرایب کنم | وضع نمطہاے عجائب کنم
در تہ ہر بیت نہاں در نہاں | تحفۂ پوشیدہ جہاں در جہاں
نثرے ازاں گو نہ کشم از قلم | کاب ز شعرم بہ برد تیر ہم
آں چہ نہفت ست مرا در خیال | گر کنمش وصف نماید محال
غیر چہ آگہ کہ دریں سینہ چیست | کور چہ داند کہ در آئینہ کیست
خامہ کہ از گنج خدائی خم است | چیست کہ در گنج خدائی کم ست

(مطلع الانوار)

تاہم بفحوائے "مالا یدرک کلہ لایترک جلہ" اپنی محدود استعداد و استطاعت کے مطابق بلالحاظ حصر و استقصا تبرکاً و تیمناً چند نمونے ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

حمد باری جل جلالہ

سہل بود ہر کہ بدو حرف کن | از ملک العرش چہ سنجد سخن
کے سخن او بجد مردم ست | زیں نفسے کو بہر وتے گم ست

زندہ باقی کہ جہاں آفرید
کے مرد آں زندہ کہ جاں آفرید

آنکہ بود خالق موت وحیات
مرگ بروچیرہ کے آید بذات

نیست براں ہست کہ آرد شکست
کو ہمہ را نیست کند ہر چہ ہست

ساخت زیک قطرۂ آدم گہر
طرفہ کہ نہ بحر بیک قطرہ در

چوں سر دعوئ کشد آں کس زرہ بکست
کوز قفاے دو عدم گشت پست

گر ہمہ عالم بہم آمیند تنگ
بہ نشود پاے یکے مور لنگ

جملہ جہاں عاجز یک پائے مور
واے کہ بر قادر عالم چہ زور

بہ کہ بہ بیچارگیٔ جانِ خویش
معترف آئیم بہ نقصانِ خویش

مندرجۂ بالا اقتباس کے مطالعہ کے بعد حضرت امیرؒ کے اعلیٰ درجہ کے متکلم ہونے میں کلام نہیں رہتا۔ اسی طرح کثیر التعداد اشعار سے ان کے مفسر و محدث اور فلسفی ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ یہ حمد گویا اس حدیث کی تفسیر ہے "لا اُحصی ثناءً علیك انت كما اثنیت علی نفسك"۔

نعت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

مندرجۂ ذیل ابیات مضمون نعت کی گویا معراج ہیں۔ "گفتۂ او گفتۂ اللہ بود" کے عقیدۂ حقہ کو کس خوبی سے نباہا ہے اور ایمان کے ساتھ عمل کی ضرورت کو کس طرح ناگزیر ثابت کیا ہے ؎

زان ازلی مکتب و امی لقب — عقلِ کل آموختہ لوحِ ادب
کردہ وکیلانِ قضا در نخست — ہم بقدم سبقِ حدیثش درست
ہر سخنش کاصلِ مسلمانی است — حاشیۂ نامۂ ربانی است
درسِ شرف کردہ بہ حسن المآب — شیر خرد خوردہ زام الکتاب
عینِ عنایت زعطائے کریم — دالِ ہدایت برہِ مستقیم
عروۂ وثقی اکنفتِ نورِ او — حبل متیں نسخۂ منشورِ او
ماہِ دو ہفتہ بہ سپہرِ جمال — یافتہ از سبعِ مثانی کمال
او بہ یقیں دیدہ جمالِ عزیز — ما ہم امید ست کہ بینیم نیز
کرد نمازے بہ نیازِ تمام — بود نماز از وے و از حق سلام
یافتہ تشریفِ نماز از خدا — آمد ازاں گونہ نمازی قبا
ہر قدمت عمدۂ ہر دو سرائے — ہر سخنت خازنِ وحیِ خدائے
من کہ عیاں تشنۂ جوئے توام — خسروم اما سگِ کوئے توام

منقبت اصحاب رضی اللہ عنہم

منقبت کے اشعار گویا اس ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر ہیں کہ "اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم" (میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں کہ جس کی بھی پیروی کر لو گے ٹھیک راستہ پا لو گے)۔

انچه زسرچشمهٔ مقصود بخیت — نیم کشش خود به ابوبکر ریخت

دور گز آں ساقی بیجور بود — عدل عمر نیز درآں دور بود

ز آب حیاتش که دما دم رسید — قطره برآں ابر حیا ہم چکید

جام شرابے که به تمیز خورد — جرعهٔ آں جام علی نیز خورد

بر دگراں داد ازاں خم نمے — تا به نمے شیفته شد عالمے

مدح مرشد

اس زمانہ میں شاعری اور تصوف کی حالت محتاج بیان نہیں۔ دونوں کو علم و عمل کی احتیاج سے بالاتر سمجھا جاتا ہے۔ دونوں کی سند کمال کے لیے صرف ایک مجلس کی ترتیب کافی ہے۔ اس کا جو اثر اخلاق پر ہے وہ ظاہر ہے۔ شعر و شاعر کے لوازم آپ نے حضرت امیرؒ کی زبان قلم سے اور مقامات پر بھی سنے ہونگے۔ مدح مرشد کے سلسلہ میں یہاں تصوف کی جو حقیقت پیش کی گئی ہے، ابنائے زمانہ کے غور کے لایق ہے، اور جس کا خلاصہ ہے: "شرع اگر عین نباشد شر ست" ۵

زیر نگیں عرصهٔ ملک جمش — خطبهٔ ہب لی رقم خاتمش

نعبد ایاک طراز علم — فاخلع نعلیک مقام قدم

راه روے کو بطریق صفا — رفته قدم بر قدم مصطفیٰ

---

۵ جمیع اصحاب و اتباع ۱۲

سیرتِ میمونشس بدین پروری — نسخۂ دیباچہ پیغمبری
چوں دم الہام زدہ کامِ او — نائبِ وحی آمدہ الہامِ او
سکّۂ کارش بفروع و اصول — تابع قال اللہ وقال الرسول
عین شریعت بطریقش درست — شرع اگر عین نباشد تُرست
ہم تگ او ہم بریاضت گری — بر سرِ او چست کلاہِ سری
از پئے گمراہیِ جاں ہا رقیب — وز پئے بیماریِ دلہا طبیب

ثنائے سلطان

اس وقت دہلی کے تخت پر سلطان علاءالدین جیسا ذی دبدبہ بادشاہ سریرآرا ہی۔ مشرقی آداب اور ایشیائی درباروں میں خسروِ وقت کو "سایۂ خدا" سے برتر و بالا دکھانا روش عام ہی۔ لیکن جس طرز میں حضرت امیر خسروؒ علاءالدین جیسے فرماں روا کی تعریف کرتے ہیں وہ بجائے خود مستحق صد ستایش ہی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ زمانہ "لب بند و چشم بند و گوش بند" کا تھا، اور یہ دور ہی "فری تھنکنگ اینڈ پلین اسپیکنگ" (Free thinking and plain speaking) کا۔ اُس زمانہ کا مرقّع تاریخ کی لوح پر منقوش ہی، اِس دور کا نقشہ اِن آنکھوں کے سامنے ہی۔ ٹھنڈے دل سے دونوں کا مقابلہ کیجیے۔ یقین ہی کہ نتائج کی ترتیب میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔ اس زمانہ میں جو بہت سے نئی اصطلاحیں قائم ہوئی ہیں ان میں سے ایک

"خوشامد" اور "چاپلوسی" بھی ہے۔ جس چیز کو پہلے "خوشامد" اور عیب سمجھا جاتا تھا، اُسی کی بدترین شکل کو اب "ڈپلومیسی" (Diplomacy) یا "مصلحت" بتایا جاتا اور ہنر قرار دیا جاتا ہے۔ "خوشامد" اور "ڈپلومیسی" کے مقابلہ اور تجزیہ کے لیے بجائے خود ایک دفتر درکار ہے جس کا یہ محل نہیں۔ حضرت امیر کے قول کے مطابق بادشاہ نے "شرع رسول خدا کو قوی کیا" "نائب فرمان کردگار" ہے، بنیاد دین کو برقرار رکھنا اس کا اصول کار ہے، "سلاطین جن" اور "شیاطین انس" پر اس کا رعب غالب ہے، "ملک معمور" اور "چشم بیدار" ہے۔ اس میں کون سی بات خلاف عقل ہے اور اس سے زیادہ حاکم کے اندر محکوم کے لیے اور کس صفت کی ضرورت ہے؟ اور کیا اس زمانہ میں بھی یہ اوصاف بہترین سلاطین کے لیے نمونہ نہیں ہو سکتے؟ مثل حمد نعت وغیرہ کے ثنائے سلطان کے بھی دو حصے ہیں۔ اول دونوں نظموں کے عنوانوں کی نثر ملاحظہ ہو جو بجائے خود اعلیٰ درجہ کی شاعری ہے:-

(۱) "دعائے چتر ہمایون سلطان السلاطین و ہمائے ہوائے متعالی علاء الدنیا والدین زاد اللہ بیضۃ تحت جناحہ المنصور وصادعین اعدائہ بجبوحۃ التراب مادام طار الطیور"

(۲) "بنائے ثنائے ثانی بمخاطبۂ خدائیگان زمین و زماں نائب رزاق و کلید ارزاق فتح اللہ لہ خزاین السموات والارض علی الاطلاق"۔

اب مدح ممدوح کا خلاصہ سنیئے ؎

آں سخن آرم کہ چناں کم بود — در خور مدح شہ عالم بود

آں بہ لقب دنیاؤ دیں را علا | کو بجہاں دادہ زاحساں صلا
شاہ محمد کہ بتائید رائے | کرد قوی شرعِ رسولِ خدائے
نائب فرماں ز درِ کردگار | خازن روزن زکف گنج بار
خلق کہ پویند بظلِ ہمائے | بے خبر انند ز ظلِ خدائے
سکۂ او بست بدولت طراز | خطبۂ او نائبِ بانگِ نماز
خاتمۂ تخت تو گردوں نشیں | قاعدۂ ملک تو بنیاد دین
بام تو معراج سلاطین جنس | نام تو لاحول شیاطین انس
ناوک بیدست شدہ کفر کاہ | ہندی محرابیت ایماں پناہ
تیغ تو کو فاتحۂ ابتداست | بر تن بدخواہ تو تبت یداست
ملک تو معمور و مخالف خراب | چشم تو بیدار و جہانے بخواب

علما کے فرائض

حضرت امیر نے علما کے جو فرائض قرار دیئے ہیں ان کو اگر زمانہ حال کے "مقتیوں" پر منطبق کیا جائے تو ان کا ہوبہو نقشہ کھنچ جاتا ہے ؎

خامہ مزن سوختن عامہ را | آلتِ تزویر مکن خامہ را
زرق تہ رخصت نعماں مدہ | زیر ملک بیضۂ شیطان منہ
بیضۂ کلمرغ بزیر ہمائے | از نسب خویش بود بچہ زائے

شرم نداری کہ چو فرماں دہی | تیغ نبیٔ در کفِ شیطاں نہی
عالمِ یزداں بود از حیلہ دور | ہیچ کسے سایہ نہ بیند ز نور
حیلۂ تزویر بجملِ صواب | بو قلمو نیست بر ام الکتاب
ایں ہمہ تشنیع برآگہ رود | زانکہ بداندرہ و بیرہ رود
کس جہلا را نکند جرحِ کار | حک نبود بر ورقِ بے نگار
علم ہماں ست بتحقیق و بس | کز رہِ تحقیق برآری نفس
ہر چہ کنی گرچہ صواب ست و پاک | ہم بوی از خشمِ خدا ترسناک
چوں تو نداری ز خطا نیز بیم | علمِ تو در دیں خللے شد عظیم
ای ز پئے فتنہ میاں کردہ چیست | وز پئے تحقیق عمل پائے سست
علم کز اعمال نشانیش نیست | کالبدے دارد و جانیش نیست

اس سلسلہ میں یہ بات دیکھنے کی ہے کہ "علما" کی "خطا ناترسی" کو "خلل دردین" اور "علم بے عمل" کو "کالبد بے جان" ٹھیرایا ہے، حتیٰ کہ "ہر صواب و پاک" کام کے لیے بھی "خدا ترسی" کو ضروری قرار دیا ہے۔ پھر غور کیجئے کہ اس ذی سطوت و جبروت طبقہ کو بھی نہیں چھوڑا جو "فتوے" کی آڑ میں ہر کردنی و ناکردنی حرکات کرتا ہے۔ حق گوئی کی حد ہے کہ بادشاہ کو بھی صراحت کے ساتھ لیا ہے اور کنایہ تک سے کنارہ کیا ہے۔ سنیئے ؎

از پئے یک میر ستم کیش را | محو کند صد حقِ درویش را

حیلہ گرانے کہ مظالم کنند ۔۔۔ شرعِ نبیؐ سخرۂ ظالم کنند
ہرزۂ شہ رادمِ نعمانؒ دہند ۔۔۔ کفرِ ملک رالقبِ ایماں دہند
وانچہ کہ شہ کار پریشاں کند ۔۔۔ آنہمہ از رخصتِ ایشاں کند
اوفگند مالِ کساں در مغاک ۔۔۔ شاں ہمہ گویند حلال ست و پاک
در فنِ بوجہل کنند اتفاق ۔۔۔ عدلِ عمرؓ نام نہند از نفاق
جاہِ فقیہ از امرائے سفیہ ۔۔۔ سود امیرست و زیاں فقیہ
خسرواماں در آمرانیست خیز ۔۔۔ سوئے فقیہانِ خدائی گریز
از پئے کفّارتِ تعظیم میر ۔۔۔ دیدہ زپائے علماء بر مگیر

انسان کی نیابتِ الٰہی

ذیل کی بیتوں میں انسان کے شرف اور منصب نیابت و خلافتِ الٰہی کو واضح کیا ہے۔ گویا آیاتِ کریمہ "علم اٰدم الاسماء کلھا" اور "اِنی جاعل فی الارض خلیفۃ" کی تفسیر ہے۔ انسان کا فطرۃً بلندی خواہ ہونا اور نیچے رہ جانے والی چیزوں کا خود بخود نظر میں چھوٹا معلوم ہونا کیسا اعلیٰ اور عمیق اور روزانہ مشاہدہ کے مطابق خیال ہے۔ اور جب خدائی خزانوں کی کنجی ہی ہاتھ آگئی تو پھر اور رہ کیا گیا ؎

خود زپدر گرچہ کنوں آمدی ۔۔۔ باپدر از حجلہ بروں آمدی

دفتر معنے تو زبر خواندہ | تختۂ اسما زپدر خواندہ
عرصہ عالم بمسافت تراست | دولتِ آدم بخلافت تراست
تو شہی اقلیم تو ہر دو سرائے | تو ملکی تخت تو شد چار پائے
گنج خدا را تو کلید آمدی | نزپئے بازیچہ پدید آمدی
مرتبۂ جو کہ برانی بماہ | کس نخورد شربت باراں چاہ
ہیچ کسے رہ سوئے بالا نیافت | تا قدم از ہمّت والا نیافت

پھر کہتے ہیں کہ خدا کا نائب اور خلیفہ بننے کے لیے بڑی بلند ہمتی اور عالی حوصلگی کی ضرورت ہے۔ اور یہ نیابت و خلافت محض خوش خوراکی وخوش پوشاکی سے حاصل نہیں ہوتی۔ ان خیالات کو کیسی نادر تشبیہات و تجربات سے ثابت کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ پُردل "ترک" (سپاہی) تیر سے نشانہ کا کام لیتا ہے، مگر تنگ ظرف "مطبخی" (بھٹیارا) ایندھن کا۔
دھوبی کپڑے کو آگ پر رکھ کر اُجالتا ہے، لیکن مشعلچی اُسے آگ میں جھونکتا ہی۔ پست ہمت اور تنگ نظر آدمی کتنا ہی بڑھ جائے ذلیل ہی رہتا ہے جیسے فرش خواہ خز و اطلس ہی کا ہو تاہم پامال ہے، ریشم کا کیڑا جو پتے چاٹ چاٹ کر بڑا ہوتا ہے دنیا اس کو ننگا کر کے اپنا بدن ڈھکتی ہے۔ مکھی اپنے دُہرے حریری ملبوس کے باوجود برہنہ بدن ہے۔ مچھلی اتنے فلس رکھنے پر بھی مفلس ہی رہی۔
آخر میں خلاصہ کے طور پر فرماتے ہیں ؎

آدمی ست از پئے کارے بزرگ
گر نکند این ست حمارے بزرگ

علم بے عمل کی ذلّت

"علم کو" چراغ" اور "جہل" کو شب تاریک" سے تعبیر کرتے اور چراغ نہ ہو تو اندھیری رات میں کنوئیں میں گر جانے کا اندیشہ ظاہر فرماتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ عمل کو علم کا جزو لاینفک قرار دیتے ہیں بلکہ فرماتے ہیں کہ علم نام ہی عمل و اخلاص کا ہے۔ "آنکھ والا" (عالم فقیر ہو یا غنی، ہمیشہ یکساں رہتا ہے، جیسے خود آنکھ کہ وہ نہ کبھی موٹی ہوتی ہے نہ دُبلی۔ ان کے نزدیک واعظ بے عمل کی مثال ایسی ہے جیسے سوتے ہوئے کا بڑبڑانا۔ کیا اچھی بات کہی ہے کہ قرآن کا صرف سر پر یا ہاتھ میں رکھنا بے سود "سود و سود گی" (گھس گھس) ہے۔ اس مضمون کو شاعر نے جس طریقہ سے لکھا ہے اُس کا خود اُنھیں کی زبان سے کچھ خوب لطف آئے گا ؎

اے مُصر از جہل چو در مصر خر — اہل دگر باشد و اہلی دگر
شملہ چو گازر کدۂ آب گیر — سینہ تہی چوں سرِ حفص پیر
اہل نگردد بعمامہ۔ سفیہ — خر نہ شود از جل دیبا فقیہ
منصب بے مایہ نہ درخور بود — گرہمہ فرزند پیمبر بود

باب تو گیرم کہ علی مرتضیٰ است | وہ کت ازاں باب کلید کجا ست
بے بصراں راست بہر جا بیگاہ | کاستن از ذل و فزودن زجاہ
بیش و کمی نیست بہ بنیاے کار | دیدہ نہ فربہ شود و نے نزار
مشعلۂ کعبہ بہ گلخن مسوز | دلق خر از سوزن عیسیٰؑ مدوز
مصحف اگر بر سر و یا بر کف ست | سود سر و سودگی مصحف ست

ابنائے زمانہ

حضرت امیرؒ نے اپنے زمانہ کی جو شکایت کی ہے وہ سوا چھ سو سال پہلے کی ہے، اسی پر اس زمانہ والوں کی حالت کو قیاس کیجیے۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اُس وقت بھی گناہوں کی ایسی ہی کثرت تھی جیسی اب ہے بلکہ اس کی مثال بعینہٖ ایسی ہے جیسے اُجلے کپڑے پر ذرا سا دھبہ بھی بدنما معلوم ہوتا ہے، بخلاف اس کے میلے کپڑے کے بڑے بڑے داغ بھی نظر نہیں آتے ؎

این چہ زمان ست کہ در ہر طرف | ہست بفسق اہل جہاں را شرف
ہر نفسے کار گنہ بیشتر | خواری دیں باشد ازیں بیشتر
آں کہ بفرضے نکند کاہلی | متقی اش نام کنند و ولی
بس کہ شد از کفر جہاں پر ز دود | آں کہ شرار یست چراغے نمود

وائے نہ یکبار کہ صد بار وائے — زین ہمہ گبران مسلمان نمائے
دعوی دین و دل بے ترسناک — خندہ مزن بیہدہ بر دین پاک
اے ہمہ بر نسبت گبرانت زیست — نام مسلمانیت از بہر چیست
آنکہ تنگ از شرع فراتر زدہ است — اللہ و یارب کہ زند عربدہ است
زشت بود از غر کاہل ستیز — غلغل تکبیر زدن در گریز

صوفیانِ حال کا نمونہ

ہست بسے صوفی پشمینہ پوش — کش نہ رسد بانگِ موذن بگوش
چون ہیش دور لسلطان شود — تند بمحراب خرامان شود
سر تہِ دامانِ کسے در مبر — کو کندت غرقہ نہ دامانِ تر
قبلہ مکن پیرِ خرابات را — تا بخرابی نبرد ذات را
در پے آں پیر چہ پوئی بفرق — کو بدِ خود نیک نماید بزرق

پیران بے حال کی تشبیہ اُس شپرکور چشم سے کیا خوب ہے جو مرغ کی اذان سُنتے ہی حسرت وافسوس کے ساتھ محراب کے تاریک سوراخ میں جا چھپتی ہے ؎

شپرہ در قبلہ خزد پُر فسوس
صبح دم از بانگ نماز خروس

مرشدانِ زر اندوزان کے نزدیک "برہمنانِ بُت زریں پرست" ہیں ۵

برہمنِ بت کہ کند شرح بید　　تختہ سیاہش بود و خط سپید
بادۂ تسبیح بیک لب خطاست　　مجلس و محراب بیک شب خطاست

مسجد و میخانہ چو یک جا بود　　نطعِ حریفاں ز مصلا بود

طاعتِ آلودہ نیاید بکار　　مشک جگر سودہ نیاید بکار

صوفی میخوارہ کہ گریدز حال　　گر ہمہ کشف ست مداں جز خیال

دُنبہ کہ گرگے بقفا گرددش　　پُرّی دُمِ لنگرِ پا گردنش

زر کہ ز ستانی و دہی چیست؟ خس　　خاصہ کہ بستانی و ندہی بکس

کسبِ زر از خود بشریعت بود　　در روشِ فقر خدیعت بود

تا تو ندانی کہ زر از بت کم ست　　برہمناں را بتِ زریں ہم ست

ایں ہمہ شیخانِ خزائن پرست　　برہمنانند۔ بتِ زر بدست

صرف جوہر ذاتی اصل ہے

کم بود از چرب زبانان فراغ　　دیگ کجا پختہ شود بر چراغ

دمدمۂ دیگ دمادم صلاست　　زمزمۂ چاہ بزمزم صداست

گر پدرت داشت کمالے بزیست　　آں حقِ او بود از آنِ تو چیست

نیست ہمہ نسلِ کریمان عزیز　　تخم خیار ست بسے تلخ نیز

زشت بود سفلہ بجائے بلند کاسۂ خالی وصدائے بلند ۔

بعینہ یہی تعلیم اسلام کی ہے۔ قرآن کریم میں ہے "اذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم"۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحب زادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بتاکید فرمایا کرتے تھے "اعملی یا بنت احمد اعملی"۔

ناقص تربیت کی مٹی پلید

تربیت کی جس درجہ ضرورت ہے وہ ظاہر ہے۔ اور تربیت کو درحقیقت تعلیم پر بدارج ترجیح ہے۔ مطلع الانوار میں تربیت کے وہی اصول قائم کیے گئے ہیں جو بہترین شمار کئے جاتے ہیں۔ یعنی اولاد کی اصلاح کی کوشش سے پہلے ماں باپ کو اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ تربیت شروع ہی سے ہونی چاہیے۔ تربیت میں سختی کو دخل نہ ہونا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے کہ "ہر بچہ اصل فطرت ہی پر پیدا ہوتا ہے، مگر اس کے ماں باپ اُسے یہودی یا مجوسی یا نصرانی بنا دیتے ہیں"۔ اگر کوئی کہے جبل اپنی جگہ سے ٹل گیا تو اُسے سچا مان لو، لیکن اگر کوئی کہے کہ فلاں شخص کی جبلت بدل گئی تو اسے سچا مت جانو" (اور جبلت در اصل نام ہے اس عادت کا جو تربیت کا نتیجہ ہوتی ہے) جس کی تربیت کی جائے اُسے حدیث میں ٹیڑھی ہڈی سے مشابہ قرار دیا گیا ہے کہ اگر اُسے چھوڑے رکھا جائے تو وہ ٹیڑھی کی ٹیڑھی رہے گی، اور اگر سختی کی جائے تو اس کے ٹوٹ

جانے کا ڈر ہے۔ مقصد یہ ہے کہ تربیت میں غایت احتیاط کی احتیاج ہے۔ کلام پاک میں بھی نرمی سے بات کرنے اور بہتر طریقہ استعمال کرنے کا حکم ہے ؎

گر تو بہی۔ خونِ تو بد رگ چراست | ورنہ سگی زادۂ تو سگ چراست
نیش و جراحت نہ ز مردم دمد | از دمِ مار و دمِ کژدم دمد
چوں تو بدی۔ گر ز تو زاید بتر | خونِ جگر گوشہ بہ تہمت مخور
گر بچۂ خود بخورد گرزہ مار | بچۂ او نیز شود بچہ خوار
میوہ کہ در نشتر سختش توئی | خار ز خود خور کہ درختش توئی
شو ادب آموز پسر را ز پیش | کہ چو قوی شد نتواں نیش بیش
چرب کنی شانۂ نو راز باں | موز گستن نہ فتد در زیاں
زادۂ بد در مکن و کن مکش | ناخنہ از دیدہ بناخن مکش
زانکہ بداں گفت پدر نشنود | جز سخنِ خویش دگر نشنود
ایں ز حدیثِ پدر اندر خروش | آں ہمہ تن بر لبِ فرزند گوش
رنج کش طفل شکیبا بود | پرورشں ناز نہ زیبا بود

اولاد سے خدمت کی اُمید

بہترین تربیت کی تاکید کے باوجود حضرت امیر خسرو کا مشورہ والدین کے لیے یہ ہے کہ ماں باپ کی ہمّت کا تقاضا یہی ہونا چاہیے کہ وہ اولاد سے خدمت

کے متوقع نہ رہیں، کیوں کہ خدا جانے اولاد کا مزاج کیسا قائم ہو ؎

بچۂ طاؤس چو از بیضہ جست — دانہ خورد چست ز بالا و پست
بچہ کہ گنجشک و کبوتر کشد — لرزہ کناں دانہ ز مادر کشد
صید ہماں بہ کہ بشست خود ست — راحت مرد از کفِ دستِ خود ست
خواجہ مبادا کہ بہ پیرانہ سر — بندۂ فرزند شود بہرِ خور
دہ پسر از یک پدر آسودہ گشت — یک پدر از صد پسر افتد بدست
ناخلفے را کہ بود شوم چہر — بر پدر و مادر و خویشاں چہ مہر
سگ چو گرہِ خشم فغاں بر کشد — لقمہ ز دندان برادر کشد

نیز یہ کہ پیدائش اور پرورش کے زمانہ میں والدین کے اندر یہ جذبات تو ہوتے بھی نہیں ہیں۔ شفقت پدری و مادری کا فلسفہ کچھ اور ہی ہے ؎

پرورش زادۂ دشوار ز بیست — آنکہ نہ زادہ است چہ داند کہ چیست
سہل نماید بر استر دناں — محنتِ زائیدنِ آبستناں
گیر کہ مادر کند از بہر خویش — ق پرورشِ زادہ بامید بیش
چیست صدف را کہ ز جانِ دو نیم — پرورد اندر دل درِّ یتیم
دست قضا کیں ہمہ با ہم نہاد — از پئے آبادی عالم نہاد
گر نہ دو آتش زدہ در خیمے شدے — دہر برا ز جانوراں کے شدے

کلام کے بین السطور پر غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لڑکیوں کے

مناسب حال تعلیم و تربیت کے وہ اتنے ہی حامی و خواہاں ہیں جتنا کہ ہونا چاہیئے اور اس حقیقت کے معترف ہیں کہ لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کے بغیر لڑکوں کی خاطر خواہ تعلیم و تربیت محال عادی ہے۔ چنانچہ خود اپنی بیٹی کو مخاطب کر کے کہتے ہیں ؎

گرچہ کہ اخوانِ چو تو نیک اخترند نے ز تو در دیدۂ من بہترند
دختر اگر نیست پسر کے شود بے صدفِ سادہ گہر کے شود
جاں سگِ آں دختر آزادہ شد کز رحمِ او پدرش زادہ شد
باید چوں دُر خلفِ ارجمند تا صدف آوازہ برآید بلند
دُر کہ بزرگاں ہمہ میلش کنند یادِ صدفِ ہم بطفیلش کنند

مذکورۂ بالا شعروں کے ظاہری معنی بھی نہایت لطیف ہیں۔ وہ یہ کہ "اگر بیٹی نہ ہو تو نہ بیٹا ہو اور نہ باپ"۔ خوب! بچوں کے رجحان طبیعت کا اندازہ کرنا بھی اصول ولوازم تعلیم و تربیت میں نہایت اہم ہے۔ اس خیال کو انھوں نے اس بے مثل مثال سے ثابت کیا ہے کہ اگرچہ مٹی اور پتھر بجائے خود بکار آمد ہیں، لیکن آئینہ یا پانی کی طرح عکس پذیر نہیں ہیں۔ بالفاظ دیگر اگر مٹی یا پتھر سے وہ کام لینے کی کوشش کی جائے گی جو آئینہ یا پانی کا ہے تو یقیناً محنت برباد جائے گی ؎

فیض ز قالب کہ نداند گزشت بر دگرے خود نتواند گزشت

آئینۂ آب بود عکس گیر | نیست گل و رنگ تصور پذیر
دیدہ نہ خود دید ز نزدیک و دور | قابلِ آنست کہ بیند ز نور
گوش کہ صد مشعلہ با وے بود | نیست چو قابل۔ نظرش کی بود

زرداری وفیاضی

اب سے سات سو برس پہلے کے مسلمان (خصوصاً امرا اور دربار کے لوگ) بے زری سے واقف ہی نہ تھے اور جو زردار تھے ان کو فیاضی کے موقعے بتانے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اس باب میں بھی حضرت امیرؒ نے جو کچھ کہا ہے وہ ایسا ہے کہ صرف اُسی شخص کی زبان وقلم سے ادا ہو سکتا ہی جو انسانی فطرۃ کو اچھی طرح سمجھتا ہی ؎

گر ہمہ گبرست کہ مالیش ہست | در نظرِ خلق جمالیش ہست
ورچہ بود مومن و پرہیزگار | ہر کہ زرش نیست ندارد عیار

مطلب یہ ہی کہ زردار کی بے دینی پر بھی پردہ پڑ جاتا ہے اور بے زر مومن کو کوئی نہیں پوچھتا۔ اس لیے مالدار بننے کی ہر ممکن اور جائز کوشش کرنی چاہیے۔

اور جب زر و مال ہاتھ میں ہو تو باموقع فیاضی سے دریغ نہ کرو۔ مالدار کا بخیل ہونا ایسا ہی جیسا جواھر کا کان میں یا گوھر کا دریا میں (گویا بیکار) پڑا رہنا۔ یہ بھی نہ ہو کہ سب کچھ اپنے پر یا اپنوں پر ہی خرچ کیا جائے اور بیگانے

محروم رہیں۔ اگر یہ ہو تو دینے یا خرچ کرنے والا گویا بسولا ہے جو کاٹ کاٹ کر اپنے ہی سامنے ڈالتا جاتا ہے۔ اور اگر اُسے دیتا ہے جو مالدار ہے تو گویا موتی اُلٹے دریا میں پھینکتا ہے۔ پھر یہ کہ جسے دے اُسے بھی اندازہ کے ساتھ دے جیسے کہ آنکھ میں سرمہ سلائی سے ڈالا جاتا ہے نہ کہ چمچے سے۔ دیتے وقت اپنی حالت کا اندازہ بھی ضروری ہے۔ غرض بخل و اسراف اور حقیقی فیاضی کے تمام مراتب بیان کر دیئے ہیں ؎

از رہ صفت قیمتی راست باش	نے ہمہ چوں تیشہ سوئے خود تراش
لطف بجائے ست کہ دوری بود	بر زن و فرزند ضروری بود
کیست کریم۔ آنکہ بمسکیں دہد	نز پئے شہرت۔ ز پئے دیں دہد
ہر چہ تونگر بتوانا فگند	و آنکہ گہر باز بدریا فگند
گر توئی از راہِ کرم زرفشاں	پُر بگدا کم بتونگر رساں
ہر چہ بہ نسبت نہ فشاند کسے	بخل ز اسراف نکوتر بسے
گرچہ عطا در ہمہ جا دلکش ست	ہر چہ بہنجار بود آں خوش ست
دیدہ کہ از سرمہ دلیش دہند	سرمہ نہ از چمچہ بملیش دہند
دادنِ مکرم شرفے شد بلند	دادنِ مسرف بزہ در شخند
آنکہ دو نیم جامہ ندارد بپوست	بنجیر دست ارد ہد آنرا بدوست
شفقہ کہ بخشید بسر فقیر	رحم مکن گر بمرد۔ گو بمیر

صحن جہاں شد چو خرابی نشاں ‏ ‏ ‏ باغ بود برہنہ و زرفشاں
آنکہ توانگر بزرست و منال ‏ ‏ ‏ گر ہمہ بد ہد بود اسرافِ مال
از دو یکے چشم کرم راست نور ‏ ‏ ‏ وز سہ یکے قسمتِ خیر الامور
پردلی آں بہ کہ بطاقت بود ‏ ‏ ‏ پردلی از وام حماقت بود
حکم سخا نیست بہ بسیار چیز ‏ ‏ ‏ از درمے دانگ وز دانگے پشیز
کیست سخی؟ آنکہ ز دانت دہد ‏ ‏ ‏ ہرچہ دہد ہم بزمانت دہد

فیاضی کے موقعوں پر ایک اور مسئلہ بھی قابل لحاظ ہوتا ہے، یعنی "خویش و درویش" کا۔ ایسے موقعوں پر اپنوں کو بالکل ہی نظر نہیں کرنا چاہیے۔ جو کچھ کیا جائے بلا خواہش نام و نمود کیا جائے (علی الخصوص جب معاملہ اقارب کے ساتھ ہو) اپنوں کی امداد کے لیے یہ خیال کیسا تسکین بخش ہے کہ اس صورت میں جو کچھ ہاتھ سے جاتا ہے وہ گویا اپنے ہی ہاتھ میں آتا ہے ؎

شہرہ مکن ہرچہ بخویشاں دہی ‏ ‏ ‏ در کفِ تست آنچہ بریشاں دہی
سفلہ کہ دانگے بہ فقیر آورد ‏ ‏ ‏ شش جہت از وے بنفیر آورد
گر تو شوی از ہمہ خویشاں بزرگ ‏ ‏ ‏ در رمۂ خویش شباں شو نہ گرگ
گر ہمہ شہد ست بدہاں آوری ‏ ‏ ‏ زہر بود چوں بزباں آوری
آنکہ سر انجام زنی نشترش ‏ ‏ ‏ بہ کہ ز اوّل ندہی شکرش
گر شرفے در رگ نیکوئے تست ‏ ‏ ‏ ہر کہ بجز تست دعاگوئے تست

عرق بیا کی بدعا ضم شود | رشتہ بتعویذ مکرم شود
زوکہ بشیریت فتوت بود | خونش خورانی چہ مروّت بود
منزل مہماں نہ بود ہر درے | بارِ عزیزاں نہ کشد ہر سرے

پھر فیاضی کے عموم سے سائلوں اور مُفت خوروں کی ترقی کا جو اندیشہ ہوسکتا ہی، شاعر کا ہمہ گیر دماغ اس سے بھی خالی نہیں ہے، اور مخصوص انداز کے ساتھ سوال اور دست درازی کی مذمت بھی موجود ہے ؎

دست جواں مرد بود گنج بار | دستِ نگوں ہیچ نگیرد قرار
دست ستاں ست ستانندہ را | دست نگوں ست رسانندہ را
یعنی اگر تو دہی از کف درست | سجدہ کُند دست بہ پشت نخست
سر ننہد از دامنِ پر آدمی | پلہ چو برگشت ببوسد زمیں
پیشِ فشانندہ کہ ریزد بروں | گردد چینندہ ضرورت نگوں

جوانی کی باتیں

تا بود اسباب جوانی بہ تن | روئے چو گل باشد و تن چوں سمن
تازہ بود مجلس یاراں بتو | جلوہ کند صفِ سواراں بتو
شیفتگاں دیدہ بروئیت نہند | رَختِ ہوس بر سر کویت نہند
نکہتِ گیسو چو نسیم سحر | رنگِ بناگوش چو نسرین تر

نرگسِ تو بادہ نداند گناہ ۔۔۔ غنچۂ تو خندہ ندارد نگاہ
تاب دہد چہرہ ز برنائیت ۔۔۔ میل کند سینہ بر عنائیت
دیدہ سوئے فتنہ پرستی کشد ۔۔۔ دل ہمہ در شوخی و مستی کشد
نازکنی۔ ناز کشندت بجاں ۔۔۔ دل طلبی۔ نیز دہندت رواں
روز چہ جوئی بہ شبت آں رسد ۔۔۔ تا شب تو نیز بپایاں رسد

بڑھاپے کی گھاتیں

نوبت پیری چو زند کوس درد ۔۔۔ دل شود از خوش دلی و عیش سرد
گونۂ رخسار بزردی زند ۔۔۔ آتشِ معدہ دمِ سردی زند
موئے سپید از اجل آرد پیام ۔۔۔ پشتِ خم از مرگ رساند سلام
در تن و اندام در آید شکست ۔۔۔ لرزہ کند پائے ز سستی چو دست
چشم شود منزوی از خانہا ۔۔۔ رخنہ شود رشتۂ دندانہا
قوتِ دل بشکند و زورِ تن ۔۔۔ پوست جدا گردد چوں پیرہن
چنگ صفت رگ جہد از پشتِ پیر ۔۔۔ تار بجنبد چو کہن شد حریر
تیرہ شود مشعلۂ نورِ عین ۔۔۔ دل بمصلّا کشد از کعبتین
خشک شود عمدۂ بازو چو کلک ۔۔۔ سست شود مہرۂ گردن ز سلک
از مے و گلزار فراغ اوفتد ۔۔۔ زہد ضروری بدماغ اوفتد

بر ہمہ ایں دور دمادم رسد — از ہمہ بگذشتہ بما ہم رسد

"عہد پیری شباب کی باتیں"

پیر کہ او درد سبیلی خورد — لعبتِ عید ست کہ سیلی خورد
پیری نداف کہ از پنبہ خاست — راست مداں پشم ز پنبہ جدا است
پیر نگیرند بموے سپید — تا بر پیراں نبود ز و امید
باشش چو کافور بہ پیرانہ سر — پاک ز بیروں و دروں سر بسر
نافہ مشو کز پئے خونِ تباہ — موئے سپیدش بود و دل سیاہ
کوز شدی نفس مکن جیفہ خوار — زندہ بود زاغِ کماں را شکار
پیر شدی پیشۂ پیران پذیر — زشت بود لعبِ جواناں ز پیر
پیر کہ بر رسمِ جواناں زید — مردہ بود گرچہ بعہد جاں زید
وانکہ جواں پیر تبنر دیر گشت — طفل بود گرچہ بمو پیر گشت
نسبتِ پیری و جوانی نہ موست — ہر چہ بہنگام بود آں نکوست
موئے کہ سازند سپید از گلاب — سخرہ چو موے سیہ است از خضاب
عمر چو از حیلہ نخواہد فزود — سبلت رنگیں بتکلف چہ سود

سچ ہے ؎

عہد پیری شباب کی باتیں — ایسے ہیں جیسے خواب کی باتیں

یا یہ کہ ؎

شیئان عجیبان هما ابرد من یخ
شیخ یتصبی و صبی یتشیخ

مدارج عمر

عمر کے مختلف حصوں میں انسان پر جو حالات گزرتے ہیں ان کو متعدد شاعروں نے بیان کیا ہے اور ان سے اپنے اپنے طریق پر عمدہ نتائج اخذ کئے ہیں۔ امیر المومنین حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اس خصوص میں ایک قطعہ ارشاد فرمایا ہی جسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ غالباً کسی زبان میں اس خیال کو حضرت مولاؑ سے پیشتر ادا نہیں کیا گیا۔ بعد کی نظمیں تو مختلف شعرا اور مختلف زبانوں کی نظر سے گزری ہیں ؎

اذا عاش امرءٌ ستّین حولاً — فنصف العمر تمحقهُ اللیالی
ونصف النصف یمضی لیس یدری — لغفلته یمیناً عن شمال
وثلث النصف آمال وحرص — وشغل بالمکاسب والعیال
وباقی العمر اسقام وشیب — وهمٌّ بارتحال وانتقال
فحب المرء طول العمر جهل — وقسمته علی هٰذا المثال

یعنی اگر آدمی بفرض ساٹھ سال زندہ رہے تو گویا آدھی عمر (۳۰ سال) سونے

ہی میں برباد ہو جاتی ہے۔ اور آدھی میں سے آدھی (۱۵ سال) اس طرح گزر
جاتے ہیں کہ دائیں بائیں کی بھی خبر نہیں ہوتی۔ اور اس نصف کی ایک تہائی
(۱۰ سال) کو کھانے کمانے اور بال بچوں کے لیے رکھ لو۔ اب رہی باقی عمر (۵
سال) وہ بیماری بڑھاپے اور مرنے کی فکر و غم کی نذر ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت
میں طول عمری کی خواہش سراسر نادانی ہے حضرت امیر خسرو لکھتے ہیں ؎

ششدرۂ راہ سہ پنجم کشاد   ہفت و نہم در شش و پنج اوفتاد
گرچہ مہ چاردۂ من بکاست   دل ز سرِ چاردہ بازی نخاست
عمر بدہ بازی و نادانی است   بست شد آغاز پریشانی است
از ورع و زہد زسی تا چہل   ہرچہ کنی خوی پذیرست دل
چون ز چہل پائے فراتر نہی   سکّہ محال ست کہ دیگر نہی
از پسِ پنجاہ در آید شکست   وائے بدینگونہ کہ رفتی ز شست
از پس ہفتاد بیفتادنی است   حدِ بقا زاں سوئے ہشتاد نیست
در نود آئینِ حیات اندکیست   زیستن و مرگ بہ نسبت یکیست
ور بصد افتد حد پایندگی   مرگ نکوتر ز چناں زندگی

جس نتیجہ کی نسبت حضرت امیر علیہ السلام نے از راہ انتہائے بلاغت کنایت
سے کام لیا اُسی کی حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت کر دی اور کہدیا کہ ؎

مہلت تو گر صد و یا پنجہ است   از پئے آرائشِ زادِ رہ است

چوں تو دریں تختہ نداری شمار | عمر چہ دہ چہ صد و چہ صد ہزار

مقصد دونوں بزرگوں کا واحد ہی یعنی انسان ساٹھ سال جیا تو کیا اور سو سال جیا تو کیا، اُسے چاہیے کہ جو کچھ کرنا ہے اسی تھوڑی سی مہلت میں کر لے اور طویل العمری کے غم میں نہ پڑے۔

مناظر

رات کا منظر

صوفی گردوں چو بخلوت نشست | گرد فلک سبحۂ پرویں بدست
طرۂ ظلمت ز نسیم بہار | مشک فشاں شد چو لب روزہ دار
دہر پر از غالیۂ سودہ گشت | دام و دد از تگ و دو آسودہ گشت
چشمۂ خور برد ز ہر خانہ تاب | تاختن آورد بہر دیدہ خواب
مردمک چشم کساں تا بروز | کرد ز مژگاں در خود میخ دوز
سایہ فگن خاک بچرخ بریں | چرخ شدہ سایہ نشین زمیں
جن و ملک ہر دو شدہ گوشہ گیر | دزد و عسس ہر دو شدہ توشہ گیر
زاں شب فرخندہ کہ میموں شدہ | بوم چو طاؤس ہمایوں شدہ
از اثر نور ثریا نشیں | مرغ مسیحا شدہ خورشید بیں

طلوعِ سحر

مرغِ سحر گفت چو تسبیحِ پاک
بانگِ موذن بفلک شد ز خاک

خلوتیِ شرق برآمد ز دور
بر کتف افگندہ مصلائے نور

صبح کہ شد نور بصدقش گوا
زد قدمِ صدق بروئے ہوا

جنبشِ پاکاں سوئے محراب گشت
چشمِ سگاں پردہ کشِ خواب گشت

شب پرہ از گنبدِ فیروزہ گوں
رفت بہ فروالۂ گنبد دروں

بوم کہ در رفت چو دزداں بباغ
دردِ سرِ خویش شد از کوبِ زاغ

مرغِ سحر خیز نوا بر کشید
زمزمۂ تر بہوا بر کشیدہ

باد کہ بر لالہ و گل پا نہاد
رقص کناں روئے بصحرا نہاد

تازہ شد از ابرِ بہاری چمن
خندہ زد از یادِ ریاحینِ سمن

ابر کہ از بادِ وزاں شد ستوہ
بست سراپردہ بہ اوتادِ کوہ

سُرخیِ مشرق ز افق رو نمود
ہمچو مئے سُرخ ز جامِ کبود

شاہدِ صبح از رخِ لعل و سپید
داد حریفانِ طرب را نوید

کرد سخن رود بریشم زناں
گشت رواں جامِ صبوحی خوراں

نادرہ صبحی کہ ہمہ ماہ و سال
شد ز دمش فرخ و فرخندہ فال

مرغ کہ آہ از دلِ غمکش زدہ
در جگرِ سُرخ گل آتش زدہ

بلبل نالندہ زغم دیدہ تر	سینہ ز آواز خراشیدہ تر
کبک و کبوتر بنفیر آمدہ	زاغ و زغن در بم و زیر آمدہ

بہار کی بہار

باغ در ایامِ بہاراں خوش ست	موسمِ گل بارخِ یاراں خوش ست
چوں گلِ نوروز کند ناقہ باز	نرگسِ سرمست در آید بناز
سبزہ بر آرد خط عاشق فریب	از دل بنیندہ رباید شکیب
برگ شود برگلِ نسرین فراخ	آب چکد زابر براندامِ شاخ
سروِ تراندام زلطفِ صبا	از خز بے تار بپوشد قبا
تازہ شود لالہ چو رخسار دوست	غنچۂ نوخیز نگنجد بپوست
بر رخِ گل غازہ کند لالہ زار	جلوہ کناں دست برآرد چنار
از خطِ سنبل کہ معنبر شود	خاک چمن غالیۂ تر شود
ابر بگوید برخِ بوستاں	باغ بخندد چو لبِ دوستاں
تا بنہد بر جگرِ لالہ داغ	گل ہمہ از باد فروزد چراغ
بط ز ترانہ کہ برود آورد	فاختگان را لب رود آورد
گرچہ کند مرغ زمستی خروش	نیز نہد بر سرِ گل پا بہوش

خزاں کی پکار

باز چو گل رخت بریزد ز خار — خندہ فراموش کند لالہ زار
باغ دہد حلۂ رنگیں بباد — غنچہ بہ بندد لب شیریں کشاد
سروِ سرافراشتہ پست اوفتد — در ورقِ لالہ شکست اوفتد
نافِ شگوفہ ندہد بوئے مشک — پر شکند فاختہ از شاخِ خشک
مرغ خورد برگلِ نسریں دریغ — بید بیارد دلِ سر سبزہ تیغ
نسترن از شاخ در افتد نگوں — خشک شود در جگر لالہ خوں
سرد شود چشمہ چو افسردگاں — زرد شود سبزہ چو گل خوردگاں
شاخ بنفشہ کہ ز جا بر شود — کثرد مۂ دیدۂ عبہر شود
برہنہ گردد چمن حلہ پوش — شاخ دہد مژدہ بہ بیزم فروش
خنجر سوسن چو فتد بر زمیں — سایہ ببرّد ز سرِ یاسمیں
ابر نیارد گہرے از سپہر — خار نخارد سرِ نسریں بمہر

خلاصۂ کلام

مثنوی مطلع الانوار کے متعلق مجھے جو کچھ عرض کرنا تھا وہ صفحات بالا میں پیش کر چکا۔ میں شروع ہی میں کہہ چکا ہوں اور اب آخر میں بھی اُسے دُہراتا

کہ میں نے کتاب کے معانی و محاسن کے استیعاب کی مطلق کوشش نہیں کی۔ نہ اس کی ضرورت تھی، اور نہ یہ میرے لیے ممکن تھا۔ حضرت امیر خسروؒ درحقیقت ان انسانوں میں سے تھے جن کو خلّاق علی الاطلاق کی بے انتہا قدرت کا عجیب و غریب نمونہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

وہ فطری شاعر تھے۔ انگلستان کے مشہور شاعر اور "ہومر" کے مترجم پوپ Pope (سنہ ۱۶۸۸-۱۷۴۴ء) کی نسبت کہا جاتا تھا کہ

"He lisped up in numbers, for the numbers came" (یعنی آمد کا یہ حال تھا کہ تُتلا کر بولنے کے زمانہ میں بھی وہ نظم ہی میں بولتا تھا) بلاشبہ پوپ بڑا شاعر ہے اور اوائل ہی سے اس کے اندر شعر گوئی کا مادہ اور رجحان پایا جاتا تھا۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ سنہ ۱۷۱۱ء یعنی ۲۳ سال کی عمر سے پہلے کے اس کے کسی کلام کا پتہ نہیں ہے۔ انیسویں صدی کے نامور انگریزی ادیب اور مورخ مکالے (Macaulay) کے متعلق بھی مشہور ہے کہ وہ آٹھ برس کے سن میں شعر کہنے لگا تھا لیکن اس سن کے کلام کا کوئی حصہ محفوظ نہیں ہے (حال آں کہ پوپ اور مکالے دونوں کا زمانہ "تاریخ کا زمانہ" ہے) بخلاف اس کے امیر خسرو کی صغرسنی کا ایک پورا دیوان "تحفۃ الصغر" کے نام سے محفوظ ہے، چنانچہ اس دیوان کے دیباچہ میں وہ خود لکھتے ہیں کہ مجھے اوائل عمر ہی سے شعر گوئی کا فوق العادت ذوق تھا۔ جب

خواجہ اعزالدین سے پہلی بار ملاقات ہوئی تو انہوں نے امتحاناً چار لفظ مُو (بال)، بیضہ، تیر اور خربزہ ایسے بتا کر جن میں باہم بظاہر کوئی ربط نہیں تصنیف رباعی کی فرمائش کی۔ میں نے فی البدیہہ ذیل کی رُباعی موزوں کی ؎

ہر موئے کہ در دو زلف آں صنم ست | صد بیضۂ عنبریں دراں موی ضم ست
چوں تیر مداں راست دلش را زیرک | چوں خربزہ دندانش درونِ شکم ست

اس واقعہ کی تصدیق یورپین مستشرقین نے بھی کی ہے۔ ان کے شاعرانہ کمال کو دنیا تسلیم کرتی آئی ہے۔ پُرگو ایسے ہیں کہ اشعار کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔ بدیہہ گوئی کا یہ عالم ہے کہ تین ہزار تین سو چوبیس ۳۳۲۴ بیت کی مثنوی (مطلع الانوار) بے تکلف دو ہفتہ میں کہہ ڈالی۔ کل خمسہ (جس کے اشعار کی مجموعی تعداد تقریباً اٹھارہ ہزار بیت ہے) تین سال میں پورا کر دیا، حال آں کہ شاعری ان کے لیے محض تیسرے درجہ کے مشاغل میں تھی مقابلہ نظامی کا تھا جو اپنے فن کے امام ہیں، سوائے شغلِ شعر کے اور کوئی فکر نہیں رکھتے تھے، اصناف شعر میں محض مثنوی گوئی کو اپنے لیے مخصوص کر لیا تھا۔ اور باوجود تقریباً سوا سو سال گزر جانے کے کسی اور شاعر نے اس مقابلہ کی جرأت نہیں کی تھی۔ چنانچہ ان تمام واقعات کو خسرو ایک موقع پر یوں بیان کرتے ہیں ؎

(نظامی کی حالت)

اوزان ہمہ فکر گوہر آمائے | نہاد بروں زیک روش پائے

کہ میں نے کتاب کے معانی ومحاسن کے استیعاب کی مطلق کوشش نہیں کی۔ نہ اس کی ضرورت تھی، اور نہ یہ میرے لیے ممکن تھا۔ حضرت امیر خسروؒ درحقیقت ان انسانوں میں تھے جن کو خلّاق علی الاطلاق کی بے انتہا قدرت کا عجیب وغریب نمونہ قرار دیا جا سکتا ہے۔

وہ فطری شاعر تھے۔ انگلستان کے مشہور شاعر اور "ہومر" کے مترجم پوپ Pope (سنہ ۱۶۸۸-۱۷۴۴ء) کی نسبت کہا جاتا تھا کہ

"He lisped up in numbers, for the numbers came" (یعنی آمد کا یہ حال تھا کہ تتلا کر بولنے کے زمانہ میں بھی وہ نظم ہی میں بولتا تھا) بلاشبہ پوپ بڑا شاعر ہے اور اوائل ہی سے اس کے اندر شعر گوئی کا مادہ اور رجحان پایا جاتا تھا۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ سنہ ۱۷۱۱ء یعنی ۲۳ سال کی عمر سے پہلے کے اس کے کسی کلام کا پتہ نہیں ہے۔ انیسویں صدی کے نامور انگریزی ادیب اور مورخ مکالے (Macaulay) کے متعلق بھی مشہور ہے کہ وہ آٹھ برس کے سن میں شعر کہنے لگا تھا لیکن اس سن کے کلام کا کوئی حصہ محفوظ نہیں ہے (حال آں کہ پوپ اور مکالے دونوں کا زمانہ "تاریخ کا زمانہ" ہے) بخلاف اس کے امیر خسرو کی صغرسنی کا ایک پورا دیوان "تحفۃ الصغر" کے نام سے محفوظ ہے، چنانچہ اس دیوان کے دیباچہ میں وہ خود لکھتے ہیں کہ مجھے اوائل عمر ہی سے شعر گوئی کا فوق العادت ذوق تھا۔ جب

خواجہ اعز الدین سے پہلی بار ملاقات ہوئی تو اُنہوں نے امتحاناً چار لفظ مو (بال)، بیضہ، تیر اور خربزہ ایسے بتا کر جن میں باہم بظاہر کوئی ربط نہیں تصنیف رباعی کی فرمائش کی۔ میں نے فی البدیہہ ذیل کی رُباعی موزوں کی ؎

هر موئے که در دو زلف آں صنم است | صد بیضهٔ عنبریں دراں موی ضم است
چوں تیر مداں است دلش را زیرک | چوں خربزه دندانش درون شکم است

اس واقعہ کی تصدیق یورپین مستشرقین نے بھی کی ہے۔ ان کے شاعرانہ کمال کو دنیا تسلیم کرتی آئی ہے۔ پُر گو ایسے ہیں کہ اشعار کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔ بدیہہ گوئی کا یہ عالم ہے کہ تین ہزار تین سو چوبیس ۳۳۲۴ بیت کی مثنوی (مطلع الانوار) بے تکلف دو ہفتہ میں کہہ ڈالی۔ کل خمسہ (جس کے اشعار کی مجموعی تعداد تقریباً اٹھارہ ہزار بیت ہے) تین سال میں پورا کر دیا، حال آں کہ شاعری ان کے لیے محض تیسرے درجہ کے مشاغل میں تھی مقابلہ نظامی کا تھا جو اپنے فن کے امام ہیں، سوائے شغلِ شعر کے اور کوئی فکر نہیں رکھتے تھے، اصناف شعر میں محض مثنوی گوئی کو اپنے لیے مخصوص کر لیا تھا۔ اور باوجود تقریباً سوا سو سال گزر جانے کے کسی اور شاعر نے اس مقابلہ کی جرأت نہیں کی تھی۔ چنانچہ ان تمام واقعات کو خسرو ایک موقع پر یوں بیان کرتے ہیں ؎

(نظامی کی حالت)

اوزان ہمہ فکر گوہر آمائے | نہاد برون زیک روش پائے

بعضے خاں

صد طرز سخن چو شکر و شہد نمود مگر بثنوی جہد
کوشش ہمہ در سخن سگالی خاطر زِ ہر التفات خالی
بارے نہ بہ دل مگر ہمیں بار کارے نہ دگر مگر ہمیں کار
از ہر ملکے و نیک نامے اسبابِ معاشش را نظامے

(خود اپنی حالت)

مسکین من مستمند بے ہوش از سوختگی چو دیگ در جوش
شب تا سحر از صباح تا شام در گوشۂ غم نگیرم آرام
باشم زبرائے نفسِ خود رائے پیشے چو خوے ستادہ بر پائے
تا خوے نہ رود زپائے تا سر دستم نشود زآبِ کس تر
مزدے کہ دہند منت داد واں رنج کہ من برم ہمہ باد
با چندیں شغل خاطر آشوب چندیں بر نو و ہم زیک چوب

نثر کلام کی مقدار بھی محیر العقول ہی۔ بلند پایہ اس درجہ ہیں کہ بڑے بڑے استاد اور نقاد باوجود سعی بلیغ ان کی گرد کو نہیں پہونچتے۔ مع ہذا سہل گو بھی اتنے کہ چھجو[1] ساقن تک کو نہال کردیں۔ فن شعر میں وہ اہلِ ایران تک کے نزدیک نہ

---

[1] حضرت امیر خسرو کی ہم عصر دلّی میں چھجو نام ایک ساقن (دنبگ فروش) تھی ایک دن (بقیہ صفحہ ۵۷ پر)

صرف مسلمہ اُستاد ہیں بلکہ صاحب ایجاد ہیں۔

علوم نقلیہ وعقلیہ کا معلوم نہیں وہ کون سا شعبہ ہے جس میں ان کو درک وافی نہ ہو۔ کلام میں جس علم اور جس فن کا ذکر کرتے ہیں، ایسی صفائی اور روانی کے ساتھ کرتے ہیں کہ کہیں رُکنے اور بند ہونے کا نام نہیں لیتے۔ حتیٰ کہ بعض فنون میں ان کے ایجاد موجود ہیں۔ اس وقت کی کوئی علمی زبان ایسی نہ تھی جس کے وہ ماہر نہ ہوں بعض موقعوں پر اُنھوں نے سنسکرت زبان کی خصوصیات اور صرف ونحو کے مسائل اس نہج پر لکھے ہیں کہ صرف واقف کار ہی سے اس کی توقع ہو سکتی ہے۔ تصوف کے اندر آپ کے پایۂ گراں مایہ کا کچھ اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حضرت محبوب الٰہی سلطان الاولیاؒ کے محبان خاص ومقربان با اخلاص سے تھے جن کے "سینۂ سوزاں" پہ مرشد کو ناز تھا اور حضرت کی درگاہ وبارگاہ سے "ترک اللہ" کا خطاب حاصل۔

بحر سیاست کے ایسے بے باک غواص وتیراک تھے کہ سات سلاطین کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۶)۔ اس نے فرمایش کی کہ میاں خسرو سب کی تکیں ملایا کرتے ہو، کوئی ٹُک میری بھی ملا دو۔ اس پر آپ نے فی البدیہہ کہا ؎

اوروں کی چوپہری باجے چھمو کی اٹھ پہری (نوبت) — باہر کا کوئی آوے ناہیں آویں سارے شہری

صاف صوف کر آگے راکھے جا میں ناہیں تو بس (تنکا) — اوروں کے جہاں سینک سماوے چھمو کے وہاں موسل

(یعنی ایسی گاڑھی کہ "سینک کھڑی رہے"۔ یہ محاورہ یہیں سے لیا گیا ہے)

درباروں میں بارسوخ باریاب رہے۔

خسروؒ کی ان تمام مختلف ومتنوع حیثیتوں پر غور کرنے سے شاعر کے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے ؎

لیس من اللہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد

اور اس لیے کمالاتِ خسروی کے استقصا سے اپنا عجز تسلیم کرلینا ہی بہتر ہے ؎

نے سوئے تو دعوی طاعت بریم
عاجزی خود بشفاعت بریم

البتہ یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کی نسبت نہایت اختصار کے ساتھ چند اُستادانِ فن ونقادانِ سخن کی رائیں نقل کرکے یہ "مقدمہ" طے کردیا جائے۔

صفحاتِ بالا میں کسی موقع پر ان چند اساتذہ کے نام بتائے گئے ہیں جنھوں نے نظامیؒ کے مقابلہ اور خسروؒ کے تتبع کی کوشش کی۔ ان کے علاوہ جلال اسیرؔ، وحشیؔ، حزیںؔ اور قاآنیؔ بھی قابلِ ذکر ہیں۔ اور اگر اس فہرست کو مکمل کرنے کی کوشش کی جائے تو ناموں کا شمار کم از کم ستّر تک پہونچے گا۔ بہ لحاظ زمانہ یہ سلسلہ خواجوے کرمانی (سنہ وفات ۷۵۳ ہجری) سے شروع ہوکر عبدالرحیم دہری (سنہ وفات ۱۲۷۳ ہجری) پر تمام ہوتا ہے۔ گویا اتنے کثیر التعداد دماغ وقلم سوا پانسو سال کی طویل مدت تک برابر سرگرمِ سعی

وجولاں رہے، اور یہ واقعہ بجائے خود بہت بڑا ثبوت ہی امیر خسرو کے کمال کے مسلّم ہونے کا۔ تاہم اصل الفاظ کا اعادہ بھی یقیناً خالی از افادہ نہ ہوگا۔ ملاحظہ ہوں:-

(۱) امیر حسن علاء سنجری

خسرو از راہ کرم بپذیرد — آں چہ من بندہ حسن می گویم
سخنم چوں سخن خسرو نیست — سخن این است کہ من می گویم

(۲) ضیاء برنی

"امیر خسرو، خسرو شاعران سلف و خلف بودہ است۔ در اختراع معانی و کثرت تصنیفات غریبہ نظیر نداشت۔ و ہرچہ نسبت طبع لطیف و موزوں کند باری تعالیٰ او را دراں ہنر سرامد گردانیدہ بود۔ وجودے عدیم المثال آفریدہ و در قرن متاخر از نوادر اعصار پیدا آوردہ۔"

(۳) خواجوے کرمانی

سوختم ایں نخلۂ خسروی
در طبق موہبت مولوی

(۴) کاتبی نیشاپوری

میر خسرو را علیہ الرحمہ شب دیدم بخواب
گفتم ایں عصمت ترا یک خوشہ چین خرمن ست

(الخ)

تاہم اس سے ان شعرا کے رجحان طبع کا حال معلوم ہوتا ہے۔

یورپین مورخین و مستشرقین میں سے سر ہنری ایلیٹ، ڈاکٹر اسپرنگر اور ڈاکٹر ڈینیزن راس قابل ذکر ہیں جنھوں نے امیر خسروؒ کو ہندوستان کا مشہور ترین فارسی شاعر اور باکمال موسیقی داں تسلیم کیا ہے اور اُن معدودے چند مشہور عالم سخن سنجوں میں شمار کیا ہے جن کا نظیر مادر گیتی بہت کم پیدا کر سکی ہے۔

یہ تو حضرت امیرؒ کے تسلیم کمال کا مثبت پہلو ہے۔ منفی پہلو یہ ہے کہ جن شعرا نے (کسی خاص سبب اور خاص خیال سے) امیر خسروؒ کی تنقیص کی ان کو زمانہ اور عام رائے کی تائید حاصل نہ ہو سکی۔ پھر جن استادوں نے مقابلہ کا حوصلہ کیا (اور ہر عہد میں اور بہت سوں نے کیا) ان میں سے اکثر سے تو پورے خمسہ کی تکمیل بھی نہ ہو سکی اور جن معدودے چند نے ایسا کیا ان میں سوائے ملا جامیؒ کے کسی کو قبول عام کی سند نہ مل سکی۔ چنانچہ "عرفی کی مثنوی "مجمع الابکار" کی نسبت آذر اصفہانی نے لکھا ہے "عرفی در باب استعارہ اصرار دارد، بحدے کہ مستمع از معنی مقصود غافل می شود ازاں جملہ مثنوی کہ در برابر مخزن الاسرار گفتہ شاید برِ بے وقوف مشتبہ شود، اما استاد ماہر می داند کہ بسیار بد گفتہ"۔ اسی مثنوی کے بارہ میں حکیم ہمام کا قول ہے ؎

عرفی مادر غزل اُستاد بود | خانہ خراب و دہش آباد بود
مثنویش طرز فصاحت نداشت | کان نمک بود و ملاحت نداشت

مثنوی "منبع الانہار" قمی و ظہوری نے (جو دربار دکن کے ملک الشعرا تھے) مل کر لکھی تھی اور ایک بار شتر انعام پایا تھا۔ جب ذہنی سے فرمائش ہوئی تو اس

نے یہ رُباعی لکھ کر بادشاہ کی خدمت میں گزرانی ؎

در مدح وثنایت اے شہنشاہ دکن　　معذورم دار اگر نگفتم "مخزن"
مپسند کہ بر یک شترِ زر گیرم　　خونِ دو ہزار بیتِ بد در گردن

جلال اسیر کی مثنوی کی نسبت وؔالہ داغستانی کا خیال ہی کہ "بعضے ابیاتش از لباس معنی عور ماندہ"۔

زلاؔلی کی مثنوی "حسن گلوسوز" کے متعلق رائے ہے کہ "زلال افکارش اکثر دُرد آمیز ست"۔

شیدؔا کی مثنوی "دولت بیدار" کے بارہ میں "ریاض الشعرا" میں ہے کہ "اکثر اشعارش ماخوذ از دیگران ست، نہ ایں کہ بعنوان توارد بلکہ دریں امر عاید و مصر بود"

حکیم ابوالفتح کی مثنوی "مظہر الاسرار" پر طاؔہر نے یہ فقرہ چست کیا تھا کہ "اسرار خفیہ در آں درج ست۔ چوں فقیر قابلیت فہم آں معانی ندارم اکثر نافہمیدہ ماند۔ خدا توفیق دریافت آں کرامت کند"۔

زاؔہد نے میر علی کو اپنی مثنوی سنائی اور بسم اللہ کی تعریف میں یہ شعر پڑھا ؎

کنگرۂ سین چو خنداں شدہ
خندۂ او از بن دنداں شدہ

تو میر صاحب نے فرمایا کہ کنگرۂ سین کیا تمہارے شعر پر تو در و دیوار خندہ زن ہیں۔

فیضی نے اپنی مثنوی "مرکز ادوار" میں حسب عادت ایجاد معانی و اختراع مطالب کے بڑے بڑے دعوے کیئے ہیں۔ چنانچہ کہتا ہے ؎

قطع نظر کن ز خیال دگر | زاں کہ پسر خواندہ نگردد پسر
ہر چہ خداداد بہ آں شاد باش | طالب معنی خداداد باش

مگر ثانی نے اُسے یوں نشانہ کیا کہ ؎

چند زنی لاف کہ در ساحری | ساحریم ساحریم ساحری
دعوئے ایجاد معانی مکن | شمع نہ چرب زبانی مکن
طبع تو ہر چند در ہوش زد | یک سخن تازہ نشد گوش زد
انچہ تو گفتی دگراں گفتہ اند | دُر کہ تو سفتی دگراں سفتہ اند
خانہ کہ از نظم بیا راستی | آب و گلش از دگراں خواستی
سقفِ منقش کہ دراں خانہ است | نقشِ وے از خامۂ بیگانہ است
طبع تو دارد روشِ باغباں | ساختہ باغے ز نہالِ کساں
سبزۂ آں باغ ز راغِ دگر | ہر گل رعناش ز باغِ دگر
غنچۂ آں گرچہ رواں پرورست | لیک ز خونِ جگرِ دیگر ست
یک سخن از نظمِ تو نبود درست | مضحکۂ ایں سخن نظمِ تست
گرچہ بروے تو نگوید کسے | ق عیب تو پیش تو نجوید کسے
لیک بہ غیب تو ملامت گراں | انجمن آرائے سخن پروراں

معہ ما

شعر ترا اگر ہمیاں آورند | عیب تو یک یک بزباں آورند
شعر ترا پیش تو تحسیں کنند | وز پس تو لعنت و نفریں کنند

ختم سخن

یقین ہی کہ ان تمام رایوں پر مجموعی حیثیت سے غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچنا ضرور سہل ہو گا کہ سوائے خمسۂ خسروی کے خمسۂ نظامی کو کوئی نہیں پہونچا، اور خمسۂ جامی اس سے دوسرے درجہ پر ہی۔ رہی ایک کی دوسرے پر ترجیح اس کی نسبت خود حضرت امیرؒ نے جو ایک سے زیادہ مواقع پر فرمایا ہی اس پر اکتفا نہ کرنا حد ادب سے گزرنا ہی۔ و آخر دعوٰینا ان الحمد للہ رب العٰلمین ؎

جامِ مے ساختم از خون خویش | نے خُمِ سر کہ کند سینہ ریش
دود بر آوردہ ام از جاں فگار | تا رقمی کردم از ینساں نگار
زاں بوے رمزِ تر و گوہریں | جا نہ کہ انگشت نہد کس بریں
سفرہ چو در پیش گہِ خواں رسد | پیشتر از کاسہ نمکداں رسد
چوں قلم آراستن نامہ جست | خال نہد بر رُخ ناخن نخست
دُر کہ دریں سینہ نہاں داشتم | یک بیک از دل بزباں یاشتم
گر بد و گر نیک فگندم بہ پیش | خواہ کمش نرخ کُن و خواہ بیش
ہر چہ دلم ریخت دریں حقہ دُر | قطرہ نم بود ز دریائے پُر

من کنم آنچہ از دلم آمد بکسب | باقی الاتمام علی اللہ فحسب

نظمِ کس از عیب و ہنر پاک نیست | آبِ رواں بے خس و خاشاک نیست

چشمِ ہنر بیں بود از عیب پاک | بے ہنر ار عیب کند۔ زو چہ باک

رسمِ بزرگاں بود انصاف کار | کار خساں نیست مگر خار خار

دل چو ہمہ دُرِّ بزرگم سپرد | کے شود از سرزنشِ خصم خرد

ایں دو رقم کش نمِ خوں دادہ ام | چاشنی بادہ بروں دادہ ام

تا کنم آں را کہ بود بادہ کش | ہم بیکے چاشنیِ بادہ خوش

مایہ یکے دادہ ام از صد بروں | تا نکشم کُن مکن از صد بروں

گیر کہ ما چیست فراہم نہ ایم | آنکہ کم از ماست از و کم نہ ایم

دیر شود پختہ چنیں زود پخت | گر ز نئے پختہ ام ایں دود پخت

ہر کہ خورد باد حلالش بکام | و آنکہ حرامش کند او را حرام

ہر چہ دریں شعبدہ بستم امید | نامہ سیہ کردم و دیدہ سپید

روزِ قیامت کہ کنندم خطاب | ہیچ ندانم کہ چہ گویم جواب

یا رب از آئینِ صواب خودم | ہم تو بیاموز جوابِ خودم

بو کہ ز نزہت گہِ دار السلام | بوئے علیکے رسدم و السلام

محمد مقتدیٰ خاں شروانی

علی گڑھ، ۹ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۴ھ

مطابق ۲۳ فروری سنہ ۱۹۲۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایں برجِ دقایق کہ مطلعِ انوارِ الٰہی ست و ایں درجِ حقایق کہ مجمعِ اسرارِ نامتناہی ست از ثنائے مالکِ یوم الدین فاتحۃ الکتاب یافت الحمد للہ رب العالمین

خطبۂ قدس ست بہ ملکِ قدیم — بسم اللہ الرحمن الرحیم
زائچۂ[1] حکمتِ توقیعِ راز — نیست مگر ایں رقمِ[2] جاں نواز
شمسۂ منظرِ ہر دو سرائے — مطلعِ دیباچۂ[3] وحیِ خدائے
نامۂ لاریب چہ دیباست ایں — بر سرِ ایں نامہ چہ طغراست ایں

۱؎ رائحہ ۲؎ کیس ۳؎ چہرہ، رخسارہ، شروع، آغاز ۱۲

آں کہ زجان زندہ برآرد نفس فاتحہ[نز۱] حمدِ خداے ست و بس

حرفِ الٰہی چو برآرد علَم زہرہ قلم را کہ نہ گردد قلم

عقل ازیں[نز۲] گنج ندارد کلید وہم بریں[نز۳] پایہ نیارد رسید

ورکند اندیشہ دریں رہ ستیز دستِ سیاست زندش تیغِ تیز

معرفت ار جوید ازیں پردہ بار شحنۂ غیرت کندش سنگسار

سہل بود ہر کہ بدو[نز۴ و ۵] حرفِ کن از ملک العرش چہ[نز۶ و ۷] سنجد سخن

حرفِ کمالش ز خطِ کبریا مُہر زدہ بر دہنِ انبیا

تا صفتش پردہ نشیننده تر کور تر[نز۸] آں دیدہ[نز۹] کہ بیننده تر

کے سخنِ[نز۱۰] او بجدِ مردم ست زیں نفسے کو برِ وقتے گم ست

زیں دمِ[نز۱۱] بادے کہ تواں در گرفت پردہ ز کارش نہ تواں برگرفت

سکۂ حکمش ز تغیر[نز۱۲] بروں عرصۂ ملکش ز تصور بروں

عرصہ کہ ہستی ہمہ سنجد درو لیک سرِ موے نگنجد درو

زاں نمطے کآمد ازو نقشِ کس غایتِ[نز۱۳] آں نقش ہماں ست و بس

میوہ ہماں ست کزو یافت بر نے بہ[نز۱۴] ازیں گرد[نز۱۵] و نے زیں[نز۱۶] بتر

ہر چہ[نز۱۷] نوشتہ خطِ خویش اندرو باز نخواہد[نز۱۸] کم و بیش اندرو

نز۱ فاتحہ و   نز۲ بداں   نز۳ بدیں پایہ ندارد   نز۴ تا کہ برو ۔ نز۵ تا کہ بدو
نز۶ نگنجد   نز۷ چہ گنجد   نز۸ کورتریں   نز۹ چشم   نز۱۰ زو   نز۱۱ دم و بادے
نز۱۲ فزوں   نز۱۳ عاقبت   نز۱۴ نے بہ زیں   نز۱۵ یابد   نز۱۶ نے زاں   نز۱۷ تا چہ نبشتہ   نز۱۸ باز نخواند

دیده کنِ کوردلانِ خیال — سرمه کشِ دیده ورانِ کمال

معرفت آموزِ شناسندگان — معصیت آمرزِ هراسندگان

پرده کشِ جلوه گرانِ نیاز — پرده درِ پرده نشینانِ راز

شمع نهِ زاویهٔ بیکسان — روز رسانندهٔ[ن۱] روزی رسان

عقده[ن۲] کشائے دلِ هر غم کشے — شاد[ن۳] کنِ سینهٔ هر ناخوشے

مونسِ اندیشهٔ بیچارگان — خانه براندازِ ستمکارگان

نیست خدائے بجز آں بے نیاز — کوست[ن۴] خداوند و خداوندساز

زندهٔ باقی که جہاں آفرید — کے مرد آں زنده که جاں آفرید

آں که بود خالقِ موت و حیات — مرگ برو چیره کے آید[ن۵] بذات

نیست بر آں ہست کے آرد[ن۶] شکست — کو ہمه را[ن۷] نیست کند هرچه هست

از دو[ش۸] رقم هفت[۹] و چهار آفرین — یک رقمش راست هزار آفرین

خیمهٔ شش گوشه بر اختر کشید — چار وتد را به رسن در[ن۱۰] کشید

نه تتق از اوجِ هوا کرده نشر — دامنِ شاں بسته[ن۱۱] بدامانِ حشر

هر فلکے را که برآراسته — از پئے کارِ دگر آراسته

هر قدحے[ن۱۲] ساخت به آبِ[ن۱۳] دگر — در تهٔ آں ریخت شرابِ[ن۱۴] دگر

ن۱ رسانندهٔ روزی   ن۲ موخر بموجب تن   ن۳ مقدم بموجب تن   ن۴ کوست خداوند - خداوند
ن۵ آرد برات   ن۶ آرد نشست   ن۷ وز   ش۸ دو حرف کن ۱۲   ش۹ هفت مراد از آبا سبعه و چهار
کنایه است از امهات سفلی ۱۲   ن۱۰ بر   ن۱۱ بست   ن۱۲ قدح آراست   ن۱۳ بر آب   ن۱۴ شرابے

این گهری خانهٔ مینا[ن۲] نمای — گرد بصنع از پیٔ مردم بپای

تختهٔ خاکی بکنارش نهاد — ز احسنِ تقویم شمارش نهاد

کوکبهٔ چرخ بانجم نگاشت — انجمنِ خاک بمردم[ن۳] گماشت

ساخت زیک قطره چو آدم[ن۴] گهر — طرفه که نه بحر بیک قطره در

شقهٔ هر پوست بجان در کشید — تحفهٔ هر دل ز زبان[ن۵] بر کشید

دُرِّ خرد رشتهٔ جان را سپرد — ملکِ سُخن تیغِ زبان را سپرد

از خرد افروخت چراغِ[ن۶] بلند — روغنش از کاسهٔ سرها فگند

دیدهٔ دل را ز بصر تاب داد — چشمهٔ جان را ز بقا[ن۷] آب داد

مردمِ دیده بسپید و سیاه — کرد[ن۸] تهِ چترِ سیه پادشاه

نورِ بصر[ن۹] داد که بینا شدیم — مهره کشِ حقهٔ مینا شدیم

انوریان را ره شعری نمود — عنصریان را بر باعی ستود

ز آب و گِل آراست فراوان حصار — نه درِ شان خازنِ هژده هزار

قلعهٔ تن[ن۱۰] داد بده کار سنج — پنج بروں سوے دروں نیز پنج

پاسِ خرد در همه سرها[ن۱۱] نهاد — دزدِ اجل را همه درها[ن۱۲] کشاد

هر چه که شد زنده فرو مرد باز — هر چه بر آورد فرو برد باز

تا همه لیها بود آنجا به بند — او[ن۱۳] لمن الملک بر آرد بلند

ن۱ بیمانمای ن۲ مینانمای ن۳ گذاشت ن۴ مردم ن۵ بزبان ن۶ چراغی ن۷ به بقا ن۸ کرده ن۹ نظر ن۱۰ بخود ن۱۱ درها ن۱۲ سرها ن۱۳ کو

مناجات اول در اولیت وجود واجب الوجود و اولویت سجود سوی حضرت رب المعبود و صفت دست قدرت که نه خاتم فلک در اصبع صنع او گردان است و عجز آدمی که نه محیط را بیا شامد و اگر قطرهٔ در گلو گیردش حیران است

ای دو جهان ذرهٔ از راه تو — هیچ تر از هیچ بدرگاه تو
پشت فلک طوق سجود از تو یافت — شام عدم صبح[ز۱] وجود از تو یافت
یافته از درگه تو فتح باب — بارگه انّ الینا ایاب
هست کن هرچه بعالم توئی — وانکه همه نیست کند هم توئی
چون ز فنا نیست شود هستیم — جام بقا بخش دران مستیم
من که بوم خاک زبون آمده — ق — صورتی از نیست برون آمده
گر کنم از هستی خود با تو یاد — از خود و هستی خودم شرم باد
گر ز تو موجود نباشد بزیست — آدمی فانی و معدوم کیست
چون[ز۲] سر دعوی کشد آن کس ز هست — گو[ز۳] ز قفای در عدم گشته[ز۴] پست
هستی مطلق که در حق تراست — زان[ز۵] تو گویم که مطلق[ز۶] تراست

ز۱ شبح — ز۲ تو — ز۳ گرنه قدرے — ز۴ گشت — ز۵ آن ز تو گویم — ز۶ الحق

فکرت ما را سوے تو راہ نیست
جز تو کس از سرِّ تو آگاہ نیست

جز تو[ز۱ د۲] زباں را کہ تواند نہاد[ز۳]
ہاے ہُویّت کہ تواند کشاد

رازِ تو بر[ز۴] بے خبراں بستہ در
باخبراں نیز ز تو بے خبر

وصفِ تو ز اندازۂ دانش فزوں[ز۵]
کارِ تو ز اندیشۂ مردم بروں[ز۶]

حکم ترا در خمِ ایں نُہ زرہ
رشتہ دراز ست گرہ بر گرہ

ہیچ کس از پیچ[ز۷]ِ کمندت نہ رَسْت[ز۸]
حبلِ قضاے تو کہ یار[ز۹]د گُسست

ایں ہمہ دندانِ کواکب بگاز
یک گرہش را نہ کشادند باز

گر ہمہ عالم بہم آیند تنگ
بہ نشود پاے یکے مورِ لنگ

جملہ جہاں عاجزِ یک پاے مور
واے کہ بر قادرِ عالم چہ زور

بہ کہ بہ بیچارگی[ز۱۰]ِ جان[ز۱۱]ِ خویش
معترف آئیم بہ نقصانِ خویش

بر درت اے مایہ دہِ زندگی
پیشۂ ما چیست بجز بندگی

سوے تو نے[ز۱۲] دعویِ طاعت بریم
عاجزیِ خود بشفاعت بریم

مناجاتِ دوم در نیازِ بندہ کہ اثرِ نعمت درتہِ اوست

طلبِ ہدایت کہ آیتِ رحمت ہمراہِ اوست و جُستنِ

ز۱ بر تو — ز۲ در تو — ز۳ کشاد — ز۴ از — ز۵ بروں
ز۶ فزوں — ز۷ ہیچ — ز۸ بخت — ز۹ آرد — ز۱۰ زبیچارگی
ز۱۱ ازجان — ز۱۲ کے

امانِ نفسِ خسیس گردن کش از احتراقِ زبانهٔ آتش و خواستن دستِ مطلق جهتِ قفازدنِ دیوِ سرکش

اے بنوازش درِ خود کرده باز — از من و از طاعتِ من بے نیاز
نفسِ مرا کوست سزائے گداخت — گر نه نوازی تو که خواهد نواخت
گم شدگانیم دریں تنگ نائے — ره تو نمائی که توئی رهنمائے
گرچه بزنجیرِ درکات درخورم — طوق ده از سلسلهٔ کوثرم
ده بصراطم قدمے مستقیم — تا ازپل آں سوے گرایم سلیم
در رهِ اسلام دلم بخش نرم — دیده ازاں نرم ترم ده ز شرم
بینشِ من تیره شد از کارِ خویش — سرمه سپیدم ده از انوارِ خویش
دیو بس انبوه و پریشاں تنم — بدرقهٔ ده که برایشاں زنم
ایں دلِ آلوده که خونِ من ست — قربلهٔ دیوِ درونِ من ست
در رهِ خویشم روشنی بخش تیز — تا کنم از خویش بسویت گریز
زیں دمِ غفلت که درو نم گرفت — نفسِ زبوں گیر زبونم گرفت
قوتِ شیریم چناں ده بجنگ — کاهوئے من باز رهد زیں پلنگ

نا وز ۲ هم تو نوازی که توانی نواخت ۳ جز تو نوازد که تو دانی نواخت ۴ هم تو نوازی که تو دانی نواخت
۵ طبقهٔ دوزخ جمعش درکات ۱۲ ۶ تا که بداں سوے ۷ دے ۸ انبوه پریشاں ۹ تیتم
۱۰ ازیم ۱۱ زیں ۱۲ در رهِ خود روشنی

آنچه بود مصلحتِ کارِ من — دور مدار از من و کردارِ من
تا ندهد فضلِ[ن۱] تو باراں فراخ — کشتۂ کس بر ندهد نیم شاخ
تخمِ عمل ده که بکارش برم — ابرِ[ن۲] کرم بخش کزاں برخورم
کشتم[ن۳] ازاں ابر پُر آوازه کن — گلشنِ امیدِ مرا تازه کن
آں عملم بخش که بے گفتنی — پیشِ تو ارزد[ن۴] به پذیرفتنی
چوں بحسابِ عمل افتد شمار — حکم بدستورِ عنایت سپار
حرفِ سیاهم که وبالِ من ست — سلسلۂ گردنِ حالِ من ست
از رقمِ عفو دلم شاد کن — خطِ امانم ده و آزاد کن

مناجاتِ سوم در ترصّدِ دیدۂ امیدوار بر فضاے قضاے ربّانی و توقّع بنعمِ جاودانی از عطاے عطاے سبحانی و تسلیمِ کمانِ خلقتِ خویش بقبضۂ ارادتِ قادرِ کونین و کشیدنِ سهمِ سعادت از کیشِ صاحبِ قابِ قوسین صلی الله علیه وسلم

اے ز تو پُر دامنِ امیدِ ما — وز کرمت نعمتِ جاویدِ ما

ن۱ بذل   ن۲ و ابر   ن۳ گوشم ازاں عدل   ن۴ آرد

چوں تو کشادی درِ جاویدیم — کے[ز۱] بود اندیشۂ نومیدیم

گنج[ز۲] کشادہ کن و را ہم بدہ — خواہشم آموز چو خواہم بدہ

از ہمہ گاں سوے تو رو تافتم — تا ہمہ یابم چو ترا یافتم

سہل بود عقل چہ سنجد مرا — در کفِ اُمید چہ گنجد مرا

در لبِ من نہ ز سرِ خوانِ خویش — لقمہ باندازۂ احسانِ خویش

نعمتم آں گاہ رساں بے قیاس — کم دہی اوّل دلِ نعمت شناس

زیں تنِ روزی خورِ عصیاں گراے[ز۳] — دور کن اندیشۂ کفراں نماے

زاں ہمہ بخشش کہ ز تو سوے ماست — ق گرچہ سپاسش[ز۴] نہ ببازوے ماست

نیز قوی کن بدلم ایں اساس — تا نبوم در رہِ تو ناسپاس

آگہی از ہستیِ من چوں تمام — ہستیِ خود را بتو دادم زمام

مصلحت آموخت نشاید ترا — دار براں گونہ کہ باید ترا

من کہ بوم کز دلِ شوریدہ راے — کن مکنِ خویش برم یا خداے

بندہ کہ باشد قدرِ[ز۵] خاکِ پست — کے[ز۶] بود آگاہ ز رازِ الست

علمِ تو کو نقشِ طرازِ من ست — حالتِ من بہ ز منش[ز۷] روشن ست

خسروِ مسکیں ز دلِ مستمند — طرح بہ تسلیمِ رضایت فگند

ور ز غرض پرسدم[ز۸] احسانِ تو — حاجتم این ست ز غفرانِ تو

ز۱ کے بود اُمید — ز۲ گنج — ز۳ گراے — ز۴ سپاست — ز۵ قدرے

ز۶ کو — ز۷ منت — ز۸ جو شدم

کار نگویم که چساں کن بدو[1] | آنچه ز تو می سزد آں کن بدو
کاخر دم کاخرم آید چو روز | تلوسه[2] جاں شود دم سینه سوز
راه چناں بر که چو از خود شوم[3] | باشرفِ دینِ محمد[4] روم

نعتِ اوّل

مکی مکین که ملیکِ ملکِ ملک اوست و سیدامی امین که فلیکِ فلکِ فلک اوست و بدرِ انجمنِ انک لمن المرسلین و بارانِ رحمتِ وما ارسلناک الا رحمة للعالمین

چرخ[5] که زیں ساں عجب آراستند | بهرِ رسولِ عرب آراستند
احمدِ مرسل که نوشته قلم | حمد بنامِ وے و ختم هم
نه فلک از نامِ محمد مقیم | هر دو جهاں در حدِ نامش[6] دو میم
گوے زمیں برده[7] بچوگانِ خود | عرصه میدانش ازل تا ابد
موجِ نخستینش[8] زد دریاے نور | شسته[9] بساطِ ابد و رفته دور
هستیِ کونین دریں پرده کیست | ذره چه آگاه که خورشید چیست
زاں ازلی مکتب و امی لقب | عقلِ کل آموخته لوحِ ادب

ن۱ برو — ن۲ بمعنی اضطراب ۱۲ — ن۳ روم — ن۴ چرخ کز ینساں — ن۵ صفت آں
ن۶ برد — ن۷ نخستیں که — ن۸ شست

کردہ وکیلانِ قضا در نخست — ہم بقدم سبقِ حدیثش درست

ہر سخنش کاصلِ مسلمانی ست — حاشیۂ نامۂ ربانی ست

دربِ شرف کردہ بحسن المآب — شیرِ خرد خوردہ زام الکتاب

عینِ عنایت ز عطاے کریم — دالِ ہدایت برہِ مستقیم

عروۂ وثقےٰ کنفِ نورِ او — حبلِ متین نسخۂ منشورِ[۱] او

ہشت[۲] کشا از کرم و ہفت بند — بند و کشادیش سزاے پسند

پردہ کشِ امتِ شوریدہ کار — ضامنِ آمرزشِ آمرزگار

بارِ جہاں بر دلِ آں نازنیں — سینۂ چناں نازک و بارے چنیں

نامہ کہ آزادیِ خاص ست و عام — کردہ بتوقیعِ[۳] رسالت تمام

شاہِ فلک جیشِ جہاں جودِ او ست[۴] — شمعِ جہاں تا بفلک دودِ او ست[۵]

ابلقِ ایام در آخور گہش — زاویۂ فقر تفاخر گہش

تیغ کشیدہ بقلم انداختہ — فتنہ ز تیغش علم انداختہ

زاں دو قدم کز دو جہاں بیش رفت — گرچہ پس آمد ز ہمہ پیش رفت

پیش رو قافلۂ پیش بیں — مردمکِ دیدۂ عین الیقیں

ماہِ دو ہفتہ بسپہرِ جمال — یافتہ از سبعِ مثانی کمال

مہر ز نورش بفلک پا زدہ — صبح ز مہرش دمِ بالا زدہ

---

[۱] منشور [۲] یعنی درہاے ہشت گانۂ جنت و طبقات ہفت گانۂ دوزخ ۱۲ [۳] تبلیغ

[۴] جودِ او [۵] دودِ او

از عرق افشانِ بناگوشِ وے | چشمۂ خورشید یکے قطرہ خوے

گیسوئے[ز۱] او روے نور و دخانش بہم | ابروے او با مژہ نون والقلم

از لبِ او نیم نمے سلسبیل | بر شکرِ او مگسے جبرئیل

گرچہ کہ یوسف ز نمک کم نداشت | از نمکش چاشنیِ ہم نداشت

مردۂ او خضر بحیوانِ خویش | تشنۂ[ز۲] او نوح بطوفانِ خویش

پیشتر از کالبدِ آدمی | دولتِ[ز۳] او بود بروے زمی

آدمِ خاکیش چو جولاں گرفت | خاکِ درش[۴] مرتبۂ جاں گرفت

خاکِ وے ار بابتِ مردم بُدے[ز۵] | مسح مسیحا بہ تیمم بُدے[ز۶]

چرخ کہ دوراش ز آبا نوشت | بر درِ او کنتُ ترابا نوشت

باد ہمیشہ رہِ ما سوے او | سرمۂ ما خاکِ سرِ کوے او

نعتِ دوم معراجِ سلطان الانبیا کہ قلبِ عرش مسندِ والاے اوست و شرفِ قبۂ نہ فلک فرشِ پاے او احمدے کہ الف بالش داند تا بر کنگرۂ اسریٰ راست بایستاد و

ز۱ گیسوے او ز۲ فتنہ ز۳ دولتِ جاں ۴ے اس قطعہ میں شاعر کا دعویٰ ہے کہ ممدوح کی خاکِ در رتبۂ جاں رکھتی ہے۔ اس کا ثبوت دوسرے شعر میں ہے کہ اگر بت یعنی جسم میں بھی اس خاک کی آمیزش ہوتی تو حضرت عیسیٰ کا مریضوں پر ہاتھ پھیرنا زوالِ مرض کے لئے نہ ہوتا، بلکہ حصولِ طہارت تیمم کے لئے ہوتا ۱۲ ز۵ مردم بود ز۶ بود

محمدے کہ دالِ آخرش خوانند تا بر سرِ دنیائے دنی پا نہاد

نیم شبے کاں شہِ[ن۱] گردوں غلام　　گرد بدولت سوے گردوں خرام

ولولہ در عالمِ بالا فتاد[ن۲]　　غلغلہ در گنبدِ والا فتاد[ن۲]

نہ تتق و ہفت صنم خاستند　　ہفت و نہ خویش بیار استند

ثابت و سیّار[ن۳] دریں انتظار　　ماندہ زبیروں و دروں بے قرار

خازنِ جنت ز دلِ بے سکوں　　گاہ بروں آمد و گاہے دروں

روضہ برآورد[ن۴] غبارِ بخور　　ساختہ جاروب ز گیسوے حور

حور برہ داشتہ چشمِ سیاہ　　گشتہ زدیدہ دُرر[ن۵] افشاں براہ

سدرہ و طوبیٰ سوے بدرے چناں　　سجدہ کناں در شبِ قدرے چناں

بلبلِ طوبےٰ کہ نوا زد بلند　　رقص درادریس و مسیحا فگند

در ہمہ رہ کو قدم کار زد　　مرغِ فلک بوسہ بمنقار زد

خاستہ[ن۶] طاؤسِ ملائک بکار　　با بچہ بالا زدہ طاؤس وار

خواجہ چو شمعے[ن۷] بہ شبستانِ نور　　کامد شش[ن۸] آں پیکِ بشارت ز دور

پیشکش آورد براقے شگفت　　کز[ن۹] دو جہاں یکتگِ میداں گرفت

طرفہ ہمائے کہ پرا[ن۱۰] ز نور داشت　　بوے خوشش از غالیہ حور داشت

ن۱ مہ　ن۲ گرفت　ن۳ سیارہ　ن۴ برآوردہ　ن۵ درم　ن۶ ساختہ
ن۷ شمع　ن۸ کامدشاں　ن۹ کو　ن۱۰ براں

توسنِ آب و خورشش از بہشت باغ — زآتشِ خود نہ کرہ را کرد داغ

مژدہ رساں گفت بمژدہ پذیر — کاورد آہنگ بعرشش از سریر

شاہِ رسل خاست بدیں اتفاق — برق صفت جست بہ پشتِ براق

حرزِ کلہ بست زاوجے بسر — چترِ سبہ کردِ زاسرے بسر

از حرمِ اوّل کہ شد اندر خرام — بر گزرِ قبۂ بیت الحرام

واں حرمِ قدس چو واپس فگند — نور در اقصائے مقدس فگند

جلوہ نمود اشہبِ آں محترم — خانہ بخانہ ز حرم تا حرم

گنبدِ دیگر کہ ازاں جا نمود — بر زبرِ مسجدِ اقصےٰ نمود

یک تگ ازاں پویہ کہ بر داشت پائے — چار کرہ کرد رہا ہم بجائے

پس بیکے جنبشِ آں راہوار — بر کرۂ ماہ شد آں شہسوار

مردمکِ چشمِ قمر شد ز نور — ناخنہ از چشمِ قمر کرد دور

خامہ کہ بر تختۂ دیگر نہاد — تیر قلم شد خطش سر نہاد

چوں بگلستانِ سوم خاص گشت — محتسبِ زہرۂ رقاص گشت

تا بچہارم فلک آرد شتاب — بود نعلطیدہ بخاک آفتاب

چوں علم افراخت بہ پنجم رباط — ترکِ فلک رفت ببسلت بساط

در ششمیں خانہ بخدمت گری — بندۂ بے سیم شدش مشتری

ن۱ توسن — ن۲ آبخورد — ن۳ رفت — ۴ مغزی گوٹ ۱۲ — ن۵ قدس چو اد

ن۶ قافیہ — ن۷ چو او پس — ن۸ کردہ — ن۹ رفتہ

چوں بصنم خانۂ ہفتم نشست — رشتۂ زنارِ زحل را گسست
کرد چو در مسندِ ہشتم ثبات[1] — لرزہ در آمد بہمہ ثابتات
برہ در افتاد بجولانگہش — خواست کہ قرباں شود اندر رہش
ثور کہ بُد گوہرِ پروینش یار — بارِ گہر کرد بپایش نثار[2]
خاست دو پیکر زدلِ[3][4] بے نفاق — سود دو رخسار بپایے براق
بر سرِ سرطاں چو دمِ فرّخ فگند — گشت سپہر از سرطاں بے گزند
شیرِ سُمِ بوسِ براقِ چناں — از بنِ دنداں شدہ سبلت کناں
در تہِ آں ابرِ جواہر نثار — سنبلہ در سجدہ در آمد زبار[5]
سنگِ دراگرد ترازو سجود — زاں کہ بمقدارِ ترازو نہ بود
گژدمِ جرارہ[6] زدُم گوشے[7] کرد — خارِ خود از راہ بہ یک سوے کرد[8]
قوس چو برجیس بہ پیشش کشید — سہمِ سعادات ز کیشش کشید
روضۂ بزرا چو درود آورید — بُزبزباں[9] شیر فرود آورید
دلو کہ از چشمۂ خور[10] خشک ماند — زمزمش از چشمۂ رحمت فشاند
حوت کہ دریاے کفش را بدید — تشنہ زنہ بحر بسویش دوید
کرد سبک پاے ز کرسی بلند — بر سرِ عرش آمد و کرسی فگند

---

[1] حکماے سابقین نے فلکِ ہشتم کو فلکِ ثوابت مانا ہی اس کے لئے ثبات کا کنایہ کتنا بلیغ ہی ۱۲ [2] نسخہ باے
[3] نسخہ درون [4] نسخہ دو روی [5] نسخہ ببار [6] نسخہ زرہ گوے [7] نسخہ گوے برد [8] نسخہ برد [9] بمعنی
فی الحال و فی الفور ۱۲ [10] نسخہ خور

کرد زپا زحمتِ نعلین دور / ز اطلسِ چرخ از قدمِ[١] افشاند نور
چوں قدرے برتر ازاں زد قدم / گشت خراماں بہ بساطِ قدم[٢]
بس کہ دروں رفت در ایوانِ راز / دور شد از خویش براہِ دراز
شد بمکانے کہ مکانے نداشت / وز خودیِ خویش نشانے نداشت
گم شد[٣] ازاں[٤] ساں کہ ز حد بیش بود / گم شدنش یافتنِ خویش بود
تن شدش از ہستیِ صورت بری / پاک شدش خانہ ز صورت گری
از ہمہ سو خاست جہت خانہ خیز / ہر جہتے کرد بسوئے گریز
ہیچ جہت چوں ز ہمہ سو بنود / آں چہ نگنجد بجہت رو نمود
گشت چناں دوی از چشم دور / بلکہ یکے گشت دو چشمش ز نور[٥]
دست بدر ویزۂ مقصود داشت / روے بطاعتگہِ معبود داشت
ناظرِ دیدارِ پسندیدہ گشت / وز پئے دیدن ہمہ تن دیدہ گشت
یافتہ عین اللہ زعین الیقین / دیدہ بہ دو دیدہ[٦] خدا را مبیں
او بہ یقیں دیدہ جمالِ عزیز / ما ہم[٧] امیدست کہ بینیم نیز
دید و شنید آنچہ نگنجد بہوش / دیدہ ہمیں بود ہمیں بود گوش
حرفِ ثنا[٨] شد چو ز احمد خدا[٩] / حمد شدہ[١٠] جملہ بلوحِ ثنا
کرد نمازے بہ نیازے تمام / بود نماز از وے و از حق سلام

ن١ آمد و ن٢ ارم ن٣ شدہ ن٤ احسان ن٥ بنور ن٦ عین ن٧ ہمہ
ن٨ سری ن٩ جدا ن١٠ شد او

بارکه پشتِ فلک از وے[ن۱] خمید — بر سرِ خود کرده[ن۲] بدین سو چمید

یافته تشریفِ نماز از خدا — آمد ازاں گونه نمازی قبا[ن۳]

از سمن و لالهٔ آں بوستاں — داد شمامه بکفِ دوستاں

آنچه ز سرچشمهٔ مقصود بجیت — نیم کشِ خود بابو بکر[ن۴] ریخت

دور کزاں ساقیِ بے جور بود — عدلِ عمر نیز دراں دور بود

ز آبِ حیاتش که دمادم رسید — قطره بر آں[ن۵] ابرِ حیا هم چکید

جامِ شرابے که به تمیز[ن۶] خورد — جرعهٔ آں جامِ علی نیز خورد

بردگراں داد ازاں خُم نمے — تا به نمی شیفته شد عالمے

اے شده مست از کرمت میکشاں[ن۷] — بوے ازاں باده به خسرو رساں

نعتِ سوم در مخاطبهٔ حضرتِ نبی که بنائے هر دو عالم

از نورِ نبوتِ اوست و نبوتِ آدم از نبوتِ او و کریمے

که کافهائے کلام الله از کرم و کرامتِ او نشانے ست

کافی و حکیمے که علتِ جانے را از الفهائے قرآن طبیبِ شافی

اے سخنت گنجِ خدا را کلید — گوهرِ آں گنج تو کردی پدید

ن۱ رو ن۲ بر سر گردوں بریں ن۳ روا ن۴ بداں ن۵ رسید ن۶ نیز برد ن۷ از کرمت بکیساں

از تو صلائے بہ الست آمدہ — نیست بمہمانیِ ہست آمدہ
غرۂ ماہ از خمِ ابروئے ست — طرۂ شام[۱] از شکنِ موئے ست
ماہ بطوقِ خدمت چوں ہلال — شام بداغِ حبشت چوں بلال[۲]
صبح چو طفلش[۴] زسحر[۳] شیر یافت — در تپِ شیراز تو طباشیر یافت
بردہ زگیسوئے تو شب تار موے — وز خوئے تو یافتہ گل آبروے
خلق گلابی زگلِ[۵] ریختہ[۶] — تو زگلابی سگلے انگیختہ
لعلِ تو گنجینۂ رحمٰن کشاد — چشمِ تو دروازۂ احساں کشاد
از لبِ تو بے عملی[۷] صدر جاست — جاں نتواں[۸] کند چو یٰسین بجاست
ہر قدمت عمدۂ ہر دو سرائے — ہر سخنت خازنِ وحیِ خدائے
نامِ تو زاللہ بدوم[۹] پایہ خاص — نامۂ چارم[۱۰] زتو با اختصاص
از قلمت یافتہ حرفِ صواب — جائزۂ اِنَّ علینا حساب
پرتوِ تو مشعلِ راہِ ہمہ — ظلِ لوائے تو پناہِ ہمہ
خادمِ نہ حجرۂ تو ماہ و مہر — انجمِ مسعود دراں نہ سپہر
فرشِ تو یزداں زفلک ساختہ — تو زگلیمے علم افراختہ
رفتہ زفتراکِ تو ہر بد[۱۱] سرشت — از چہِ دوزخ سوئے بامِ بہشت

---

[۱] ماہ [۲] بلال بہ حیثیت معرفہ ہونے کے نام ۱۶ اصحاب کا۔ اور ابو بلال تمیمی صحابی ہیں اور ذو البلالین حضرت زید بن حضرت عمر بن خطاب کا لقب ہے ۱۲ [۳] صبح کہ [۴] کہ سحر [۵] زگلے [۶] زگلابی گل [۷] امی [۸] بتواں [۹] زدوم [۱۰] نامِ چارم [۱۱] بدہر

از پیِ آں بام کہ گردوں رس ست　　گوشۂ فتراکِ تو مارا بس ست

ہر کہ بفتراکِ تو کرد اعتصام　　کرد بمعراجِ فلک را بکام

قلزمِ رحمت توئی از[1] بے نیاز　　کز تو نمازی شدہ ہر بے نماز

ہر کہ طرازِ تو بسازد و نہاد　　نقدِ دو عالم بتراز و نہاد

برہنہ گردانِ[2] قیامت بدوش　　گشتہ ز ذیلِ[3] کرمت حلّہ پوش

سایۂ خویش آنکہ نکردیش نشر　　داشتۂ از پیِ خورشیدِ حشر

تا چو بسوزیم دراں آفتاب　　خود فگنی سایہ بر اہلِ عذاب

از عملِ خویش ندارم اُمید　　بر کرمِ تست ہزار[4] امید

روے بما کن کہ[5] توئی پشت باں　　ہم دلِ ما دہ بکرم ہم زباں

ایں ہمہ گستاخیِ ما بر[6] گناہ　　زاں سبب آمد کہ توئی عذر خواہ

تکیہ چو بر منعمِ[7] خود کردہ ایم　　غم نخوریم[8] ار چہ کہ بد کردہ ایم[9]

قوّتِ ما دہ کہ پناہندہ ایم　　نعمتِ ما بخش کہ خواہندہ ایم

من کہ بجاں تشنۂ جوے[10] توام　　خسروم اما سگِ کوے توام

گر چہ تو بیخواست کنی[11] ہدیہ راست　　لیک گدایان[12] نہ گزارند خواست

خواہشم آن ست کہ خواہی ز غیب　　کارزوے بندہ رساند بجیب

آرزویم[13] آں کہ بروزِ شمار　　مژدۂ عفوم دہی از کردگار

ن۱ اے　ن۲ کردار　ن۳ نزدیک　ن۴ مرا　ن۵ چو　ن۶ پُر　ن۷ کردہ ام　ن۸ غم نخور
ن۹ کردہ ام　ن۱۰ بجوے　ن۱۱ دہی　ن۱۲ نیز　ن۱۳ آرزوے آں کہ

باد بدیں[ز۱] مژده دلم خوش نفس — مژده دهم نیز تو باشی و بس

در مدحِ دریای ابرار و سحابِ آبدار نظامِ جواهرِ دین و فرید عقد الیقین اضاء الله تعالیٰ فی سلک المقربین کالدر الثمین بالنور المبین

هر که ز دل دامنِ پیراں گرفت — گنجِ بقا زیں دہِ ویراں گرفت

ناصیۂ پیر نہ تنہاست نور — بلکہ جہانیست ز نورِ حضور

ناصیۂ پیر نہ تنہا ضیاست — بلکہ یکے از صفتِ کبریاست

چشمۂ خورشید نہ تنہا ضیاست — بلکہ زمیں را نظرش کیمیاست

ایں کہ مرا[ز۲و۳] ہست بخاطر در دل — نقدِ معانی ز نہایت بروں

نے ز خود ایں ملکِ ابد یافتم — از[ز۴] نظرِ منعمِ خود یافتم

شیخِ امم قطبِ حقیقت نظام — خضر و مسیح از دمِ یحیی العظام

آں بولایت شدہ سلطاں[ز۵] پناہ — دوختہ از ترکِ دو عالم کلاہ

زیرِ نگیں عرصۂ ملکِ جمش — خطبۂ هب لی رقمِ خاتمش

دادہ دل از پردگیانش خلاص — یافتہ از بارِ خدا یارِ خاص

ز۱ بریں ز۲ نے ز۳ بین ز۴ کز ز۵ سلطان شاہ

نعبد ایاک طرازِ علم — فاخلع نعلیک مقامِ قدم
راه روے کو بطریقِ صفا — رفته قدم بر قدمِ مصطفیٰ
سیرتِ میمونش بدیں پروری — نسخهٔ دیباچهٔ پیغمبری
چوں دمِ الہام زده کامِ او — نائبِ وحی آمده الہامِ او
عیب در آئینهٔ دل روشنش — آئینه از موم نه از آہنش
چشمِ یقینش به تماشاے غیب — در نظرِ او ہمه صحراے غیب
عصمتیانِ حرمِ آسماں — جلوه کناں در نظرش ہر زماں
گاهِ بیافش ز ملائک حشر — بر سخنش چوں مگساں بر شکر
چوں بہوا برده دو دستِ دعا — گشته ہر انگشت کلیدِ سما
ہرِ دعایش که رود بر فراز — در گه و بیگه درِ نه چرخ باز
دست در افگنده فلک را بجیب — داده بروں گوہرِ پنہاں ز غیب
نطعِ فلک ہمچو زمیں خاکِ او — شیرِ فلک[1] آہوے فتراکِ او
ثانیِ خورشید بروے زمیں — ثالثِ سعدین بچرخِ[2] بریں
در چمنِ روضهٔ قدسش خرام — بر شرفِ مقعدِ صدقش مقام
بیتِ مقدس شده برجِ[3] دعاش — رکنِ یمانی شده کنجِ[4] صفاش
گاهِ وضو بر سرِ کرسی نشست — گاهِ نماز[5]ش ز برِ عرش دست

ن۱ سپہر　ن۲ زچرخ　ن۳ حرج　ن۴ گنج　ن۵ دعا بر

سکۂ کارش بفروع و اصول — تابعِ قال اللہ و قال الرسول

عینِ شریعت بطریقش درست — شرع اگر عین نباشد شرست

ہرچہ حقِ معرفتِ این فن ست — جملۂ حق معرفتش روشن ست

ہم تگِ او ہم بریاضت گری — بر سرِ او چیست کلاہِ سری

رہست عصایش چو شہابے بروز — دیو کُش و بلکہ عزازیل سوز

زیرِ فلک قطبِ زمانہ ہموست — قطبِ دو گویند یگانہ ہموست

در نظرِ او زگدا و ملوک — دُر شدہ سجادہ[1] بسلکِ سلوک

بر درِ او ہرکہ ارادت نمود — زندۂ جاوید شد ار مردہ بود

قوّتِ او بردہ زمن[2] قوت را — تافتہ دستِ ملکُ الموت را

در تنِ ہرکز[3] دمِ او جاں شدہ — نفس کہ دیوست مسلماں شدہ

بادِ دمش ترّیِ گل را ببرد[4] — خاکِ درش کوریِ دل را ببرد[5]

از پئے گمراہیِ جانہا رقیب — واز پئے بیماریِ دلہا طبیب

دل کہ بسر رشتۂ فرماں شدش — رشتۂ تسبیح رگِ جاں شدش

ہر[6] کہ بزیرِ قدمش گشت خاک — بموے بموا زسرِ سوداست[7] پاک

دادہ بہر سر کلہے چرخ سائے — ترک[8] ازو بودہ گوزہ از خدائے

زافسرِ شاہاں کلہِ او فرہ — بر کلہش ہاے ہو اللہ گرہ

---

[1] سجادہ کہربا ادنیٰ قسم کا یاقوت جیسے جینی معنی ظاہر ۱۲ [2] زما [3] کس [4] برد۔ [5] دل را برد [6] ہر کہ گردہ زسوداش پاک۔ کردہ زدوسواس پاک [7] [8] ترک۔ ٹوپی۔ ٹوپی کے حصے جن کو پرت کہتے ہیں [9] طرف کنارہ گوشہ

او شهٖ از ملک بساماں خویش | داده ولایت بغلاماں خویش
مفتخر از وے بغلامی منم | خواجہ نظام ست و نظامی منم
چوں نظر مرحمتش گشت یار | نیست مرا حاجت آموزگار
بار خدایا برضاے خودش | خاص کرم کن بلقاے خودش[1]
تا کہ سعادت بمن آرد پیام | دولت ازاں شاہ رسد باغلام
چوں دہی از نور مرادش نشاں | پرتو آں بر دل خسرو فشاں

دعاے چتر ہمایون سلطان السلاطین و ہماے ہواے متعالی علاء الدنیا والدین زاد اللہ بیضتہ تحت جناحہ المنصور و صاد عن اعدائہ بجبوحتہ التراب ما دام طار الطیور

دوش کہ از ہمت والاے خویش | باز کشادم بفلک پاے خویش
خاست[1] عطارد بمن آورد روے | رفت رہم گہ بمژہ گہ بموے
جستم ازو من بقلم دست برد | او قلم خویش بدستم سپرد
مہ سزد اکنوں قلم را حریر | چوں قصب ابق ببردم ز تیر
بیں[2] کہ نہاں خانۂ جادو[3] فناں | باز کشادم بہ کلیدے چناں

---

[1] خاص [2] ہیں [3] بادو فناں

آں سخن آرم کہ چناں کم بود — در خورِ مدحِ شہِ عالم بود
آں بلقبِ دنیا و دیں را علا — کو بجہاں داده[1] ز احساں صلا
شاہِ محمد کہ بتائیدِ رائے — کرد قوی شرعِ رسولِ خدائے
داغ نہِ ناصیۂ سرکشاں — تیغ زنِ تارکِ لشکرکشاں
کارشش از اندیشۂ مردم بروں — جودشش از اندازۂ[2] خواہش فزوں
نائبِ فرماں ز درِ کردگار — خازنِ روزی زکفِ گنج بار
معدلتش قاہرِ خوں خوارگاں — مرحمتش مرہمِ بیچارگاں
لشکری و شہری ازو پُر مراد — لشکری از دولت و شہری زداد
حاملِ دولت زمن از بودِ او — تشنۂ حرماں اہل از جودِ او
مایۂ اُمیدِ سر افگندگاں — سایۂ یزداں بسرِ بندگاں
خلق کہ پویند بظلِّ ہمائے — بے خبرانند ز ظلِّ خدائے
ظلِّ شہ آبادیِ ہر خانہ شد — ظلِّ ہما لازمِ ویرانہ[3] شد
زاہلِ جہاں بس کہ قلم برگرفت — از کرمش عقل جنوں در[4] گرفت
بوم شد آباد عرب تا عجم — خاصیتِ بوم بدل گشت ہم
سکۂ او نسبت بدولت طراز — خطبۂ او نائبِ بانگِ نماز
جمعہ کہ آزادیِ گیہاں شدہ است — خطبۂ شاہ است و روزاں شدست

ن۱ داد — ن۲ اندیشۂ — ن۳ بیرانہ — ن۴ بر

مثل ندیدش فلک از خواب هم | خواب چه کز آئینۀ آب هم

دومیم[ن۱] او در همه عالم هم اوست | در به از وکس طلبد[ن۲] آں هم اوست

سلبتِ کیں را چو[ن۳] نتابد دلیر | در جگرِ خصم خلد موے شیر

هیبتش ار بانگ زند بر سپهر | آب شود چشمۀ رخشانِ مهر

ور غضبش صدمه بعالم زند | مشرق و مغرب همه برهم زند

ور فگند نیزه بچرخِ حروں | چرخ ستاں[ن۴] افتد و انجم نگوں

خنجرِ او نامِ کیاں کرده حک | همچو یقینے که کند دفعِ[ن۵] شک

روشن ازاں اخترِ عالم فروز | خسروِ شام و ملکِ نیمروز

شکلِ کمانِ سبکِ شهریار | نونِ خفیف ست بتاکیدِ کار

بلکیش از پیکرِ چوں بید برگ | فتنۀ پرورده بجلابِ مرگ

ناوکِ او چوں بعدو باز خورد | هم بدمش عین کشید و دو کرد

زیورِ او آهنِ خفتانِ اوست | لشکرِ او خنجرِ برّانِ اوست

زیورِ شاهانِ دگر زر و سیم | یا زسپه دائرۀ همچو میم

عکس مخواه آئینۀ سیم را | نقطه مجو دائرۀ میم را

از شرفِ بارگهش هر زماں | خندۀ پروین همه بر آسماں

بر درِ او بودنِ گردوں مقیم | جراتِ سفله ست[ن۶] و عطاے کریم

ن۱ دوم　ن۲ طلبی　ن۳ که　ن۴ ستاں بالکسر بر پشت افتاده ۱۲　ن۵ رفع
ن۶ است عطاے کریم

شعلهٔ خشمش چو برآید باوج | عفو چو دریاش درآید بموج
گر نه ز سرچشمهٔ احسانش آب | تاب که آرد غضبش را بتاب
آن که گنه دید ز کردار او | کرد[ن۱] حوالت به کرم کار او
خشمش از آفاق بغارت گری | خلقش از احسان بعمارت[ن۲] گری
ابر کفش کرده جهان بوستان | شسته سواد از رخ هندوستان
نیست پشیمانیش ار زر دهد | هم شود آن لحظه که کمتر دهد
زر دهیش نے بتر از وگرد | داده زر اما بتر از وے جو
بر همه کس دست کشاده چو میغ | بستن مشتش بکمان یا به تیغ
بحر بجودش[ن۳] نرسد[ن۴] مهر هم | هر دو بفیض ارچه نیایند کم
چاشنی بحر جگر خوں کند | چشمهٔ خور تشنگی افزوں کند
هرچه که شاه از کف بارنده داد | چوں کرم ابر گوارنده داد
بذلش ازاں بیش که سنجد سلیم | در ال مدحش و ذهن کریم
چوں بعطا داد سخنور دهد | صامت و ناطق همه یکسر دهد
لاجرمش زیں[ن۵] دل مدحت[ن۶] پسند | بیں شرف نامه[ن۷] چو شعرے[ن۸] بلند
تا ابد از نامهٔ اکرام خویش | باد فلک مرتبه چوں[ن۹] نام خویش

ن۱ کرده　　ن۲ اشارت　　ن۳ بحر چو بس نبود　　ن۴ چو رد عبود　　ن۵ زاں
ن۶ محنت　　ن۷ نام　　ن۸ به شعر بلند　　ن۹ از

بنامے ثنائے ثانی بمخاطبۂ خدایگان زمین و زماں

نائبِ رزّاق و کلیدِ ارزاق فتح اللہ لہ خزاین السموات والارض علی الاطلاق

اے بزمانِ[1] تو وکیلِ کرم — وزن زر زر بر[2] دو شمار از درم
بذل کہ خورشیدِ منور کند — دامنِ کہسار پُر از زر کند
لیک فتد از چہ تو کوہ افگنے — کوہِ زر اندر خمِ ہر دامنے
بیخِ نہالے کہ تو آبش دہی — میوۂ بخشش نبود[3] جز بہی
ملک وراں بر درِ تو پردگی — ملک ز تو یافتہ پروردگی
قائمہ تختِ تو گردوں نشیں — قاعدۂ ملکِ تو بنیادِ دیں
روے ترا آئینۂ دیں بہ پیش — بختِ ترا اسمِ سعادت بہ کیش
بر سرِ دہلیزِ تو شیر و شباں — چترِ سیاہِ تو بہ شب پاسباں
دامنِ چترِ تو زبر پوشِ مہر — رایتِ والات ستونِ سپہر
کلۂ بارت شدہ بر اوجِ میغ — کنگرِ قصرت زدہ بر چرخ تیغ
بامِ تو معراجِ سلاطینِ جنس — نامِ تو لاحولِ شیاطینِ انس

ز۱ بزباں — ز۲ بردہ — ز۳ ندہد

تیغِ تو در معرکہ مالکِ رقاب / ذاتِ تو در گرد وغا بوتراب

شیرِ فلک بستۂ زنجیرِ تو / نقدِ ظفر در گرہِ تیرِ تو

ناوکِ بیدٰیت[ز۱] شدہ کفرکاہ / ہندیِ[ز۲] محرابیت ایماں پناہ

صفِ سپاہِ تو بروزِ مصاف / ہم سدِ اسکندر و ہم کوہِ قاف

بیشتر از اسپِ تو بر روے سطح / کس ندویدہ بوغا جز بفتح

تیغ زنت بہمنِ بازو دراز / نوبتیت سنجرِ[ز۳] نوبت نواز

سنجر اگر کرد[ز۴] بہ نوبت غرور / نوبتِ او بانگِ دہل بُد ز دور

نوبتِ تست آں کہ ببانگِ بلند / غلغلہ در گنبدِ گردوں فگند

ز آہنِ تو سنگ چو زر شد دو نیم / وز الفِ تیرِ تو شد قاف میم

تیغِ تو کو فاتحۂ اہتداست / بر تنِ بدخواہِ تو تبت یداست

چوں نےِ تیرِ تو برآرد نوا / مرغ نہ جنبد[ز۵] بمیانِ ہوا

سہمِ تو گر بر فلک آرد شتاب / لرزہ کند چرخ چو دریاے آب

نیزۂ تو دیدۂ انجم ربود / از پےِ کوریِ سپہرِ کبود

ز۱ بادیت ز۲ بندوے محرابیت ز۳ نوبت کے معنی علاوہ اور چیزوں کے نقارہ کے سکندر کے وقت سے تین وقت نوبت بجتی تھی جب سنجر تخت نشیں ہوا جو خاندان سلجوقیہ کا چھٹا بادشاہِ ایران تھا۔ تو اس پر مخالفوں نے جادوگر یا مشیروں نے تین وقت کی نوبت کے علاوہ چوتھے وقت کی نوبت بجوائی اور یہ مشہور کیا کہ بادشاہ کا انتقال ہوا۔ اس خبر سے جادوگروں نے اپنا کام چھوڑ دیا اور بادشاہ جو اثرِ سحر سے سخت بیمار ہوگیا تھا تندرست و توانا ہوا تو اس خوشی میں پانچویں وقت بھی نوبت بجائی اور پھر یہی دستور ہوگیا پانچ نوبت سنجر کی طرف سے ہوئی ہیں چنانچہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎ کہ بنیادِ نوبت سکندر نہاد سہ از دے شد و پنج سنجر نہاد۔ سنجر نے ۴۱ سال سلطنت کی اور ۵۵۲ہجری میں وفات پائی ۱۲ ز۴ خورد ز۵ نخسپد

خصمِ تو در رزم بہ مردار خوار — دیدہ زبوں دادہ دل مزدکار

گشت بر محنت قصبِ مہ علم — تیغ کہ از تیغِ تو گشتہ قلم

گر نگرد تیغِ تو خصمِ نژند — بر جہد از خواب چو ز آتش سپند

ملکِ تو معمور و مخالف خراب — چشمِ تو بیدار و جہانے بخواب

دزد بعہدت ز رہِ فتنہ خیز — کردہ چو شیر از تفِ آتش گریز

عدل چو موئے تو ز راہِ دلیل — نے رسنِ شیر کہ زنجیرِ پیل

تا تو بانصاف سر افراشتی — کردہ بہم آتش و آب آشتی

محتسبِ عدلِ تو تا جوش کرد — چنگ زن (زا گرگ) زہرہ[۵۲] فراموش کرد

رائے چو خورشیدِ تو از فیضِ نور — دیدہ نہانہائے فلک را ز دور

نامِ بزرگاں کہ بعنواں[۵۳] نوشت — از تو چو تاریخ بپایاں نوشت

بس کہ دو دو چرخ بافگندگی — تا کشش دہی سابقۂ بندگی

یاد برد گر ہمہ افلاک را — تختِ تو بس مملکتِ خاک را

ہر شب و روزے کہ در آید بہ پیش — عمرِ ہمہ کم شد و زانِ تو بیش

تیرِ فلک کو بقلم موشگافت — گردِ قلم جدِ ثنائے تو بافت

زا گرگ ۵۲ اگر گرگ پڑھیں تو چنگ زدن کے معنی پنجہ مارنا مگر پنجہ شیر مارتا ہی نہ کہ گرگ۔ اور اگر زہرہ پڑھیں تو چنگ زدن کے معنی چنگ بجانیکے ہونگے اور بوجہ زدن کے محتسب عدل کا مواخذہ درست ہوگا اور یہی صحیح ہے کیونکہ دوسرے شعر میں بھی اجرام علوی کا ذکر ہی ۱۲ ۵۳ عنوان تاریخ میں مقصود بالذات امور درج نہیں کئے جاتے بلکہ وہ تمہید اصل مقصود کے لئے ہوتی ہی۔ یہ ہی شعر کا مطلب ہی کہ مورخ کا اصل مقصد تیری تاریخ ہی اور اگلوں کا نام بطور تمہید ہی ۱۲ ز۲ دید

ای سخن از مدحتِ تو سربلند — پایهٔ مدحِ تو ز اختر بلند

من که مرا تکیه بکیواں رسید — دست بمدحِ تو زدم زاں رسید

وین گہرِ نو که زکاں می کشم — ق — گرچه در رشتهٔ جاں می کشم

لیک[۱] برانم که زخجلت[۲] گری — باز رسانم بدرِ[۳] جوہری

کم[۴] حدِ آں نیست که گستاخ وار — راہِ ترا آب زنم زیں نثار

لیک اساسے که نوش برکشند — از لقبِ خاص بزیور کشند

گرچه بنا پست بود در سرائے — فرِ خطابت کندش چرخ سائے

سہل بود تا که ز روئے قیاس — ز آب و گلِ من چه تواں کرد اساس

لیکن از آغازِ عمارت گری — دادمش از نامِ تو نیک اختری

تا چو شود بقعهٔ خاطر پسند — ماند از آرائشِ نامت بلند

شاید اگر مرحمتِ بادشاه — جرأتِ ایں[۵] بنده نه گیرد گناه

کانچه برد ذرّه بخورشید پیش — عرض[۶] کند نیستیِ حالِ خویش

تحفه که مورے بسلیماں برد — عفوِ سلیماں نگرد - زاں برد

ورنه چه اندازه دہد خاک را — کآب دہد چشمهٔ افلاک را

جوہرِ تو زبدهٔ چرخِ کبود — خسروِ مسکینت چه یارد[۷] ستود

وصفِ تو چوں در حدِ اندیشه نیست — طبعِ مرا به ز دعا پیشه نیست

ن۱ نیز ن۲ خلوت ن۳ بدل - زدل ن۴ کم ن۵ من ن۶ عرضه
ن۷ آرد

تا بزمین چرخ بود برقرار   باد ز تو چرخ و زمین رامدار

دَورِ فلک بستۂ فرمانِ تو   وانچه در و هست همه زانِ تو

کامِ تو در دامنِ اُمید باد   ملکِ تو چوں عمرِ تو جاوید باد

در داعیۂ ترتیب این جریدۂ پرحکمت و درباعثۂ ترکیب این خریدۂ بے قیمت و نمودارِ عرصۂ برجاس و نهادنش کاغذ در آماجگاهِ من صنف فقد استهدف و خود را چوں تیرِ چرخ بر اصحابِ غرض زدن و این سهمنا کاں را نشانۂ تعنُّت ساختن رحم الله علیٰ من انصف

فکرتِ من چوں بفلک راند رخش   یافت ز گنجینۂ توفیق بخش

بخت در وید و درِ دولت کشاد   بیشتر از خواهشِ من هدیه داد

بلبلِ نطق از گلِ طبعم پرید   پردۂ غیب از سرِ کلکم درید

ن۱ تا که زمیں   ن۲ ز زمیں   ن۳ ترکیب   ن۴ قصیده   ن۵ نسخه ک میں اسی طرح ہی جو میں نے لکھا۔ یہ فقرہ نسخہ ن اور ح میں بھی اسی طرح ہی اور اس لئے اصلی عبارت کا پتہ نہیں لگا ہاں اگر یوں پڑھیں (نمودارِ عرض برجاس نہادن ایں کاغذ در آماجگاہ من صنف فقد استہدف) تو معنی نکل آتے ہیں برجاس کے معنی ہیں نشانہ ہدف ۱۲   ن۶ تقدیر

پیش دویدند بستانِ ضمیر	خامہ فرو خواند [ز۲][ز۳] ببانگِ صریر
هرچہ در آئینۂ گردوں خیال	روی بروی [ز۴][ز۵] داد زہر سو جمال
فوج بفوج جسم زمعانی حشر	خواندہ و ناخواندہ درآمد ز در
زمزمۂ دل فلک آوازہ گشت	جانِ جہانے بہ سخن تازہ گشت
ہر نمطے را کہ بیاراستم	بہتر ازاں بود [ز۶][ز۷] کہ می خواستم
بر سرِ ہر پایہ کہ بردم سریر	تاج ستاں گشتم و آفاق [ز۸] گیر
گشت چو نقدِ ہمہ قلب آزمائے	سایہ بریدم زہمہ چوں ہمائے
دبدبۂ خسرویم شد بلند	زلزلہ [ز۹] در گورِ نظامی فگند
آں روشنے بود ز اندازہ [ز۱۰] دور	عطسہ درآمد بدماغم ز نور
نورکہ از خواجہ نظامم رسید	کار ازاں رو بنظامم رسید
گرچہ برو مہرِ سخن ختم بست	سکۂ من مہر زرش را شکست
خاتمِ او را چو کشادم نگیں	داد نگینش بمن انگشتریں
خاتمِ [ز۱۱] او ملک بسلطاں سپرد	خاتمِ دولت بسلیماں سپرد
آں گہر آرم کنوں از کانِ غیب	کآب شود عقدِ ثریا بجیب
گرچہ بملکِ سخن از پنج گنج	نوبتِ آں گنجہ نشیں گشت پنج
نوبتِ خسرو کہ پسیجش نواست	پنجہ زنِ نوبتِ آں خسرو است

ز۱ درون ز۲ بروں ز۳ فرو خواندن۔ تمام پڑھنا آخر تک پڑھنا ۱۲ ز۴ برو ز۵ بروں ز۶ داد
ز۷ من خواستم ز۸ گشتم و تسلیم ز۹ غلغلہ ز۱۰ اندیشہ ز۱۱ خاتمش ار

سازم ازاں ساں بسرائے سپنج ‏— پنج کلید از پئے آں پنج گنج
کانچہ بہر گنج بود ناپدید ‏— فتح شود ہم بزبانِ کلید
آں نمط آرم کہ ہمہ ناقداں[ن۱] ‏— فرق ندانند ازیں تا بداں
بازم از انساں خمِ چوگانِ خویش ‏— کآورم آں گوے بمیدانِ خویش
سکّۂ آں ملک مسلّم کنم ‏— سکّۂ خود نیز بداں ضم کنم
ملکِ گہر[ن۲] را چو گرفتم بہ تیغ ‏— گوہرِ خود نیز فشانم چو میغ
جیبِ جہاں پُر ز غرائب کنم ‏— وضعِ نمطہاے عجائب کنم
رشتۂ نظمے[ن۳] کہ بصحرا نہم ‏— در گہرے مایۂ دریا نہم
زآتشِ دل شمعِ خرد بر کنم ‏— بیت بہ بیتش ہمہ انور کنم
در تہِ ہر بیت نہاں[ن۴] در نہاں ‏— تحفۂ پوشیدہ جہاں در جہاں
بیشتریں نکتہ ز سر تا بہ بن ‏— زآیت و اخبار سرایم سخن
چوں شود آراستہ نظمم چو دُر ‏— از گہرِ نثر کنم خامہ پُر
ہرچہ نویسم بسرِ داستاں ‏— راست کنم رہ ز پئے راستاں
تا قلمِ ہر کہ روا[ن۵] دو کند ‏— پس روی ایں روشِ نو کند
نثرے ازاں گونہ کشم از قلم ‏— کآب ز شعرم ببرد تیر[۶] ہم
یافتہ آئینِ عبارت[ن۷] نوی ‏— لفظش آراستہ چوں معنوی

ن۱ ناقلاں ن۲ کُہن ن۳ نمطے ن۴ کنم در تہاں ن۵ روا رو ۶ تیر عطارد کو کہتے ہیں جس کا لقب منشیِ فلک ہے ۱۲ ن۷ عبادت

آنچه نهفته است مرا در خیال / گر کنمش[۱] وصف نماید محال

غیر چه آگه[۲] که دریں سینه چیست[۳] / کور چه داند که در آئینه چیست

پاک خدائے که نہاں کرد پاک[۴] / گنجِ دو عالم بہ یکے مشتِ خاک

آں که چنیں گنج بیک سینه داد / بیں که بہر سینه چه گنجینه داد

لعل زکاں[۵] در نظرت چوں کشم / بینشِ آں روز که بیروں کشم

تا شده[۶] زاندیشهٔ آں سحر سنج / پائے فرو رفت قلم را بگنج

ہرچه من از خامه[۷] فشانم بروں / گنجِ خدائیست که رانم بروں

خامه[۸] ام از گنجِ خدائی خم ست / چیست که در گنجِ خدائی کم ست

معجزه بیں خشک نیے[۹] رابکار / میوهٔ تر کرده نگونش زبار[۱۰]

نخلهٔ مریم بزبانِ[۱۱] فصیح / کو ہمه جنبیده زبادِ مسیح

حاصلِ قومے زمتاعے[۱۲و۱۳] بود / بہرهٔ بعضے زعطائے[۱۴] بود

مایهٔ من از[۱۵] قلمِ[۱۶] نامی ست / مایه نه کسبیست که الہامی ست

مایه که اندیشه درو گم بود / کے حدِ تعلیم و تعلم بود

وانچه بالہام[۱۷] درآید[۱۸] بجیب[۱۹] / عیبِ کسے کن که برو کرد عیب

آں که بہر دم شرفِ عام داد / وحیِ خفی را لقب الہام داد

ن۱ کنم ایں ن۲ آگاه ن۳ کیست ن۴ خاک ن۵ بکاں ن۶ تا شدم ن۷ خانه
ن۸ کلک من - ہرچه من ن۹ بنی ن۱۰ ببار ن۱۱ ززباں ن۱۲ زسماعے ن۱۳ بسماعے
ن۱۴ متاعے ن۱۵ زیں ن۱۶ قلم لوح محفوظ ۱۲ ن۱۷ زالہام ن۱۸ برآید ن۱۹ زجیب

ملکِ سخن کاں صفتِ برتری[ن۱] ست | نسخهٔ دیباچهٔ پیغمبری ست
وانچه کند اہلِ سخن باد[ن۲] بست | معجزہ گر نیست کرامات ہست
کے بدرستی بود ایں[ن۳] گفتہ[ن۴] چیست | تا نکنم گفتہ بہ برہاں درست
من کہ چنیں لوحِ ابد می کنم | حجتِ ایں دعوےٰ خود می کنم
ہست ز بخشندہ[ن۵] امیدم چناں | کادہمِ من بگزرد از ہمعناں
باش کہ ایں[ن۶] نامہ بعنواں رسد | ور بودم عمر بپایاں رسد
ہفت و نہش کردہ چو ماہِ تمام | جلوہ دہم[ن۷] در نظرِ خاص و عام
ہر ورقے را کہ بخوانند ازو | بہرۂ خود باز ستانند ازو
اہلِ بصر مایہ زکاتے کنند | واہلِ حسد بہیدہ[ن۸] جانے کنند
راحتِ خود چوں نگرد ہوشمند | رنجِ مرا باز شناسد کہ چند
گرچہ بریں رنج نیرزد دوا | رنجِ دلم نیز ندارد روا
آں کہ پذیرد بہ نیاز از منش | منتِ جاں ہست[ن۹] مرا بر تنش
واں کہ کند رو بسوے دامنم[ن۱۰] | منتِ صد جاں بودش[ن۱۱] بر تنم
زاں کہ قبول و ردِ ہر کس بجیب | بخششِ غیب ست کساں را چہ عیب
داد چو ایں حرف روانم خدا | زہرہ کہ دارد کہ نہد پیشِ پا
زاں دمِ ایں بادِ بہ تندی وزید | تا کشش خسے پیش نیارد خزید

ن۱ بر برسیت   ن۲ بار بست   ن۳ آں   ن۴ گفت   ن۵ بہ بخشندہ   ن۶ آں   ن۷ کنم
ن۸ بیہودہ   ن۹ جانے ست   ن۱۰ بسوا دمنم   ن۱۱ از جاں بود

بادِ مخالف ز زمینے که خاست | خس نتواند که نهد پاے راست
بر سرِ ایں نکته چه جاے ستاد | پل چه کند بر سرِ طوفانِ باد
من که خراشے ز خساں می کشم | نز پےِ خود بهرِ کساں می کشم
گرچه صد افتاده زید[۱] از طبیب | خلق[۲] ز احسانش شه بخشد نصیب
یک تن اگر شد ز اجل رهگراے | انیش سیه رو کند و سبز پاے[۳]
باز کشادم بطبیبی دکاں | مرهمِ دل دارم و داروے جاں
آں که دلش تنگ نیاید ز پند | داروے تلخش دهم و سود مند
واں که خوش آمد طلبد نیز هست | لیک شکر رخنهٔ تپ را نه بست
داروے تلخ ار نخورد هر کسے | هم بودش نیز خورنده بسے
تپ زده گاں را که نه حلوا[۴] به است | خوردنِ کشنیز ز حلوا به است
تلخ ز شیریں بهنر بهتر[۵] است | سودِ دل بیشتر از شکر است
آں که نصیحت نه سزا بنیش | تلخ مگو جز که بشیرینیش
پند که تلخ ست به برنا و پیر | گفتنِ شیریں کندش دل پذیر
آں که هلیله بعسل پرورند | داروے خوشخواره نکوتر خورند
قیمتِ ایں مرهمِ پر مایگاں | بیحد و من می دهمت رایگاں
گر تو خوری سودِ تو باشد بپوست | ور نه خوری آں[۶] که خورد سودِ اوست

ن ۱ زیاید ن ۲ خلقے ن ۳ آں سبز پاے ن ۴ خرما ن ۵ برتر است ن ۶ هر که

هر نفسِ تند[ن۱] که رانم ز پیش / تا نه گریزی[ن۲] چو خس از جاے خویش

عیبِ تو من باز نمایم برد / گر تو نه[ن۳] شوئیش تو[ن۴] دانی مشو

دشمنے[ن۵] کو عیبِ برُوے تو گفت / بهتر از آن دوست که عیبت نهفت

زخمِ زبانے که زنند[ن۶ ن۷] اهلِ پند / نزدِ خردمند[ن۸] بود ارجمند

تن که به نیش از پئے راحت دهند / سیم و درم مزدِ جراحت دهند

آنچه مرا می خلد اندر ضمیر / نیست درانم ز گزارش گزیر

شرع و طریقت به بیان آورم / گنجِ حقیقت بمیان آورم

باز نمایم که هدایت کجاست / معبرِ[ن۹] این[ن۱۰] هر سه ولایت کجاست

من کنمت راهنمونی بکار / جهد ز من موهبت از کردگار

بود در اندیشهٔ آنم[ن۱۱] از دیر باز / کز دلِ داننده[ن۱۲] و اندیشه[ن۱۳] ساز

حکمتِ پوشیده بصحرا نهم / رختِ گرانمایه بسودا نهم

بے خبران را دهم آگاهئے / تازه کنم شرطِ نکوخواهئے

گرچه همی خواست سخن کامِ خویش / لیک گرو بود[ن۱۴] بهنگامِ خویش

هین که رسید آن نفسِ جان نواز / کان نفس اکنون شودم جلوه ساز

بهرِ تو این تخته[ن۱۵ و ۱۶] به بر داشتم / شرح دهم زانچه خبر داشتم

ن۱ چند ن۲ گر ن۳ گر تو به ن۴ بشوے ن۵ دشمن ن۶ کنند ن۷ کند ن۸ نزد خرد قیمتے ست آن گزند
ن۹ عبره ن۱۰ آن ن۱۱ اندیشهٔ من ن۱۲ داننده و اوین ساز - ن۱۳ حکمت طراز
ن۱۴ برده ن۱۵ و ۱۶ این که ازین تخته که برداشتم پیش تو این تخته که .. داشتم

اے کہ نداری خطِ عتق[ن۱] از عذاب | انیست اماں نامهٔ یوم الحساب

گر روی این[ن۲] رہ کہ دریں مامن ست | گر نزہی[ن۳] عہدهٔ آں بر من ست

من کہ دریں خم کدهٔ دیں شدم | مست ہم از جامِ[ن۴] نخستیں شدم

جوشِ رعونت بدماغم فتاد | بادِ تکبر بچراغم فتاد

پاے چو زیں مئ تزلزل زدم | تکیہ بدیوارِ توکل زدم

کرد توکل چو بدرگہ سخن | ماوٴ توکلت علی اللہ سخن[ن۵]

خلوتِ اوّل در فضلِ تعبد کہ اولش تاے تعب ست و
آخرش دال در رحبت و فضیلتِ تہجد کہ بہ نہایتِ ہمت و
جہدِ قلب تمام شود و بہ نزدیکِ اہلِ فکرت
روشن کردنِ نورے کہ در دلِ شب بدیدهٔ عین الیقین
معائنہ شد و باز نمودنِ صفائے کہ از دلِ آہنی آئینہ گشت

صوفیِ گردوں چو بخلوت نشست | کرد فلک سبحهٔ پرویں بدست

طرّهٔ ظلمت ز نسیمِ بہار | مشک فشاں شد چو لبِ روزه دار

ن۱ عشق ن۲ آں ن۳ نزدی ن۴ جان ن۵ کن

دهر پر از غالیهٔ سوده گشت — دام و دد از تنگ زدن آسوده گشت
چشمهٔ خور بُرد ز هر خانه تاب — تاختن آورد بهر دیده خواب
مردمکِ چشمِ کساں تا برو ز — گرد ز مژگاں درِ خود میخ دوز
سایه فگن خاک بچرخ بریں — چرخ شده سایه نشینِ زمیں
جن و ملک هر دو شده گوشه گیر[1] — دزد و عسس هر دو شده توشه گیر[2]
زاں شبِ فرخنده که میموں شده — بوم چو طاؤس همایوں شده
از اثرِ نور ثُریا نشیں — مرغِ مسیحا شده خورشید بیں
من بچنیں تیره شبِ تابناک — رخت بروں بردم از ایوانِ خاک
جذبهٔ[3] مقصود عنانم گرفت — ولولهٔ دل رگِ جانم گرفت
دل که شد از سینه بپاکی بروں — بُرد مرا[4] زیں تنِ خاکی بروں
چوں قدم از خاک فراتر زدم — بادِ هوا را بهوا بر زدم
چشمه شکست آبِ فروزنده را — تاب نماند آتشِ سوزنده را
جوهرِ جانم ز دل آگنده گشت — کشمکشِ طبع پراگنده گشت
فکر کزیں خانه فرازم کشید[5] — سوے سراپردهٔ رازم کشید[6]
دیدم ازاں ساں شرفِ برتری — کز سرم افتاد کلاهِ سری
داد دلم همتِ عالی گراے — کاے سگِ بد زهره چه ماندی درآے

ن۱ توشه گیر ن۲ گوشه گیر ن۳ دبدبه ن۴ بردم ن۵ رسید ن۶ رسید

من که بدین[ن۱] گفته مدد یافتم | گرم روی کردم و بشتافتم
لرزه کنان بر[ن۲] شدم از جای خویش | من ز پس و حاجبِ امید پیش
یافتم آراسته نطعِ حضور | بوسه زدم ذیلِ کرم را ز دور
دید چو دستورِ عنایت مرا | خواند بصد گونه رعایت مرا
در تتقِ معرفتم بار داد | بی ادبی را ادبِ کار داد
گفت بآن سان که دلم زنده گشت | سینهٔ تاریک فروزنده گشت
کای مگسِ گلخن ازین جیفه چند | مرغِ فلک شو که بر آئی بلند
هرچه نه سبحه هدف ست آن بدوز | هرچه نه قبله صنم ست آن بسوز
پای دل از راهِ صناعت بر[ن۳] آر | دست به تحریمهٔ طاعت برآر
گردنِ شیطان بقفا پست کن | هر دو جهان را به پسِ دست کن
دور ز زهدی که ببازی بود | شو به نمازی[ن۵] که نیازی[ن۴] بود
گم مشو از حضرت و جان را به بین | دل بحضور آر و خدا را به بین
بو که دلت بشنود از گوشِ حال | از درِ یزدانِ تعالی تعال
خیز که امشب شبِ نخفتن ست | بلکه شب[ن۶] قصهٔ دل گفتن ست
چون که عنایت بمن این نکته گفت | نفسِ بدم خاست ز خوابی که خفت
داعیهٔ[ن۷] صدق در آمد بمن | رخت برون برد گرانی ز تن

ن۱ ازیں ن۲ در شدم ن۳ بدار ن۴ نیازی ن۵ نمازی ن۶ شبے ن۷ دایۂ

ورقدرے خاست زغفلت ملال — تکیہ زدم برکرمِ ذوالجلال
عطلت ازانجا کہ زتابم فگند — بار دگر دیدہ بخوابم فگند
رائضِ توفیق درافشرد پاے — مقرعۂ زد کہ بجستم زجاے
دیدہ برانداخت نقابِ دوچشم — غسلِ صفا کردم از آبِ دوچشم
آب زدم بررخِ صافی[1] صفات — دست بشستم زہمہ کائنات
گشتم از اندیشۂ عالم بری — روے نہادم بہ نیایش گری
غلغلِ تکبیر برآمد زکام — پشت قوی شد برکوع وقیام[2]
سرکہ بسجدہ ززمیں تاج یافت — دردلِ شب پایۂ معراج یافت
روے تعبّد بزمیں داشتم — فرقِ تہجّد بہمہ[3] افراشتم
قامتِ من کو بفلک سرفراخت — درملکوتم[4] علمِ صدق ساخت
نورِ حضورم کہ بدل خانہ کرد — جاں بسرش رقص چو پروانہ کرد
زاں ہمہ نورے کہ شب افروز بود — زاولِ شب تا سحرم روز بود
مقتدیِ من دو ملک[5] وبرے — بندہ کریم الطرفین از دوسوے
زحمتِ وسواس دراندیشہ سست — خلعتِ اخلاص براندام[6] چیست
فاتحۂ حمد زعقدِ زباں — عقدہ کشاے گرہِ عقل وجاں
گوش پُر از گفتِ خداے جلیل — نے بمیاں واسطۂ جبرئیل

---

[1] صوفی [2] سلام [3] ہمہ [4] ملک [5] فلک [6] دراندام

دعوتِ من کرده بدستِ نیاز ۔ | هفت درِ گنبدِ گردنده باز
رفته زتن زحمتِ جانم برُون[1] | برده دل از هردو جهانم برون
تن که نماندش اثر زندگی | زندهٔ باقی شده زاں بندگی
نیم شباں زاں عملِ بے ریا | خاص شدم در حرمِ کبریا
یافتم اما نه بمقدارِ خویش | نعمتے از هرچه تواں گفت بیش
چشمِ یقیں سرمهٔ جاوید یافت | نقدِ عمل سکهٔ اُمید یافت
ریختم ایں نقدِ فلک را بجیب | بانگ تَقَبَّلتُ برآمد زغیب
جان و دلم کاخترِ میموں شدند | شمعِ سراپردهٔ گردوں شدند
کرد ز سر زنده بداں[2] هردو تاب | مشعلهٔ مردهٔ خویش آفتاب
پرتوِ خسرو بهوا شد زپست | صبح بدرو نیره برآورد دست

خلوتِ دوم در صفتِ صبا و صباح و روائحِ ریاحین و ریاح و بیانِ حالِ سماعے که رحمت را از آسمان باد میخوانند و ملائک لبیک زناں فرو می آیند و رحمت می افشانند

مرغِ سحر گفت چو تسبیحِ پاک | بانگِ موذن بفلک شد زخاک

---

[1] خانه [2] براں

خلوتیِ شرق برآمد ز دور — بر کتف افگندہ مصلاے نور

صبح کہ شد نور بصد نقش گوا — زد قدمِ صدق بروے ہوا

جنبشِ پاکاں سوے محراب گشت — چشمِ سگاں پردہ کشِ خواب گشت

شب پرہ از گنبدِ فیروزہ گوں — رفت بہ فروالۂ گنبد دروں

بوم کہ در رفت چو دزداں بباغ — دردِ سرِ خویش شد از کوبِ زاغ

مرغِ سحر خیز نوا بر کشید — زمزمۂ تر بہوا بر کشید

باد کہ بر لالۂ و گل پا نہاد — رقص کناں روے بصحرا نہاد

تازہ شد از ابر بہاری چمن — خندہ زد از یادِ ریاحیں سمن

ابر کہ از بادِ وزاں شد ستوہ — بست سراپردہ بہ اوتادِ کوہ

سرخیِ مشرق ز افق رو نمود — ہمچو مے سرخ ز جامِ کبود

شاہدِ صبح از رخِ لعل و سپید — داد حریفانِ طرب را نوید

کرد سخن رود بریشم زناں — گشت رواں جامِ صبوحی خوراں

نادرہ صبحے کہ ہمہ ماہ و سال — شد ز دمش فرخ و فرخندہ فال

من بچنیں صبحِ مبارک نفس — کم نفسِ قدس براں پیش و پس

ہمچو خروسانِ سحر صبح خیز — نعرۂ تکبیر بر آوردہ تیز

ن۱ زپرواز بہ   ن۲ بفیروزہ   ۵۳ فروالہ وہ مکان کہ جس میں کھڑکیاں اور دروازے اور جالی ہوا کے لیے زیادہ ہوں ۱۲   ن۳ بلبل ازاں قصد   ن۴ بلبل نوخیز   ن۵ باد   ن۶ زندہ شد از بوی   ن۷ رواں   ن۸ رواں   ن۹ بدار پیش و پس

پر زده مرغانِ فلک(۱) سوے من — پرِّ ملک رستہ ز بازوے من
بال بہ پرواز بیاراستم — سوی نو آئیں چمنے خاستم
طائرِ اقبال بہمراہیم — بختِ ہمایوں بہوا خواہیم
نعرہ زناں دولتِ فرخ لقا — متّعک اللہ بطول البقا
بادِ صبا مشک فشاں از بر(۲)م — ابرِ ہوا سایہ فگن بر سرم
قمری و دُرّاج بدستاں شدہ — بوے گلم رہبرِ بستاں شدہ
چوں گزر افتاد دراں گلشنم — گشت(۳) از و چشمۂ جاں روشنم
داد نسیمِ گل و نسریں بباغ — لذتِ روحانیم اندر دماغ
کردم از آرائشِ آں بوستاں — جلوۂ طاؤس بہندوستاں
زیں چمنِ(۴) تازہ چو خرّم(۵) بہشت — خاک ز سنبل(۶) شدہ عنبر سرشت
خندۂ گلہاے چمن روبروے — نغمۂ مرغانِ ہوا سو بسوے
جان کہ ازاں نغمہ سر انداختہ — خرقۂ دیرینہ در انداختہ
فاختہ شیخانہ دم از حق زدہ — گردِ گریباں زہِ ازرق زدہ
زاغ کہ با کبک نمودہ خرام — خندہ فرو خوردہ شگوفہ بکام
بندِ کشادِ گل و غنچہ بسیم — ہمچو دلِ مدخل و دستِ کریم
آب ز مہتاب زمیں گرد تر — چشمہ ز خورشید جوانمرد تر

ن۱ چمن   ن۲ دربرم   ن۳ شد گزر   ن۴ چمنے تازہ   ن۵ تازہ زخورم   ن۶ چو سنبل شدہ

قطرهٔ نم بر سمنِ تر چناں | کآبله بر عارض سیمیں تناں
عاشقِ گل غنچهٔ پوشیده حال | پرده درش گشته نسیمِ شمال
لاله که شد باد دهن بوسِ او | دیدهٔ نرگس شده جاسوسِ او
رفت ازیں روضه بفردوس بوے | غالیهٔ نو زده حوراں بموے
من بچنیں گلشنِ مینو نشاں | دامنِ اندیشه بهر سو کشاں
بر سرِ هر سبزه که پا میزدم | از دلِ شوریده نوا میزدم
هر گلِ نو رسته که بر داشتم | از مژه در خونِ جگر داشتم
هر قدحِ لاله که کردم بدست | جوشِ شرابِ دگرم کرد مست
در تهٔ هر شاخ که جستم پناه | هیزم افروخته کردم ز آه
هر خلهٔ خار که خوردم بگشت | صد خلهٔ بجر بجانم گذشت
هر سمنے کش نظر انداختم | ناوکِ غم را سپرے ساختم
سینه گرفتار هوائے ز شوق | جاں بتمنائے سماعے ز ذوق
کامد ازاں گونه که رفتم ز هوش | از طرفے نالهٔ دردے بگوش
طرفه سرودے که بجاں در گرفت | آتشم از دل بزباں بر گرفت
بس که ازاں زمزمه گشتم خراب | چرخ زناں گشتم ازاں سو شتاب

ن۱ خنجر ن۲ نازک ن۳ اُمید ن۴ سرده که ن۵ پاے زدم ن۶ نواے زدم ن۷ هیزری
ن۸ خلد ن۹ بتماشاے ن۱۰ شوق ن۱۱ سرودے ن۱۲ درگرفت ن۱۳ کردم

رفتم و دیدم[1] که هم اندوه بود — بر دلِ تنگش غمِ چوں کوه بود
سوخته[2] وارا از مژه خوں میفگند — دردِ دلِ خویش بروں میفگند
گفتمش ای نالهٔ تو جاں گداز[3] — چیست که می نالی ازیں گونه باز[4]
گفت زکارے که بمقدار نیست — ہیچو منے راحدِ ایں کار نیست
کار که چندیں سرِ مردانِ پاک — در سرِ آں[5] کار فرو شد بخاک
آدمیِ عاجز و بارے چنیں — در سرِ خالی[6] سر و کارے چنیں
تا چه بود ایں تنِ ناقص وجود — کار و گستاخ[7] بریں در سجود
صدمهٔ ہیبت چو بروں اوفتد — چرخِ نگوں خیمه نگوں اوفتد
پیش چنیں صدمهٔ عالم ربائے — شوخیِ مردم که نہد پیش پائے
مرد شناسد[8] که تواند ستاد — پشهٔ رقاص بطوفانِ باد
من که شنیدم سخنِ آشنا — ذرهٔ سرگشته شدم در ہوا
حالِ من از حالتِ من[9] درگذشت — آب زچشم آمد و از سر گذشت
او[10] نفسے رفت و زسر تازه کرد — داغِ من از نغمهٔ تر تازه کرد
پردهٔ[11] از عالمِ دل باز شد — دولتِ دوشم زسر آغاز شد
ہر چه زتسبیح نہانم کشاد — زاں شغبِ عشق ہمانم کشاد
آنکه شبش مایهٔ معراج بود — روز شکیبش ہمه تاراج بود

---

[1] دیدم که گہی [2] سوخته رو [3] گذار [4] زار [5] آں [6] خاکی [7] کار و در داستاخ [8] شناسم
[9] حالتِ او [10] او نفس رفته [11] پرده ام

عاشقِ دیوانه بصحرا افتاد — خورد یکی جرعه واز پا فتاد
ره زدنِ مطربش آواره کرد — زخمهٔ او پردهٔ جاں پاره کرد
مستیش از مطربِ نے از کسے — مطربِ او مست تر ازوے بسے
نالهٔ عشاق بجاں کرده کار — عافیت از سینه بروں برده بار
شحنهٔ شوق آمده مهمانِ من — دامنِ خود بسته بدامانِ من
کرده دل از شربتِ معنی سخن — کوزه تهی گشته ز دردِ کهن
طبع بسیلابِ عدم داده رخت — عشق بگنجینه قدم کرده سخت
جاں شده عاصی زتنِ ناسپاس — بیخبر از کارِ گرانِ حواس
گریه بصحراے نیاز آمده — قطره چو صوفی بنماز آمده
پاک شده نامهٔ طولانیم — روح شده جسمِ هیولانیم
جوششِ دو بحر بیک جا شده — موجِ دو خونابه بدریا شده
او غمِ خود گفته و من سوزِ خویش — دیده نمک ریخته بر هر دو ریش
آرزوے هر دو بیک کام بود — چاشنیِ هر دو زیک جام بود
ماتمِ ما دیده گلِ خنده ناک — جامهٔ خود کرده بصد جاے چاک
چوں دلِ ما لالهٔ افروخته — شد کفِ خونی زمیاں سوخته
گشت تهی دیدهٔ نرگس زخواب — بلکه فرود آمدش از دیده آب

ن۱ بوادی ن۲ آواز کرد ن۳ نغمهٔ او ن۳ باز کرد ن۴ مهمان دل ن۵ بداماں دل ن۶ گرچه بصحرا
ن۷ بیک ن۸ لاله برافروخته ن۹ فرود آمده

غنچه ز دلتنگیِ پنهانِ خویش — کرده فرو سر بگریبانِ خویش
بید که آگاه شد از دردِ ما — لرزه فتادش ز دمِ سردِ ما
یافت چو ما را بهلاک اندرون — سبزه بغلطید بخاک اندرون
مرغ که آه از دلِ غمکش زده — در جگرِ سرخِ گل آتش زده
بلبلِ نالنده ز غم دیده تر — سینه ز آواز خراشیده تر
کبک و کبوتر بنفیر آمده — زاغ و زغن در بَم و زیر آمده
ز آه دلِ من همه مرغانِ باغ — سوخته پروانه صفت چون چراغ(ن۱)
بود(ن۲) نوازنده نوا سازِ درد — تا شدم از عقلِ سراسیمه فرد
رفت ز تن هم دل و هم دم برون — بیخودیم برد ز عالم برون
چون بفنا نیست شدم در وجود — هستی بی نیست جمالم نمود
یافتم آن لحظه بحال اندرون — آنچه نگنجد بخیال اندرون
ظرفِ مئے بود که ساقی سپرد — کم ز فنا بُرد و بباقی سپرد
بسکه نگنجید در آب و گلم — آنچه نمودند بچشمِ(ن۳) دلم
گفتم اگر من بزبان آورم — این سخنِ دل که کند باورم
بانگ بر آمد ز دلِ دردناک — کای شده بازیچهٔ طفلانِ(ن۴) خاک

ن۱ بر چراغ   ن۲ بوم   ن۳ به وادی دلم   ن۴ طفلان بخاک

به که ازین شعلهٔ خندی چو برق — تا نخوری تیغِ سیاست بفرق
ورنه توان بست گره[1] بر نفس — محرمِ خسرو دلِ خواجه است و بس

خلوتِ سوم در گرفتنِ احرام بحریمِ حرمتِ کعبهٔ احترام و تعظیمِ عظمتِ سدّهٔ عظیمِ شیخِ شیوخ الاسلام و ذکرِ خوابی که آن بیدار دل جاودان دید و این خفته را ازان خواب بیداری بخشید که در خواب نتوان دید

من که شنیدم ز دل این داستان — راست شدم بر قدمِ راستان
گرم برون جستم ازین روضه گاه — نے خبرم از سر و نے از کلاه
پای بنهادم بره آشفته وار — کوهِ غمم بر دل و من بیقرار
بے[2] غم[3] هستی که به پستی[4] کشد — شربتِ شوقی که بمستی کشد[5]
رو بسوی خواجه و دل سوی دوست — هر دو یگانه شده در مغز و پوست
بسکه رهم بود بدان[7] رهنمای — دیده حسد برد بر اقبالِ[8] پای

[1] گره در [2] که غم [3] نے غم [4] پستی کند [5] بستی کند [6] [7] براں [8] باقبال پاے

بر کفِ پا بوسه همی زد زمین | رشک همی کرد سپهرِ برین
گردِ رهِ(۱) من که صبا تحفه برد | کحل تبرک بکواکب سپرد
دیدهٔ ادریس ز فردوس پاک | خضر وشی دید بصحرای(۲) خاک
ره چو قدمگاهِ خضر سبزتر | بادِ روان بخشِ مسیحا اثر
سبزه به تسبیح زبان کرده باز | گوشِ نهانم بنهان کرده باز
خارِ قدم دوز به پیراهنم | سوزنِ عیسیٰ شده در دامنم
من شده چون رشتهٔ مریم بتاب | کرده گذر زان سرِ(۳) سوزن شتاب
هر طرف از سایهٔ من تا بدور | دیو گریزنده چو سایه ز نور
روح ز مستی(۴) بر کوع و سجود | وجدِ مصور شده نقشِ وجود
زین نمط آلودهٔ(۵) شوق و نیاز | در نظرِ خواجه رسیدم فراز
کالبدِ سوخته بر جان رسید | مرده بسرچشمهٔ حیوان رسید
کار شناس از نظرِ دوربین | شد ز دلِ تیرهٔ من نوربین
دید ز رم را بستهٔ کوره در | علتِ بیمار بقاروره در
گفت ز سیمای تو شد روشنم | کت نفسی میرسد از گلشنم
سکهٔ خاموشی تو در دهن(۶) | میکند از عالمِ دیگر سخن
دولت ازان خواب که مارا نمود | دولتت اینک بدارا نمود

---

(۱) گرد رهم را (۲) به خضرای (۳) از سر سوزن (۴) چو مستی (۵) آلوده بشوق و نیاز (۶) سخن

تا به نمی تر[1] نکنی پای خویش پیشترک رو که چه دریاست پیش
خواجه که این واقعه بر من گشاد فکر مرا پرده ز روزن[2] گشاد
بوسه زدم از سر جرات بخاک ق گفتمش ای قدوهٔ مردان پاک
خواب تو دانم که نباشد خیال حال برون ده که در آیم بحال
ذره که زان صبح صفا[3] جست تاب خنده گشاد از لب آن آفتاب
پرده بر انداخت ز راز نهفت وانچه نهان داشت دران پرده گفت
کای شده از دولت ما بهره مند گشته سرت زین در دولت بلند
بینش ما از نظر بی ریا کرده مس قلب ترا کیمیا
چون تو نمودی خط خود را رقم ما رقم خویش بخوانیم هم
نیم شبی کاختر پر نور ما کرد طلوع از دل معمور ما
کلبهٔ گل رفعت درگاه داشت سکهٔ دل نقش مع الله داشت
جان بهمین[4] مرتبه پیوسته بود کز خودی خویش برون جسته بود
آن نه شبی بود تظلم نمای بل شب[5] معراج رسول خدای
نور همی ریخت زمان تا زمان نجم به نجم از تتق آسمان
از شرف[6] و عزت باری چنین کافسر ما داشت نثاری چنین
دیدم از آن سان که نمودند باز پهلوی خویشت به بساط نیاز

---

[1] گم [2] زر روشن [3] مهر صفا [4] جان به همین مرتبه [5] یک شب [6] در شرف

من شده از نورِ مقدس بتاب — مقتبس از من تو چو مه زآفتاب
گرچه نه این پایه بمقدارِ تست — لیک از آینده[۱] نمودارِ تست
کاتشِ این مشعله تابدار — برتو شعاع افگند انجام کار
می نگرم زان اثرِ دلفروز — در شبِ تاریکِ تو آغازِ[۲] روز
مطلعِ این صبح که درخنده باد — برتو و بر روزِ تو فرخنده باد
من که بدین مژده قوی دل شدم — پیشتر از خویش بمنزل شدم
منزلِ اول خبرم شد ز راه — رخت رها کردم بر جایگاه
غارتِ دزدان ست بره بیشمار — زنده بمقصد بردم کردگار
لیک چو شد بدرقه کارِ[۳] من — پیرِ من و قافله سالارِ من
گرچه بود رهزنِ کالا بسے — در پیِ این خواجه چه باک از کسے
قیمتیِ من که مبادش کساد — بخششِ آن منعمِ بخشنده باد
او ندهد بهرهٔ خواهش عجیب — تا نرسد اذنِ خدائیش زغیب
وانچه بدستوریِ رحمان دهند — کے زپیِ غارتِ شیطان دهند
یارب اگر حفظِ تو نبود براه — مایهٔ درویش که دارد نگاه
خسرو ازان بهره که دارد[۴] ز پیر[۵] — مهرِ نگهبانیِ خود بر مگیر

---

[۱] آئینه [۲] زاغاز [۳] بارِ من [۴] داری [۵] زتیر

مقالهٔ اول در علو درجهٔ آدمیت و سمو درجت آدمیت و حذاقت

نظر مدققان و حذاقت بصر محققان و پایهٔ همت و بلندی

که چون فرو نگری همه عالم هیچ نماید بلکه هیچ هم ننماید و

دیدهٔ تنگ عرصه را چنان فراخ کشادن که جز بزرگی

خدای تعالی هرچه پیش چشم آید همه نقش چشم نماید

ای ز ازل گوهر پاک آمده — گوهر تو زیور خاک آمده
چنبر نه چرخ بسی بیخت خاک — تا تو برون آمدی ای دُر پاک
آن خُلفی تو که ز روز نخست — کون بمهمانی شش روز تست
خود ز پدر گرچه کنون آمدی — با پدر از حجله برون آمدی
دفتر معنی تو ز بر خوانده — تختهٔ اسما ز پدر خوانده
عرصهٔ عالم بمسافت تراست — دولت آدم بخلافت تراست

---

۱ آن خلف ۲ بر زدن از ۳ از حجله ۴ معنی نه ز بر ۵ معنی بزیر ۶ عالم

نعل دگرگون زده اسپت[ل] بطعن | بر رخِ ابلیس شده داغِ لعن
چرخ و زمین امرِ قضایت بنشت | لوح و قلم سترِ هدایت بنشت
حبلِ وریدِ تو فگنده[ن۲] بلند | در شرفِ کنگرِ الله کمند[ن۳]
نورِ تو هنگامهٔ انجم شکست | دستِ تو تسبیحِ ملائک گسست
جانِ جهانِ همه عالم توئی | وانچه[ن۵] نگنجد بجهاں هم توئی
هفت در از گوهرِ تیغِ تو زنگ | نه کمر از دورِ میانِ تو تنگ
تو شهی اقلیمِ تو هر دو سرای | تو ملکی تختِ تو شد چار پای
گنجِ خدا را تو کلید آمدی | زین پیِ بازیچه پدید آمدی
چرخ که از گوهرِ احسانت ساخت | آئینهٔ صورتِ جانت ساخت
آئینه زنگی نه که داری بچنگ | آه و هزار آه که دادی[ن۶] بزنگ
سرّهٔ[ن۹] این سکّه سیمای تست | ساختهٔ مهرِ نبوت درست
در تو همان آب و گلی در سرشت | پخته شو از مایهٔ گلخن چو خشت
خشتِ تو آنگه[ن۱۰] نه دبالا خوراست[ن۱۱] | بر سرِ محراب و تهِ منبر است
آنچه که در پیشهٔ نازل[ن۱۲] برند | بر هم ازاں[ن۱۳] گو نه بمنزل برند
موش که غربیل کند خاک[ن۱۴] را | پاک نه بیزد علفِ پاک[ن۱۵] را

ل نعل کو اگر اُلٹیں تو نعن ہوگا اور رخ کے اولٹنے سے خر کیونکہ گھوڑے کی لات سے رخ ابلیس وندھا ہوگیا تو نتیجہ خر ہوا ۱۲
ن۲ سپهر بلند ن۳ الله فگند ن وادی جاں همه ن۵ وانکه نگنجد ن۶ داری بزنگ
ن۹ سکه سیمای ن۱۰ توانکه ن۱۱ خراست ن۱۲ بازل ن۱۳ ازاں آنکه ن۱۴ خانه را ن۱۵ دانه را

آنکه بملکِ ملکی قابل ست — گر مگس جیفه شود باطل ست

مشربهٔ نوش کز آشامِ او — پرِ ملک روید از اندامِ تو

مرتبهٔ جو که برانی بماه — کس نخورد شربتِ باران ز چاه

بس که مهٔ نورهٔ بالا گزید — اول ذوالنون شد و پس بایزید

هیچکسی ره سوی بالا نیافت — تا قدم از همتِ والا نیافت

برتروی یکقدم از جای خویش — تا نه نهی بر دو جهان پای خویش

دیدهٔ اندیشه فلک بیز دار — رخنه بینِ پیکِ نظر تیز دار

چشم چو بر چشمهٔ سوزن بری — هر چه بدان سوست همه بنگری

سهل بود تا چه نماید بما — دیدهٔ بادامِ صنوبر نما

از نظرِ دل بجهان کن نظر — زانکه غلط کار بود چشمِ سر

دور ز چشمی که ز نزدیک و دور — مور ملخ دید و ملخ دید مور

بینشِ عکس ست که بینی روان — کشتی بر جا و کناره دوان

چون نظرِ راست دگرگون بود — آنکه همه کژ نگرد چون بود

دیدهٔ کژ را از مژه دام کن — دیده ز صاحب نظران وام کن

آنکه به بینش نظرش روشن ست — خانه بچشمش ده اگر دشمن ست

ن ۱ تو ن ۲ بر سرِ خود ن ۳ بین ن ۴ نیک نظر ن ۵ تنگ نظر ن ۶ هر چه ازان ن ۷ هر چه بران

ن ۸ دیده بادام ن ۹ روان ن ۱۰ کژ نگری ن ۱۱ به نظر روشن

گل نبود گرچه که زیبا بچشم | باک نباشد گلِ بینا بچشم
از نظرِ بی نظراں دور باش | زانکه سها نیست چو مه نورپاش
کور که او رهبرِ کوراں شود | صف زده در چاه چو موراں شود
هست زیک سکه چو بینی بهوش | کوتهیِ[۵۲] چشم و درازیِ گوش
نیست مگس را چو نگاهی[ن۳] بلند | فرق نجاست نشناسد ز قند
تشنگی آب رود ز آب جوی | تشنگی چشم برد آبِ روی
ای دلِ تو تنگ تر از چشمِ مور | حرص در و گشته چو دریای شور
بهرِ جوی تا کیست این کارگاه[ن۴] | عذرِ ربا خواری کمتر[ن۵] مخواه
قطرهٔ آبی که تنِ مردم ست | در دلِ آں قطره جهانی گم ست
قطره که صاف ست زلال اندرو | چرخ نگنجد بخیال اندرو
چوں که تو در قطرهٔ آبی گمی | نیست ترا قطرهٔ از مردمی
پری دل سوی بلندی کشد | پستیِ همت به نژندی کشد
آب که میلش همه در پستی ست | در[ن۶] پیِ ریش لافِ زبردستی ست
موج زند بحر که تا لب بود | کوزه بریزد چو لبالب بود
چند چو طاؤس پر آراستن | وز جلِ زربفت خر آراستن

---

۵۲ بروے فن قیافہ چھوٹی آنکھیں شرارت کی اور لمبے کان حمق کی دلیل ہے ۱۲

ن۳ نبیت   ن۴ کاه کاه   ن۵ کمتر بخواه   ن۶ از پی ریش

کرده لباس تنک تر پدید — قطرهٔ آبی که بخواهد چکید
شانه زبهر دل شکر لبان — جعد تو لیسیده بچندین زبان
گوشهٔ دامانت چو روزن شود — موی برانداهم چو سوزن شود
کار نه پوشیدن حالِ خودست — پوششِ بیگانه جمالِ خودست
آنکه دلش راست زهمت لباس — حلّه دهد گرچه بپوشد پلاس
بحر که درداد گهر جوشش او — جامهٔ غوکیست زبر پوشش او
سفله که زیور همه بر خویش بست — شد سرش از سرزنشِ خلق پست
گرچه بساط از خز و اطلس بود — نیز لگدخوارهٔ هر خس بود
پیله که از برگ گیا کرد نوش — برهنه بینی خود و آفاق پوش
نیست مگس را چو زهمت سخن — باد حریر ست برهنه بدن
آنکه بکاوش کنی از وی خوری — تا نمردی برنی از وی بری
زاغ که خرطمه زریشش دهد — وعده بمهمانیِ پیشش دهد
چون شترِ سوخته نالان بود — پرسشِ گرمش زشغالان بود
قدرِ فرومایه نباشد عیان — سکه ندارد درمِ ماهیان
پست نگردد به تمنا بلند — گرچه بانگشت کند پا بلند
گوهرِ مردم زپیِ سروریست — مهرهٔ خر ساختنش از خریست

۱ نخواهد ۲ تو سوزن ۳ که پوشد ۴ داد است ۵ کسن ۶ خودش ۷ زتن ۸ نخارش ۹ شگالان ۱۰ نگرد

چرخ ترا بهرهٔ شرف ساخته — تو تنِ خود دیگِ علف ساخته

تیر که ترک از پیِ آماج ساخت — مطبخیش چو بہ تتماج ساخت

جامه که گازر بہزار آب شست — مشعله دارش ز پیِ شعله جست

پنبه که شد پوششِ تن را فراغ — چند فتیله کنیش در چراغ

آدمی ست از پیِ کارے بزرگ — گر نکند ایں ست حمارے بزرگ

قاعدهٔ کار چو نازک بود — دست کسے راست که چابک بود

پنجهٔ رگ زن چو بلرزد ز نیش — جاں برد از غمزهٔ خونریزِ خویش

پای رسن باز چو لرزد براه — کی برسن بر دود از روے چاه

همت اگر وهم ترا بشکند — ایں همه دشوارِ تو آساں کند

آنکه نهد پاے کرامت بر آب — کشتیِ همت بودش در نقاب

واں دگرانی که ببالا پرند — هم ز پرِ همتِ والا پرند

مرد نه محتاج بیاری رس ست — همتِ او تکیهٔ پشتش بس ست

تکیه چه آری بعصای کسے — زنده نشد کس ببقای کسے

شمع بشب گریه کناں میزید — زانکه بجانِ دگراں میزید

دال بود بر سرِ دولت بپاے — زانکه شد از معنیِ خود رهنماے

هست الفِ ابلهِ بالا دراز — زانکه کند از دگراں پا دراز

---

۱ دیگ ۲ گرنکند ۳ حمارے ۴ تاب ۵ که ۶ تیند ۷ تیند ز راه ۸ بر رود ۹ کسان ۱۰ کسان ۱۱ داد

چند ز بال[1] پدر و جد پری | باد بود هر چه نه از خود پری[2]

وانکه[3] ز بادی بپریدن فتاد | سهل بود تا چه پرد[4] خس بباد[5]

وانکه چو[6] طفلان همه در خاک زیست | همتِ مردان[7] چه شناسد که چیست

قالبِ مردم که جهان گفته اند | عرصهٔ دل دارد از آن گفته اند

ورنه چه یارا قدری خاک را | کو تهِ دامن کشد افلاک را

در سرت از چرخ چه گنجد بگوی | کیلِ[8] نگونسار چه سنجد بگوی

سهل بود باخته چه آرد برون | مایهٔ دریا بتغاری نگون[9]

لیک دلی کو[10] درِ همت کشاد | خرمنِ عالم ز جوی کم نهاد

چیست[11] جهان در دلِ والا درون | دانهٔ خشخاش بدریا درون

دل که ببالش[12] پر[13] نشود اوج گیر | گر نپرد تو بپرانش به تیر[14]

دل چه پرد تا ز فلک نگذرد | جوجه[15] که در بیضه بود چون پرد

سایهٔ دل باید از آن سان فراخ | کز تهِ آن گم شود این کهنه کاخ

آدمی آنجا نرسد از زمین | تا نه دمد زو پرِ روح الامین[16]

این پر و الات[17] نروید ز گل | تا نبود دانهٔ همت بدل

تا نه دمد[18] پر نتوانی پرید[19] | ور چه پری زان نتوانی رسید

ن ۱ زباد ن ۲ بری ن ۳ آنکه ن ۴ تاچه برد ن ۵ زباد ن ۶ آنکه چو ن ۷ همت مردم ن ۸ لیک ن ۹ درون
ن ۱۰ چون ن ۱۱ هست ن ۱۲ بدین ن ۱۳ برین ن ۱۴ زیتر ن ۱۵ چوزه ن ۱۶ تا نه دندزد دانه همت بدین.
ن ۱۷ پرالات ن ۱۸ تا نه نهد ن ۱۹ پرتوی نتوان چرید

تیر که شد عاریتش یار پر ۞ نیم پرش بینی و با چار پر

پر زدنِ آں به سمائی بود ۞ پر زدنِ مرغ ہوائی بود

دود که تشنه است پیِ چرخ کبود ۞ سر به نمِ ابر نیارد فرود

دل که ز پستی سوے بالا شتافت ۞ هر چه فرو دید همه هیچ یافت

چوں ز بلندی نگری سوے پست ۞ خُرد نماید به نظر هر چه هست

هر که دو سه نیزه بر آید بلند ۞ اسپ نماید به تهش گوسپند

در قدری برتر ازاں یافت زور ۞ پیل شود در نظرِ او چو مور

مرتبه چوں برتر ازاں گشت نیز ۞ زیرِ نظر هیچ شود جمله چیز

نسبت ازاں جاست که دید از ضمیر ۞ آنچه بلند ست جهانرا حقیر

در نظرے کش بجز الله بود ۞ هیچ بود هر چه سوے الله بود

حکایتِ موسیٰ علیه السلام که های همتِ او نخواست که جز بهاے هویتِ او چشم و چار کند

گفت بزرگی بکلیم خدای ۞ کای به بزرگی همه را رهنمای

بس نه که گوشِ سخن آنجا زدی ۞ غلغلِ رویت بچه یارا زدی

---

۱ تیر کے پر عاریت ہوتے ہیں اسلیئے باوجود چار پروں کے اُسکا اُڑان آدھا بھی نہیں ہوتا ۱۲
۲ بجر ۳ به نے ۴ نگردد ۵ ساخت ۶ از ینجاست ۷ جز الله ۸ بس که تو
۹ کیا یہ کافی نہیں کہ جناب باری میں زبانی باتیں کیں دیدار کی تمنا کس برتے پر ۱۲

این چه طلب بود درین کارگاه — وین چه ادب بود دران بارگاه

داد جوابش که چو کردم براز — ق — دیدهٔ بینش بهمه خلق باز

چون نظرِ همتم از اوج بود — هستی عالم همه هیچم نمود

ذرهٔ آن دیده که پستی نداشت — هیچ رقم صورتِ هستی نداشت

گفت دل از همتِ عالی گرای — نیست ز هستی اثرے هیچ جای

برد چو فکرت بجداییم کشاں — یافتم از هستی مطلق نشاں

خواستم از نیست کناره کنم — هستی بی نیست نظاره کنم

حیرتم از خویش چو بر بر کشید — تا درجاتِ طلبم بر کشید

همتِ گستاخ ز بر بوی گشت — هر سرِ مویم اَرِنی گوی گشت

غیرت ازانجا که کمیں کرده بود — در ادبم دست در آورده بود

تا بچناں پایه بپا ایستم — کرد بیک لطمهٔ لن نیستم

آن ادبم گرچه به پستی فگند — بود هنوزم سرِ همت بلند

در دلِ مرد آنچه که غیرِ خداست — گر نبود نیست بهمت گداست

آنکه بهمت ز برِ عالم ست — در نظرِ او همه عالم کم ست

همتِ خسرو چه بود زین نفس — کز همه عالم کم ازو نیست کس

ن۱ دراں ن۲ آں دید ن۳ بینش ن۴ نظرے

ن۶ درکشید ن۷ برآورده ن۸ چناں ن۹ هستی ن۱۰ من ن۱۱ آنچه ن۱۲ چه بود

مقالهٔ دویم در استظلال از مظلهٔ علم که مربوط است بحبل الله المتین و استبعاد از مزلّهٔ جهل که منوّط است فی ضلال مبین و افاضت علماء راست کار که از انبیاء بنی اسرائیل نمونه اند و ریاضت حرونان کمثل الحمار که مشابهتِ نعل و اثر گونه اند و فرق کردن عمامه دارانِ زیرِ کلاه که برای بطانهٔ منعم کلاه اندازند و پرده دارانِ زیرِ جبّه که دستارِ نعمان را پایتابهٔ ظالم سازند

ای زخرد خیمه فراتر زده — مُهرِ جهالت[۲] بدهان بر زده
فارغ ازان فن که رهِ مردم است — گم شده در بادیه کان گمست
از مددِ علم فراغیت نه — در شبِ تاریک چراغیت نه
راه پر از چاه و تو زان بی خبر — تا چه دود[۳] مور بغربال[۴] در
آنکه چراغیش نباشد براه — در شبِ تاریک در افتد بچاه
چون نبود مرد بدانشش عزیز — گاو بود خر مگسِ گاو نیز

ن۱ پایابهٔ   ن۲ جهالت   ن۳ تا چه زود   ن۴ بغربیل

سنگ خورد جاہلِ آلودہ سر — کو عِلِ سنگ نداند ز زر
آنکہ بزندانِ جہالت گم ست — ہست گدا اگرچہ زرش صد خم ست
مرد کہ از علم تونگر بود — کے نظرش بر زر و گوہر بود
علم و درم ہر دو نہ بر ہر کسے ست — از ہمداں راہ بدمعاں بسے ست
آنکہ بما بہرۂ روزی سپرد — دانشِ دانندہ ز روزی شمرد
خاتم و انگشتِ کہینیش بس — آنکہ بزرگ ست مہینیش بس
عالم اگر جا شت ندارد بشام — ق — جاہل اگر خسروِ روم ست و شام
گر نہ بانصاف شوی پردہ دوز — حیف بود درحقِ جاہل ہنوز
پس چو چنیں ست ز اربابِ ہوش — عیب بود بر زرِ جاہل خروش
گرچہ کشد گاو جوالِ گہر — بار زیادت شودش بے ہنر
گاوِ فلک گوہرِ پروینش بار — چوں خرکِ زہرہ بود زیر زار
اے مُصر از جہل چو در مصر خر — اہل دگر باشد و اہلی دگر
شملہ چو گاز رکدۂ آب گیر — سینہ تہی چوں سرِ ناحفص پیر

ن ۱ ندارد ن ۲ بجز ن ۳ بر گہر و زر بود ن ۴ بدمثاں ن ۵ بودش

۶ خرک جس کو اُردو میں گھُڑیچ کہتے ہیں وہ لکڑی جسپر تمام تار و نکا زور رہتا ہے زیر بم مطار کی آواز نرم و باریک یعنی زہرہ جسکو مطربہ فلک کہا جاتا ہے اسکی آواز سہانی، باوجودیکہ خرک پر تار و نکا بوجہ ہے اسکے برخلاف برج ثور کو پروین کے بوجہ سے کچھ فائدہ نہیں۔ پروین برج ثور میں ہیں ۱۲ ن ۷ زہرہ بود ن ۸ زیر زار ن ۹ سر دیا

۱۰ شملہ چھوٹی چادر۔ علاقہ دستار۔ سر کا دوپٹہ۔ سرِ نا۔ شہنا مترادف حفص ایک قاری کا نام ہے۔ لیکن ایک نسخہ میں لکھا ہے کہ ایک مطرب سرنا بجی کا نام ہے۔ معنی شعر یہ ہوئے کہ سر اور دوپٹہ تو اتنا بڑا ہے مگر سر کے اندر کچھ بھی نہیں ۱۲

اہل نگردد بعمامہ سفیہ | خر نشود از جلِ دیبا فقیہ

نیست چو دستارِ ترا مایہ ہیچ | بہ کہ بپیچی سر ازیں ہیچ پیچ

زشت بود کسوتِ جہل کیش | برہنہ با صد گزِ کرپاس بیش

جہل سرت را چو بہ پستی فگند | کے شودت از دقِ مصری بلند

چوں نہ طبیبی نہ دلت حاذق ست | مایہ مبر از پئے دق کاں دق ست

چوں کنی از صحبتِ علّت گراں | تا کیت از علتِ دق سرگراں

ور چہ کہ پوشی سلبِ ناقداں | جہلِ تو پوشیدہ نہ گردد بداں

جاہل و تلبیسِ وے از حد بروں | جبّہ سپید استرِ رنگیں دروں

جبۂ علمش منگر کش ببر | خارہ بزیرست و لطیفی زبر

ای کہ بکسوت شدہ صدر جوے | گر ز تو پرسند چہ گوئی بگوے

منصبِ بے مایہ نہ درخور بود | گر ہمہ فرزندِ پیمبر بود

بابِ تو گیرم کہ علی مرتضیٰ ست | وہ کت ازاں باب کلیدے کجاست

تکیۂ خر ہست بپالش وبال | زانکہ بود جاش بصفِ نعال

ور تو بمیراث ز آبای خویش | از ہمہ برتر طلبی جاے خویش

آنکہ بود وارثِ پیغمبراں | جاش کدام ست چہ گوئی دراں

از ہنرِ خویش کشا سینہ را | مایہ مکن نسبتِ دیرینہ را

---

۱ پیچ پیچ ۲ ایک قسم کا لباس پشمینہ ۱۲ ۳ خندہ حزن ۴ علت ۵ غمکش ۶ علمش ۷ پاے کن ۸ منصب

آبِ گهرهای کهن وامجوی — دُر چو کهن گشت بود زر دروی

زنده بمرده مشوای ناتمام — زنده تو کن مرده خود را بنام

زنده که از مرده فضولِ وی ست — مرده به از وی بقبولِ وی ست

زنده کن مرده مسیحا فرست — وآنکه دم از مرده برآرد خرست

از گهرِ دانشِ خود ساز تاج — نی زر میسی که گهر به ز عاج

از پدرِ مرده ملاف ای جوان — گر نه سگی چون خوشی از استخوان

هست ز دانش درجاتی که هست — وز پیِ جاهل درکاتی که هست

چون پیِ جاهل درکِ اسفل ست — پایهٔ اعلی طلبد اجهل ست

بی بصران راست بهر جایگاه — کاستن از ذل و فزودن ز جاه

بیش و کمی نیست به بینا کار — دیده نه فربه شود و نی نزار

فائدهٔ علم همین ست خاص — کت دهد از جاه و تکبر خلاص

سبقِ ادب کز پیِ خودبینی ست — مطلعِ دیباچهٔ بیدینی ست

علمِ تو نور ست سیاهش مکن — شمعِ سیه خانهٔ جاهش مکن

مشعلهٔ کعبه به گلخن مسوز — دلقِ خر از سوزنِ عیسی مدوز

مرد که دانش ز پیِ آب جست — دست ز دانش هم از آن آب شست

چون طلبد ز اهلِ تکلف قیام — آنکه بود مقعدِ صدقش مقام

ن ۱ راجوی ۲ سلف مرده ۱۲ ۳ سلف گمنام ۱۲ ن ۴ نه زار ن ۵ همانست ن ۶ جاه

برتر ازاں شد شرفِ ہوشمند   کش بنشانند بصدرِ بلند
مصحف اگر بر سر و یا بر کف ست   سودِ سر و سودگی مصحف ست
منبر و محراب سزاے کسے ست   کش سخن از دین و دیانت بسے ست
چوں زند از ہرزہ مذکر نفیر   بوالعجبے باشد[1] و ہنگامہ گیر
خودنگرے[2] کش دو خط از بر بود   واے کہ صد محفل از و کر بود
بہرِ نمایش بصفِ ہمسراں   نعرۂ بیہودہ زند چوں خراں
نیشکرے باش ز پُرّی خموش   چند زدن چوں نئے خالی خروش
آنکہ ندا اندر سمے بہرِ نام   بہ زفقیہے کہ بود ناتمام
حقّہ زیک مہرہ بنالد ز بُن   خالی و پر ہر دو نگوید سخن
آنکہ تہی مایہ فغاں درگرفت   وانگہ بود[3] پُر دم ازاں برگرفت
خم کہ ز بالاست تہی تا فرود   نائبِ گرمابہ بود در سرود
عالمِ غافل بسوال و جواب   ہست بیانش چو لبیدن بخواب
خفتہ کہ بیہودہ لبد بر سریر   دیو مسلط بودش سخرہ گیر
علم کہ از[5] خوابِ سگالان بود   علم نہ کافسانۂ زالاں بود
علم چناں خواں کہ کِیش[6] زندگی   خوابِ تو باشد شرفِ بندگی
چوں تو نے از شاہد و می حیلہ جوے   علم مگو خوابِ پریشانش گوے

(۱) باشد ہنگامہ گیر (۲) بکثری (۴) قول بزرگانش تہی ترگرفت (۵) او (۶) زبس

چند بود ساغرِ پنہاں زدن — پس نفس از رخصت قرآں زدن
زشت بود زہر بلوز سینہ در — بادہ و قرآں بیکے سینہ در
حافظِ قرآں کہ خورد بادہ ہے[1] — کفر بود شستنِ قرآں بے
علم کہ راہش بسلامت بود — بدرقہ راہِ قیامت بود
خود وطنِ خویش بود سوختن — بدرقہ را رہزنی آموختن
آنکہ بہ تعلیم دل افروز دست — تیز پئے دو زخ سبق آموز دست[2]
تیشہ زن اندر ہنر آموختن — تخت نسازد[3] ز پئے سوختن
شمع شب افروزی کاشانہ راست — تیز پی آتش ترنی خانہ راست
خار کشد[4] سوزنِ پا آزمائے — خار مکن سوزنِ خود را بپائے
خامہ مزن سوختنِ عامہ را — آلتِ تزویر مکن خامہ را
زرق تہ رخصتِ نعماں مدہ[5] — زیرِ ملک بیضۂ شیطاں منہ
بیضۂ کل[6] مرغ بزیر ہمائے[7] — از نسبِ خویش بود بچہ زائے
شرم نداری کہ چو فرماں دہی — تیغ نبی درکفِ شیطاں نہی
عالمِ یزداں[8] بود از حیلہ دور — ہیچکیے[9] سایہ نہ بیند ز نور
حیلۂ تزویر بجملِ صواب — بو قلمو نیست براِم الکتاب

---

[1] افسوس اور حسرت کا کلمہ ہے ۱۲ [2] زدن [3] تختہ [4] کش از سوزن
[5] منہ [6] سیمرغ [7] کل مرغ ایک قسم کا گدھ ہے جس کا سر سرخ ہوتا ہے اور اُس پر بال نہیں ہوتے ۱۲
[8] بہ داں [9] ہیچکس

این همه تشنیع بر آگه رود[ن۱] | زانکه بد اندر ره وی بیره رود[ن۲]
کس جهلا را نکند جرح کار | حک نبود بر ورقِ بی نگار
علم همان ست تحقیق و بس | کز رهِ تحقیق بر آری نفس
هر چه کنی گرچه صواب ست و پاک | هم بوی از خشمِ خدا ترسناک
چون تو نداری ز خطا نیز بیم | عِلم تو در دین خللی شد عظیم
ای ز پی[ن۳] فتنه میان[ن۴] کرده چست | وز پیِ تحقیق عمل پای[ن۵] سست
علم کز اعمال نشانیش نیست | کالبدی دارد و جانیش نیست
کالبد از بهرِ کله بیش خواه | کنده بود کالبدِ بی کلاه
آنکه سبق خواند و سینه نامه گشت | خط کشش ار خود همه علامه گشت
عالمِ بی کار نیابد بری | گرچه بصد حیله بر آرد سری
سوزنِ بی رشته ندوزد اگر | صدره سر زیر کند یا زبر
کارشناسی که رخ از کار[ن۶] تافت | داغِ جبین تحمل[ن۷] اسفار یافت
قاضی بی علم نیرزد بشیز | کو نه عمل دارد و نی علم نیز
نی عملی بهرِ خدای خودش | عاملِ شر کرده قضای[ن۸] خودش
دودِ چراغ آنکه نیارست خورد | گاهِ قضا دوزخی آشام کرد
وآنکه خورد دودِ چراغی فزون | تیرهٔ تاریک بود[ن۹] از درون

ن۱ بود ن۲ بود ن۳ پس ن۴ کمر ن۵ علمای ن۶ انکار ن۷ حامل ن۸ بدشش ن۹ ترست

از پئے یک میر ستم کیش را — محو کنند صد حقِ درویش را
حیلہ گرانے کہ مظالم کنند — شرعِ نبی سخرۂ ظالم کنند
ہر زۂ شہ را دمِ نعمان دہند — کفرِ ملک را لقب ایمان دہند
وانچہ کہ شہ کارِ پریشاں کند — آنہمہ از رخصتِ ایشاں کند
او فگند مالِ کساں در مغاک — شاں ہمہ گویند حلال ست و پاک
در فنِ بوجہل کنند اتفاق — عدلِ عمرؓ نام نہند از نفاق
ہر بزہ کو صعب و قوی تر کند — سہل نمایند کہ دیگر کند
ور دمِ تر سے ست دلش را بزیر — در نفس از حیلہ کنندش دلیر
جامہ پئے صرفہ خلق کردہ اند — از پئے پوشیدنِ حق کردہ اند
دوزخیانے ز ملوک آب جوے — روے در آتش ز پئے آبروے
علم نہ علم ست بر اربابِ جاہ — جادوے ہست از پئے تسخیرِ شاہ
خواجہ بتکرار بسے ان و دد — تا شودش خو کہ بہ سلطاں دد
بہرۂ علم از درِ سلطانی ست — جادوشِ شہ عالمِ ربانی ست
ای سخن از کوفی و شیبانیست — چند ور خسرو و خاقانیست
میل تقبینقر و بغرا مکن — شلہ تتماجیت اغرا مکن

۱۔ نعمان بہند ۲۔ کنند ۳۔ بزہ بفتحتین یعنے گناہ و خطا ۱۲ ۴۔ آں
۵۔ حق ۶۔ جادویست ۷۔ دو ۸۔ ہیں ۹۔ شیبانی ست ۱۰۔ چن تیں خسروی خاقانی ست ۱۳۔ تیبنقر ترکی میں پرندوں کے گوشت کا شوربا۔ بغرا بغران خاں بادشاہ کا ایجاد کردہ ایک قسم کا پلاؤ۔ شلہ نرم پلاؤ یا چانول تتماج ایک قسم کا آش ہے ۱۲
۱۴۔ شلہ

دور ز میری که بود خیره خیر | او ز تو آزاد تو از وے اسیر

حکایتِ مشعلهٔ بادشاه که مشکلاتِ عالم بزبان روشن کرد در رقمِ جائزهٔ احسابِ او گشت

نیم شبان نکته شناسے شگرف | پیشِ چراغ ملکے خواند حرف
هر دو چو گشتند نهان در نقاب | دید یکے شان ز بزرگان بخواب
گفت بدانا که چگونه است حال | گفت چه پرسی ز عذاب و وبال
گفت کز انسان که ترا بود زیست | با شرفِ علم و بالِ تو چیست
روز شب و مشعله[1] حالے که بود | قصه برون[2] زد ز وبالے که بود
چون ز ملک جست حدیثِ چراغ | گفت که شد بر تنم آن شعله باغ
سبقِ معلّم ز پئے شادیم | گشت ز آتش خطِ آزادیم
او شده از مشعلِ[3] من تافته | من ز خطش حرزِ اماں یافته
جاهِ فقیه از امراے سفیه | سودِ امیر ست و زیانِ فقیه
خسرو اماں در اُمرا نیست خیز | سوے فقیهانِ خدائی گریز
از پے کفّارتِ تعظیمِ منسر | دیده ز پاے علماء بر مگیر

مقاله سیوم در کمالِ کلام که مالکِ قلب ست و ممالکِ زبان

---

(۱) شب مشعله (۲) شعله (۳) شعلهٔ

ملکتِ تکلم کہ فضلۂ جان ست و فضل انسان و زبانہ زبان رابدو و احتراق نیند و دن و اگر بقدرے اشتعال یابد آبِ دہاں را کار فرمودن

ہر چہ دریں چرخِ کہن ساختند
قالبی از بہرِ سخن ساختند

لیک نیفتاد برے زمی[1]
قالبِ ایں سکّہ بہ از آدمی[2]

ہر کہ نہ زیں سکّہ لبالب بود
جاں نتواں گفت کہ قالب بود[3]

زندہ بجز آدمیاں نیست کس
کآدمی از ناطقہ زندہ است و بس

واں دگراں جملہ کہ تا زندہ اند
از طرفِ ناطقہ نازندہ اند

پس چو چنیں ست سخن جانِ ماست
وانکہ بدو زندہ بود زانِ ماست

ای ز تو دیباچۂ عقل و سخن
حرف نخستیں شدہ در خطِ کن[4]

ایں خرد و نطق کہ زانِ تو اند
ہر دو بہم شیرۂ[5] جان تو اند

گر بخرد گنج نہاں دادہ اند
لیک کلیدش بزباں دادہ اند

کس چہ شناسد کہ گفتار چیست
ویں دمِ جاں را بنہاں کار چیست

کے سخن از غلغلِ آب و گیاست
بلکہ یکے از صفتِ کبریاست

---

(۱) زمیں (۲) آدمیں (۳) بدو (۴) خطادکن (۵) چو ہمشیرہ

دانهٔ حق در دلِ گردون پران　　وحی خدا دولت پیغمبران

درّے از اندازهٔ سفتن بروں　　گفتنے از حدِ گفتن بروں

جنبشِ هفت اختر ازیں یک هواست　　غلغلِ نه گنبد ازیں یک نواست

نکتهٔ باریک چو مو در دهاں　　لیک نگنجیده بهر دو جهاں

آدمی اندر ورع و زرق ازو　　آدمیاں را ز خراں فرق ازو

گوهر شمشیر زبان همه　　وز گهرش آبِ دهانِ همه

ای که کنی تیره زلالِ چنیں　　شرم نداری ز وبالِ چنیں

نغمه کزو سازِ بشر شد تمام　　بانگِ سگانش کنی از خوی خام

چند ز پاس درم افتی به رنج　　پاسِ سخن دار که این است گنج

ابلهی از صرفهٔ زر میکنی　　صرفهٔ گفتار کن ار میکنی

گرچه ترا رشتهٔ گوهر بسے ست　　گر بمحل صرف نگردد خسے ست

مرد که او تجربه کار کرد　　خرج همه چیز بهنجار کرد

آنکه سفر کرد بدریا فزوں　　صرفه کند آب بدریا بروں

نرخِ سخن کرد نشاید بمال　　زانکه سخن جاں بود و زر سفال

حدِ سخن گفت که چون ست چند　　خاموشی گنگ به بانگِ بلند

گفتِ نکو خالصِ نقدِ کل ست　　اولِ اخلاص نگه کن قل ست

ن۱ دردل ن۲ نواست ن۳ کمی تیره ن۴ زلالی ن۵ دبالی ن۶ آنست ن۷ بمقدار ن۸ وآنکه ن۹ درون ن۱۰ کرده ن۱۱ گنگ ن۱۲ دست

لیک بباید دل باریک جوے کو بسخن[1] فرق کند مو بموے
شانۂ مشاطہ بود فرق کوش مقنعہ بر فرق زنان[2] فرق پوش
فاختہ چوں نغمۂ کجو کند بوم چرا بیہدہ کو کو کند
ہر چہ بہنگام نگوید کسے خاموشی از گفت نکوتر بسے
گاہِ نوائے رفۂ قوالِ پیر بہر خموشی شود ش حلق گیر
صوت کہ دندانہ کشد در فغاں ارّہ دل باشد و سوہان جاں
گر شغب غوک بدے دلپذیر چاہ نکردے ز نفیرش نفیر
آنکہ حدیثش بہ تمیز نیست مُردۂ[3] دل در تنِ او نیز نیست
خوابِ مجاور کہ بتنزویرِ اوست گورِ تہی بہرۂ تعبیر اوست
لفظ مزوّر کہ عبارت نمود بر و رمِ قلب خطِ خوش چہ سود
لعل کہ آں راست کنند از دروغ قدر ندارد کہ ندارد فروغ
نرخ ندارد برِ قالین[4] شناس قالیِ ابریشم[5] و تارش پلاس
قول سہ کس نیست بدہر استوار شاعر و قرعہ زن و اختر شمار
لاجرم آں کز سہ[6] مکرم ترست ہر چہ در آرد برکت کمترست
نیست ز شاعر دم سیری درست کز الفِ گرسنہ اشباع جُست
زاں ہمہ بجز تش کہ در معنوی ست بر گذرد قافیہ حرفِ روی ست

بجسن ن۲ زبان ن۳ مردہ ن۴ قالی ن۵ ابریشم ن۶ کس

وآنکه فلک بیزد و هم نانش نیست — قرصِ خور اندر خورِ دندانش نیست

ماهی نه بحر بشستنش کم ست — ماهی و شستنش بحل باهم ست

کی کشد او سفره که صفر آنِ اوست — تختهٔ خاکی طبقِ خوانِ اوست

قرعه زناں نیز کم اندر معاش — تا چه دهد پهلوی چوبی تراش

قرعه که گردند بفرمانِ اوست — کی دهد آنچه آرزوی جانِ اوست

اینهمه ناراستی کارِ شاں — مزد دروغ ست بگفتارِ شاں

پس درِ فتح ست کسی را پدید — کش بود از راستی خود کلید

راستے واں راست حدِ کاف و نون — حرف نرفت از حدِ جدول برون

آنکه شد از سخت سری داستان — سر بنهد اندر قدمِ راستان

گرچه کماں سخت حرونی کند — پیشِ زهِ راست نگونی کند

سر چو سوی راستی آورد مرد — بادِ حوادث کلهش کژ نکرد

هر که به تن راست علامت بود — قالبِ توقیع سلامت بود

صدق جز از راستیِ دل نخاست — تیر شد از کالبدِ راست راست

آنکه رگِ راست در اندامِ اوست — مسطر حرفِ دگراں شد بپوست

مسطر کژ چوں تهِ کاغذ بود — هر خطِ او بر کژی خود بود

بس که نه گفتِ همه بر قالب ست — آدمی از جوششِ سخن غالب ست

مرد که پوشید زبانش بکام — برهنه هم کرد زبانش تمام

پرده درِ اهلِ درم[۱] گشت مال[۲] | پرده درِ اهلِ مقالت مقال

دیدهٔ اختر که بشکل و نهاد | پای ز گل پاره شود لب ز باد

دردِ زبانی ست صواب و گزاف | خط نه نویسد قلمِ بی شگاف

میل بود با دو زبانان دریغ | گر دو سرت نیست مزن[۳] گرد تیغ

کارد که قصاب دو بر هم زند | پشت بصد ریزشِ خون خم زند

مار که چون پیسه[۴] رسن[۵] لیس ماند | از دو زبانی ست که لب لیس ماند

طرهٔ گفتار مکن خم بخم | گرچه دل آویز جهانی ست هم

نکته[۶] که افزون نهیش دست و پای | گوشِ خر[۷] گردد آن که بسر کرد جای

قفل مکن[۸] درج دهان را برون | تخم مکن اگر ماند کلیدش[۹] درون

گفت شنو لب ز سخن در دهان | پنبه کش از گوش و نه اندر دهان

پستهٔ پر مغز نگوید سخن | گرچه دهان ست ز سر تا به بن

هست جلاجل بنظر پسته وش | کز دو سه سنگی بفغان ست خوش[۱۰]

باز چو گنجشک دهان[۱۱] باز نیست | جای سخن در دهنِ باز نیست

بلبل از آشفتگیِ خود نگر | خُرد زبانی و بسی شور و شر

ن ۱ - قدم ن ۲ حال ن ۳ با ۴ پیسه - سیاه و سفید - ابلق ۱۲

ن ۵ بیس ن ۶ تکیه ن ۷ خرسے ن ۸ بکن ن ۹ کلیدے

ن ۱۰ فغان ست و خوش ن ۱۱ دهن

هر که دهن باز بود غافل ست — فاژه ز خواب ست و ملالِ دل ست

وانکه دلِ اوست خموشی پسند — خواه دهن واکن و خواهی به بند

حلقه که در گوشِ کساں گشت جفت — با دهنے باز حدیثے نه گفت

مرد بود کم سخن و تازه روے — قهقهه در خندهٔ گلها مجوے

در لبِ آزاده تبسمے بود — پاسخِ سوسن به نسیمے بود

آدمی از غرّه بیچاره گشت — گر شغبِ رعد زمیں پاره گشت

آں که کند گوش کر آوای او — نائب کرنائے بود نائے او

حرف چو کند بانگ بهمسائگی — مغزِ خر افتد تهی مائگی

کس نه کند از سخنِ نرم بیم — در سخنِ سخت ترسد سلیم

بانگ زند سختیِ تشدید اگر — حرف خزد در دلِ حرفِ دگر

تیز مکن تیغِ زباں در دهاں — تا نبرد حلقِ ترا ناگهاں

تیغ که او گوشت برید ست — تیغ که از گوشت بود آں بد ست

هیچ کسے زخمِ زبانے نه کرد — کآخرِ آں کار زیانے نه کرد

خار که دارد بزباں نیشتر — هم بخلیدن شکند بیشتر

لیک نترسند زباں آوراں — گاهِ جراحت ز دلِ یاوراں

ن: خواهی ن: زناں ن: شنعت ک شغب بمعنی شور و خروش ۱۲
ن: که کند ن: درزماں ن: بروشت ن: ازاں ن: یاوراں

خیره[ل۱] زبان زخم بجان در زند — خون جهد از بوسه که نشتر زند
از دل سخت ست زبانها بجنگ — تیزی خنجر بود از خاره سنگ
ره نبرد سوی خموشان کسی — زخمه[ل۲] خورد مرد سخن گو بسی
در دل شب هندوی دزد از کمی[ل۳] — تیر زند بر سخن آدمی[ل۴]
هرچه لبت را بسخن ره درست — جائزهٔ قل سمع الله درست
چون شنونده[ل۵] است خدا مو بموی — هرچه نیرزد شنود[ل۶] آن مگوی
نی همه لب را تو در اندوز باش — سامعه را[ل۸] هم ادب آموز باش
گوش منه بر لب غیبت گران — تا تو هم انباز نباشی دران
راه مده هیچ خسک[ل۹] را بگوش — ور دهی از پنبه دهانت[ل۱۰] بپوش
خاصه[ل۱۱] هندو که بلا گوش اوست — فتنهٔ پنهان به بنا گوش اوست
نیک شنو باش ز گوش سری — بد شنو آن گوش که شد سرسری
قطرهٔ نم در صدف پاک جرم — در شد[ل۱۲] اندر صدف زشت کرم
هرچه رسد پر خردان را بگوش — زود گمارند بدو چشم هوش
سمع بزرگان به بصر شد دلیل — مروحهٔ چشم بود گوش پیل
ناشنوائی ست دلیل کری — گوش گران ست نشان خری

ل۱ چیره — ل۲ زخم — ل۳ کمیں — ل۴ آدمیں — ل۵ شنوند
ل۶ بشنود در مگو — ل۸ سامع را نیز ادب — ل۹ خسی — ل۱۰ دهانش
ل۱۱ خامه — ل۱۲ شنود

هر که سخن نشنود از عیب‌پوش　　خود شود اندر حق خود عیب‌کوش
گرچه برو خنده زند مرد و زن　　او هم از آن خنده شود خنده‌زن
یابهٔ به گوی شود به شنو　　یاره گرگان و کران گیرد
آن که ندارد به دهان انگبین　　گرده از دست شرابت مبین
گشت زبانت چو ز رفتی درشت　　شربت جلاب چه سودت بمشت
کام و زبان آرید خاص ست و عام　　به که زبان را نرسانی بکام
لوث که در گرد زبانت بود　　شوی اگر آب دهانت بود
لیک هر آن مزبله کا گنده‌تر　　هرچه بشوئید شود گنده‌تر
نیست چو هیچ آب دهانت پدید　　ماند بناچار زبانت پلید
نی همه گفتار ازا آنسان خوش ست　　هرچه پسندیده بود آن خوش ست
گفته که نغزیش نباشد به بن　　لحن بود زمزمهٔ بی سخن
نیست چو از زبدهٔ معنی فروغ　　چند توان زد کله چون مشک دوغ

حکایت عنان داری ابراهیم ادهم از جولان بیهوده

راه روی کرد ز ادهم سوال　　ق　　کای کرهٔ تند بمیدان جال

ل۱. ارچه رود　ل۲. گیرد و رد　ل۳. درست　ل۴. زبانت　ل۵. مانده
ل۶. ز　ل۷. رمزیش　ل۸. کله

صحنِ فلک در تهِ پا یافتی — این قدم آخر ز کجا یافتی
خازنِ گنجینه گره کرد باز — راز برون داد ز صندوقِ راز
گفت از آن رو که زبان لال و ناه — داشتم از بیهده گوئی نگاه
درجِ دهان را نگشادم ز بند — جز بحدیثی که بود سودمند
زین همه راهی که سپردم بپای — این عملم[1] شد بخدا رهنمای
گفتنِ بی فایده ترکِ حیاست — قولِ موجه صفتِ انبیاست
خسرو از ایوانِ تو برگشت روز — تا کیت این هرزه درائی هنوز
زین دهنِ باز نهٔ شرمسار — گر ز خدا نیست ز خود شرم دار

مقالهٔ چهارم در تمهیدِ اثنیهٔ وحدتِ ربانی و تشئیدِ ابنیهٔ خمسهٔ مسلمانی اول شجرهٔ طیبهٔ شهادت که فروغِ آسمانِ اخضر ثمرهٔ جانی برداشتن و دوم اقامتِ ستونِ نماز که قاعدهٔ دینِ پیغمبریست در ارکانِ او افراشتن و سوم از زر و سیمِ فرکاری زکوٰة کلیدِ نجات ساختن و درِ بهشت کشادن و چهارم از روزهٔ ماهِ رمضان مهر بر درِ دوزخ نهادن و پنجم بسوی امانِ کعبه

(۱) علم

که مَنْ دَخَلَهٗ کَانَ اٰمِنًا راه برداشتن فی امان الله وعونه وتوفیقه

پنج اساس ست که ایمانی ست — هر یک ازاں حصنِ مسلمانی ست

هر که در آنهانه عمارت نهاد — مایهٔ خود جمله بغارت نهاد

اوّل[۱] ازاں جمله شهادت شناس — هر الفش سهمِ سعادت شناس

لائے شهادت که توحید خاست — دو کششِ او دو گواهند راست

لا چو به وحدت درِ الّا زده — هر چه جز الّا همه را لا زده

این دو کتابت که دو عالم درو ست — سهل مبین کانچه جز[۲] این هم درو ست

بانگِ نماز ارچه دو تا می رود — قامتِ او هم به سما می رود

پاک درختے ز سما تا[۴] زمیں — رسته ز سرچشمهٔ عین الیقیں

هر ورقش خلدِ مخلد شده — نامے از[۳] الله و محمد شده

دنیا و عقبیٰ ز برش سایه — سدره و طوبیٰ ز سرش سایه

شعبهٔ او[۳] بر فلکِ برتری — میوهٔ او ز آبی[۵] و باغی بری

رخت چو در سایهٔ شاخش نهی — میوه نیابی ز وے الّا بهی

کِه شهادت کنی از حق پدید — کو ست گواه[۶] ہے و کفیٰ بی شهید

ن۱ آں ن۲ او ن۳ ز ن۴ تا ز — ع۵ آبی - باغی و سرکش ۱۲

ن۶ کو تو گواهست کفیٰ الا شهید

بیں کہ گواہی چہ موجہ نبشت | آں کہ بقبلہ شہد اللہ نبشت
امر دوم در ہمہ ایامِ خویش | پنج فریضہ ست بہنگامِ خویش
ہر کہ قوی بازو ازاں پنجہ گشت | گردنِ شیطان ز کفش رنجہ گشت
حبلِ متیں کامتِ محتاج یافت | از پئے ایں کنگرہ معراج یافت
پشتِ کمانش دو ازاں کن درست | کیں حدِ قوسین بمعراجِ تست
شرم نداری کہ ترا حیِّ پاک | خواندہ بمعراج و تو خفتہ بخاک
ہر چہ بدہر آدمی ست و پری | نیست مگر بہرِ پرستش گری
اے ببطالت چو فرومایگاں | چند خوری نعمتِ حق رایگاں
وحش و طیورے کہ چرا خوار کرد | سر نگہ خورد نگونسار کرد
قطرۂ آبے نخورد ماکیاں | تا نکند رو بسوے آسماں
جسم و جمادے کہ بکوہ و دہ اند | ہم بزبانی بتعالی اللہ اند
سنگ و گیاہے کہ تو بینی خموش | غلغلِ شانست فلک را بگوش
واں کہ پری خارجِ حیواں شدہ است | ہم بپرستش ہمہ تن جاں شدہ است
واں کہ ملک پایۂ ترتیب یافت | بر شدن از رشتۂ تسبیح یافت
چرخ ہم اینک بشکستِ وجود | ہست ہمیشہ بر کوع و سجود

---

۱. چہ ۲. نشست ۳. نوشت ۴. کنگرِ ۵. کماں دار
۶. بمعراج تو ۷. درانند ۸. شاں ہست ۹. فلک ۱۰. ہم آنگہ

جمعِ کواکب که چناں می روند　　　هم بدرش سجده کناں می روند

آتش و بادے که دریں پرده اند　　　هم رخِ خواهش بسما کرده اند

وآب[1] و گلے کاں بتهٔ آسوده اند　　　هم سرِ طاعت بزمیں سوده اند

خلق همه بر درِ دادارِ[2] خویش　　　هست پرستنده بمقدارِ خویش

آدمی ست آں که بغفلت[3] گم ست　　　دیو دل ست ارچه تنِ مردم ست

آں که سجودے بسرش کم بود　　　باشد از ابلیس نه ز آدم بود

کسوتِ اسلام در اندام چیست　　　قوتِ اسلام[4] در اندیشه سست

حیلت[5] و کسوت روشِ دین[6] کیست　　　سایهٔ طاؤسِ نگارین کیست

کهنه گلیمے که نمازی بود　　　ز اطلسِ نو به که بیازی بود

جامهٔ اسلام برِ اصحابِ ریو　　　پرِ فرشته ست مگس رانِ دیو

این نه لباس ست که تلبیسِ ماست　　　وآں[7] نه خیال ست که ابلیسِ ماست

راکع و ساجد شده تن چوں هلال　　　پویه زناں مشرق و مغرب خیال

هوشِ میخانه[8] و تن با خدائے　　　وائے ازیں[9] طاعتِ آلوده وائے!!

بیضهٔ دل خوانده تو دل را بنام　　　وز منی آلوده درونش تمام

چوں بود آں[10] بیضهٔ اسلام چوں　　　کاید از و بچهٔ شیطاں بروں

---

۱ ازاب　۲ دلدار　۳ بعطلت　۴ ایمان　۵ حلیه　۶ دیں　۷ ازاں
۸ بمیخانه درو　۹ وزیں - بدیں　۱۰ ایں

سنگِ تو در دین بود ار استوار — بیضهٔ شیطان شکنی صد هزار
نفس که روشش نه مسلمانی ست[1] — خطبهٔ او سلمِ شیطانی ست
دور ز نفسے که چو آهرمنان — دم زند از نفس[2] مطلق عنان
چند توان داشت درین پولاخ — زائچه مجلسِ دیوان فراخ
یک دمت ار باد بفرمان بود — مرتبهٔ ملکِ سلیمان بود
پاکیِ آن مومنِ پاکیزه خوے — کآبِ نمازی دهدش آبِ روے
قطرهٔ آبے که چکد ز آبِ دست — دشنه بود بر جگرِ دیوِ مست
گاهِ وضو شستنِ دست از نخست — موعظتے می کند از پرده بجست
کآوری آن دم که بدرگاه روے — دست ز آلایشِ باطن بشوے
مسحِ سر[3] آن گونه مکن سرسری — کآب ز سر بگذردت از تری
پاک چنان شو قدمِ روشنت — کز تری آزاد بود دامنت
شد گُلِ سر شوے چو پاکی[4] فزاے — گرچه که خاک ست بسیر یافت جاے
سهل بود ز آتش[5] که شوئی برون — آب چنان جو که بشوید درون
پاک شو و راهِ خداوند گیر — گرچه پلیدم - ز من این پند گیر
تختهٔ پیشانیِ خود کن بکار[6] — تختهٔ خاک از پئے رد زِ شمار

ز۱. روشش به مسلمانی   ز۲. تعبیه   ز۳. بر   ز۴. چو بپاکی   ز۵. سهل بو
ز۶. نگار

تا نشود ناصیه در سجده خاص — کے شود از ناصیه گیراں خلاص

نقشِ الٰهی ست بلوحِ جبیں — بر درِ مخلوق منه بر زمیں

وائے که تا چند چو افسردگاں — سجده کنی بر درِ ایں مردگاں

اے که گزاری بجنازه نماز — سجده نیاری که ندارد جواز

زشت نمازے که ریا شانِ اوست — مزبلهٔ دیو در ارکانِ اوست

گشت ستونت چو زدِ یوک تهی — سستیِ آں سقف که بروی نهی

ایں همه جاے ست که فرصت بجاست — هر چه بجز این ست چه جاے رجاست

اے همه در جمعه و عیدت نماز — کے بود آبت ز درِ بے نیاز

تیغِ خطیب ار چه که محرابی ست — کند و سر افگنده ز بے آبی ست

آں که ندارد دلِ اسلام جوے — هست بهر جا که رود زرد روے

هست چو زرد آئینهٔ هندواں — سرخ درو دیدنِ رو چوں تواں

پیشهٔ مرد ست نماز و نیاز — زن بود از عذرِ زنی بے نماز

تن که بطاعت نه بود نور دار — عذر ز زن بشنو و معذور دار

نیست نماز آں که کنی بے خشوع — دزدیِ ارکانِ سجود و رکوع

سجده نه باشد که بروے زمیں — بر صفتِ مرغ شوی دانه چیں

ن۱ ناصیهٔ سجده۔ ن۲ بود ع۵ مراد از فرشتگانِ عذاب ۱۲ ن۳ نداری ن۴ برخود ن۵ فرضی
ن۶ آیت بدیہ ن۷ که بود ن۸ مردانست ن۹ دور ن۱۰ شو

تو بچنیں چیدنِ دانه زخاک / کے پری اندر صفِ مرغانِ پاک
کن به نمازت همه ارکاں درست / تات شود خانهٔ ایماں درست
ساخته کن بارے از ارکان سرائے / بو که دهد شمعِ حضورت خدائے
یافت اساسِ دیں چوں به راز / محکمی از پنج ستونِ نماز
سوے عمارتگهِ ثالث خرام / واں همه بنیاد ز زر کن تمام
سدِّ اماں بند ز سیمِ زکوٰة / دور بِ درم کن سپرِ مهلکات
مال کز احسان برکاتِ وی است / پنج ز ده بیست زکوٰةِ وی است
آں که زیکصد دهدت بی شکے / کمتر ازاں کش دهی از چل یکے
خواسته ناخواسته دادت خدائے / وائے اگه تو خواسته ندهی وائے!!
زانچه نصاب ست نصیبے بده / مزدِ دو وائے بطبیبے بده
سوخته را درمِ خوش فرست / مهر بدروازهٔ آتش فرست
چوں سه بنا یافت بطاعت قیام / قاعدهٔ چار می آمد صیام
روزه کرم نامهٔ روزی ده است / نامه که حرفش انا اجزی به است
ماهِ نو روزه که گردد پدید ق گه چو سرِ غرّه گهِ عینِ عید
کرده اشارت زیک ابرو که صُم / وز دگر ابروے اشارت که قُم

ن۱ بزمیں ن۲ نجاک ن۳ ستونے ن۴ بسیم ن۵ زر کنِ
ن۶ تات بود روزِ قیامت نجات ن۷ احسانِ زکوت ن۸ وانچه ن۹ روز ن۱۰ همه ن۱۱ خم

صایم ازیں مملکتِ دیں فزاے — مشرق بند آمد و مغرب کشاے
عید شده شحنۂ شهرش ز راز — چاوشِ خوان آمده بانگِ نماز
بود چو مہر زہمہ سالت شکم — کم زمی کت بود ایں مایہ کم
یازده شهر از سخمت بوناک — کم زیکے شہر که داریش پاک
زشت بود دل نجس از تن شده — عرشِ خدا در چہِ گلخن شده
چرخ ترا بہرِ شرف ساختہ — تو تنِ خود دیگِ علف ساختہ
گنبدِ مسجد که شه از مال ساخت — شپّرکش مہر زِ پنجال ساخت
چوں تنِ مردم زکیاست پرد — کو چو خراں بارِ نجاست برد
گرسنگی کاہلِ شکم را بلاست — راست روان را به تنعم صلاست
گر تو سعیدی زغمِ ناں منال — سنبله بر مشتری آمد وبال
روزه که خورشیدِ وے آتش وش ست — نورِ وے اینک سپرِ آتش ست
بایدت اندر صفِ دیوان شکست — تیرِ خطا کم زن ازیں نیم شست
واں که خطا کرد یکے راز جاے — سهم زده گشت زِ شست خداے
چاره نه باشد چو بیابی تمام — زادِ حلال از رهِ بیت الحرام
پیش کن آنگاه بصدق الطریق — بندگیِ حضرتِ بیت العتیق
کور نه، نورِ صفا را ببیں — لنگ نه، راهِ خدا را ببیں

ل. در ته گلخن ز. کے چو خراں ز. کن ا. تا که ز. پیشه کن ز. بصدق و طریق

گر تنِ بیمار بود گوشه گیر
در دلِ بیدار بود توشه گیر

خیز ز دریا و بیابان مترس
تشنه برو غرق شو از جان مترس

ز اشکِ ندامت گهر افشان بجیب
تروئیه ده به نجیبانِ غیب

لیک صفائے تو گر از می بود
دم زدن از راهِ صفا کی بود

کوئے بتان و دلِ ظلمت پناه
بیتِ حرامست بس و سنگِ سیاه

مسجد اگر هست مثلِ پیشِ در
از پسِ سالے رسی آنهم مگر

در همه سالت نبود ایں هوس
جز تراویحِ نخستین و پس

آں که دو گامے رهِ سالش بود
در رهِ یکساله چه حالش بود

حکایت حاجیے که در راهِ حج صرفهٔ نعلین کرد و برهمنے که از پوستِ سینهٔ خود نعلینِ راهِ بُت ساخت

کعبه روئے دید بصدق و ثبات
برهمنے را برهِ سومنات

جاں ز دمِ شوق سماحت کناں
خاکِ ره از سینه مساحت کناں

خستگیِ سینه براهِ دراز
از سرِ دل پوست همی کرد باز

گفت بدو عارفِ خوف و رجا
کیں سفر آخر ز کجا تا کجا

برهمنش گفت که سالیست بیش
کیں ره ازینگونه گرفتم بپیش

ر۱. تیمار ر۲. چو ر۳. زمزمت ر۴. اگر

گفت نیوشنده که چون پای هست — سینه چرا داری ازین گونه پست
گفت چو دل در رهِ بت باختم — پا بسرش نیز ز دل ساختم
اے که ز بت طعنه به بند و بری — هم زوے آموز پرستش گری
گیر که تیرش به نشانه خطاست — هست بکیش گرِ خود تیرِ راست
سستیِ آن[۱] گز ز دیِ دین سست — کو بکژی ماند بکیشِ درست
هر که درین کیش ازو خم نرفت[۲] — راست نشد تا بجهنم نرفت
تیر که در کیش کمان وش بود — عاقبتش تاب ز آتش بود
خسروِ من کوش به تیرِ صواب — تات شود ترکِ خدائی[۳] خطاب

مقالهٔ پنجم در تقویتِ تقوی و جهدِ جهادِ اکبر و اقوی و تطهیرِ نفس از لوثِ شهوت و تذکیرِ جمع در احیاے سنت و جماعت

اے شده بازیچهٔ دستِ هوا[۴] — کردن روائی برهِ نا روا[۵]
چند[۶] وبال این چه پریشانی ست — ترکِ خدا این چه مسلمانی ست
هیچ کس از بندِ خود آزاد نیست — هیچ دلی را ز خدا یاد نیست
رنجِ طبیبان بدلیل ست نبض — مرگ نویسنده با طلاق[۷] و قبض

---

۱. او ۲. ازین خم برفت ۳. خطائی ۴. هواے ۵. ناروا ۶. جهل ۷. در اطلاق

بے گہرے خلق کہ کاں میکنند　　گر نگری ھنر ہمہ جاں میکنند
در غرضے کوش کہ امانت بود　　کوشش بے سود زیانت بود
نامہ چو از آب نویسی رواں　　شستہ شود ہم بنوشتن دواں
ہر کہ بہ پرہیز نزیرد نصیب　　از پئے دارو نہ رود بر طبیب
ہر کہ نہ بیزد عملِ خویش را　　ساختہ شو گو غضبِ نیش را
سُرمہ چو ہموار نہ ساید کسے　　چشمش ازاں سرمہ بگرید بسے
مرد نہ از چربیِ طینت نکوست　　نورِ تن از مغز بود نے ز پوست
از گلِ چرب ارچہ کہ باشد چراغ　　کی زید ار نیست ز روغن فراغ
تا بہ ہند پرتوِ اسلام نور　　کے شود از جبہہ سوادِ تو دور
زہد برد فتقِ تبہ مایہ را　　خنجرِ خورشید برد سایہ را
لوث چو پر شد بہلاکت کشد　　آب چو بگرفت بخاکت کشد
خیز کہ از بہرِ تو کردند پاک　　قبلۂ گردون و مصلائے خاک
چونکہ زمیں سجدہ گہِ روئے تست　　چشمۂ خورشید زمیں شوئے تست
کالبدے داد خدایت درست　　سستیِ جانت کہ گزارش سست
زانچہ خدا داد بنوائے نیاز　　بیش کہ آں داد ستانند باز
مُردہ نۂ دست بکارے بزن　　در منگر بستہ تو بارے بزن

---

(۱) چوں (۲) نیش (۳) حیلہ (۴) بد (۵) پاک (۶) چوں بزمیں (۷) جانش (۸) آنچہ

هیکلِ آسوده بکارے در آر | پشتیرک زاں که بماند زکار
جانِ و تنت از پئے دیں داده اند | نز پئے بازی ست که ایں داده اند
داروے افزونِ تنِ بیمار چیست | کُنده بے تیشۂ بیکار چیست
تیشۂ تو ساخت[ن۱] بسی چنگ و نائے | کم زِ یکے تختۂ حرفِ خدائے
در عملے کوش که پاکی بود | کوششِ ناپاک هلاکی بود
کار چو پیش ست بجۂ[ن۲] اے جوان | جهد بکن بارے[ن۳] اگر می توان
نیکوئی آموز بهر ناکسے | زاں که بدی هست خود او را بسے
آں که بدم دادنِ مفسد خوش ست | آتشِ نمرود و دمِ کرفش ست
آں که در افگند بدریا لعاب | تا چه فزوں کرد بدریا ز آب
لیک پسندیده نشد صبح و شام | غرق شدن[ن۴] در قدحِ می بدام
برخمِ مے داں دلِ مفسد بزور | بر سرِ چه رقص کناں موشِ کور
دل چو بمیخانه گراید ترا | جز مغ و مطرب که ستاید ترا
گُل چو بویرانه[ن۵] بیاباں رس ست | بلبلِ او جغدِ بیاباں بس ست
چیست شراب آب شر آمیخته | نقل۔ کبابے[ن۶]۔ نمکش ریخته

ن۱ ساخته بس ن۲ بجهد ن۳ جهد بهی ع۵ کروش سب نسخوں میں ہی لیکن کروش ادجھڑی کو کہتے ہیں وہ معنی یہاں نہیں بنتے۔ کرفش چھپکلی کو کہتے ہیں اور قصہ یوں مشہور ہی کہ جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ جلوائی تو اور اسی قسم کے جانور گرگٹ وغیرہ نے آگ جلانے کے لیے پھونکیں ماریں۔ اور مینڈ نے آگ بجھانے کو پانی ڈالا۔ اسی قصہ کی طرف اس شعر میں اشارہ ہی ۱۲ ن۴ شده ن۵ به بیرانه ن۶ کباب دیگر

خوردنِ می هر بدی راست سر — وان که بدش میخورد آن خودتر
بود بریشم زنِ مار رعشه دار — لرزهٔ آواز بدو[1] گفت یار
کفشگری چرم کهن می گزید — بوی دهن گشت بدانش مزید
مست بجز مسخرهٔ هشیار نیست — مسخرهٔ دیو شدن کار نیست
خُلق و تواضع که زمستان بود — شعبدهٔ باده پرستان بود
طیبتِ می کش نبود بوی طیب — دیو دلان را بود از وی نصیب
گُل که ز خضرای دمن بر دمد — بوی وی از گلشنِ دیگر دمد[2]
خانهٔ خالی که پُر آلودگی ست — غوک و جعل را ز وی آسودگی ست
مست بجمها کند آشامِ مے — پاک هم از بوی وی اُفتد بقے
جانِ مگس هست نم[3] پارگیں — زهر بود بر مگسِ انگبیں
پای بلرزد چو بسر مے بود — مستی و ثابت قدمی کے بود
شرب و زنا تیره کند رای را — شاهد وی سست کند پای را
شیشهٔ می کوست بجملِ فساد[4] — چیست کز آن اُمّ خبائث نزاد
هر سمن و سرو کز آن[5] آب یافت — نرگسِ خود بستهٔ این[6] خواب یافت
هر که بکام این قدح از شست ریخت — آب هم از روی و هم از پشت ریخت
روی چو بی آب شد آزردنی ست — پشت چو بی آب شود مردنی ست

ن۱ بران ن۲ بود ن۳ به تبید ن۴ فتاد ن۵ کزو ن۶ آن

گاہِ جوانی منگر تابِ خویش | زود رود سیل ز آب خویش
قطرہ کہ از پشتِ زشتِ تو ریخت | گوہرے از مہرۂ پشتِ تو ریخت
گوہرِ سلکِ تو چو رفت از میاں | مہرہ مخلخل شود از ریسماں
نفسِ ترا جوشِ تو بے تاب کرد | نطفۂ تو خونِ ترا آب کرد
مشتِ ببند ار بودت میل زیست | چند ز انگشتِ تو در عقدِ بیست
مشت کہ از عقدِ تو نگر بود | شست و سہ از بیست فزوں تر بود
چند نود با سہ تواں داشت چند | مشت ز عقدِ نود و سہ ببند
مردم از شہوتِ آمادہ زد | زاں گرہ نیسفہ نرد مادہ زد
مردیِ آں مرد کہ کم جوش کرد | ہر دو گرہ بر زد و خاموش کرد
مرد نہ آں شد کہ ز شہوت زیست | مرد کسے داں کہ ز شہوت برست
طفل کہ بازی دہدش دیو مست | در صفِ مرداں بہ بلاغت نشست
مرد کہ تو بالغِ دیں سازیش | اوست کہ شیطاں ندہد بازیش
زر دنخواہی ز زنا روے را | پردہ فگن چشمِ زنا جوے را

ن: ہم از ـــ ۵ یہ تین شعر عقدِ انامل کے متعلق ہیں بیس کی شکل یوں ہے کہ ابہام کا سر سبابہ اور وسطیٰ کی گھائی میں رکھو۔ یہ خاص حالت کا نقشہ ہو جاتا ہے۔ ترسٹھ کا عدد یہ ہے کہ انگوٹھے کا سر انگشتِ شہادت کی دوسری پورے کی لکیر پر رکھو اور خنصر، بنصر، وسطیٰ کو بند کر لو اس میں علیحدگی اور ترک پائی جاتی ہے۔ ترانوے کے عدد سے تمام مٹھی بند ہو جاتی ہے۔ اس طرح کہ انگشت سبابہ کو ابہام کی جڑ میں گول کر کے ملا لو اور باقی تین انگلیاں بند کر لو۔ باقی معنے صاف ہیں ۱۲

ن: گراز ن: شود ن: فزوں تر ن: شود

دیده بود مهرهٔ کشِ دل بعین | نرد نه جنبد مگر از کعبتین
رسمِ سگان ست بهر سو نگاه | شیر سر افگنده خرامد براه
آں که بچه رشته کشِ زاهدست | جعدِ غلام و زنخِ شاهدست
کند بود گرچه که دندانِ گرگ | هست زبانِ بره سوهانِ گرگ
چشمِ پلیدی که ز پاکی پرد | بے بصرست آں که فریبش خورد
پیچ که شد غمزه زنی سازِ او | کور بود آں که خرد نازِ او
دل مکن از شهوتِ آلوده شاد | خیره بده نقدِ جوانی بباد
سترِ ملائک مطلب کاے سلیم | باقی از سلبتِ شیطاں گلیم
تا کیت از رخصتِ دیواں شمار | وقت عزیمت نرسیدت بکار
گر بعزیمت نه دلت خوں شود | دیو تو لاحول که بیروں شود
هر که دریں زاویه ابله وش ست | فسق مرا او را بجانش خوش ست
زنگی ناخوش بعماری درون | حور شمار و عزبش از برون
صندل هندو که به پیشانی ست | غالیه مبرز شیطانی ست
ایں چه زمان ست که در هر طرف | هست بفسق اهلِ جهان را شرف
هر نفسے کار گنه پیشتر | خواری دیں باشد ازیں بیشتر

---

(۱) مهرهٔ دل کش بعین (۲) مهره کش - وه شخص جو کانا یا کسی دوسرے کو مهره سے جلاوے - ۱۲ (۳) پیچ خ اور
پخ - دونوں مترادف ہیں ایسا شخص جس کی پلکیں گر گئی ہوں اور اس کی آنکھوں سے پانی بہتا رہے ۱۲
(۴) یا فتی (۳،۲) بلوث - بلونِ (۵) عزبش (۶) عزب - مجرد - کوارا - بے بیاہا ۱۲ (۷) ازیں

آں کہ بفرضے نکند کاہلی ‌ ‌ ‌ متقی اش نام کنند و ولی

بس کہ شد از کفر جہاں پر ز دُود ‌ ‌ ‌ آں کہ شرارسیت چراغے نمود

کرم شب افروز بشام چو زاغ ‌ ‌ ‌ دُود بود آں کہ نماید چراغ

پیکرِ سیارہ کہ تاریک شد ‌ ‌ ‌ پارۂ نور از شبِ تاریک شد

وائے نہ یکبار کہ صد بار وائے ‌ ‌ ‌ زیں ہمہ گبرانِ مسلماں نمائے

دعویِ دین و دل بے ترسناک ‌ ‌ ‌ خندہ مزن بیہدہ بر دینِ پاک

زیرِ لب این خندۂ بدرا بکش ‌ ‌ ‌ زار گری آتشِ خود را بکش

دوزخ سوزندہ شد ار عاملے ‌ ‌ ‌ بس بود از گریۂ مجرم نمے

دُودِ گناہت چو سیہ کرد روے ‌ ‌ ‌ روے سیہ زآبِ دو دیدہ بشوے

اے ہمہ بر نسبتِ گبرانت زیست ‌ ‌ ‌ نام مسلمانیت از بہر چیست

نیکوئی از نفس نہ از نام رُست ‌ ‌ ‌ زیورِ طاؤس ز اندام رست

آں کہ تنگ از شرع فراتر زدہ است ‌ ‌ ‌ اللہ و یارب کہ زند عربدہ است

زشت بود از غزِ کاہل ستیز ‌ ‌ ‌ غلغلِ تکبیر زدن در گریز

ہندوئے بتا کہ کند قبلہ راست ‌ ‌ ‌ راست چو در قبلہ نباشد ہباست

دیں چو عمارت نپذیرد ترا ‌ ‌ ‌ ہر چہ کنی دست نہ گیرد ترا

گبر کہ چہ کند زبہرِ ثواب ‌ ‌ ‌ رفت بآتش ہم از اں راہِ آب

باش کہ تا نامہ بدستت نہند ‌ ‌ ‌ چوں شکنِ نامہ شکستت دہند

---

۱ ہر کہ ۲ بشامی ۳ چو ۴ و آتش ۵ سوزندہ کہ ۶ بود شش ۷ کرنہیں

نامه چه خوانی چو نه پیچی روان | هر چه بخوانی و به پیچی مخوان
تا دلت از ترس نه لرزد چو بید | مغفرت امید مدار از امید
خوف و رجا هر دو بایمان زند | نور دو خان هر دو بقرآن زند
گر بریاضت صفِ جولان ترست | رخش برون تاز که میدان ترست
تا علمِ شرع بیان زوی تست | گنج دو عالم بتر از وی تست
میوهٔ حالت ندهد شاخ شرع | تا نکشی آستین از اصل و فرع
طرح درین خانه چه انگندهٔ | خیز درِ خواجه زن ار بندهٔ
علم گرت نیست ذخیره زپس | فاتحهٔ از سرِ اخلاص بس
در بودت علم و عمل هر دو خویش | پرتوِ یک شمع زد و شعله بیش
عید که در جمعه مهیا شود | نورِ دو عید ست که یکجا شود
از تو که رحمان طلبی می کند | از پئے رحمت سببے می کند
ورنه در آن درگه نه ملک اندکی ست | کردهٔ و ناکرده به پیشش یکی ست
گر نه بهانه است ز بهرِ کرم | از عملِ ماش چه بیش و چه کم
تا که خرد مهرهٔ رخشانِ زیخ | تا چه برد آرهٔ پاے ملخ
ما که نداریم ز خشم و عتاب | کار چو با دست بروزِ حساب
بس بود از وی بخطا و صواب | جائزهٔ اِنَّ علینا حسابٌ

ل۱ که به ل۲ حلالت ل۳ فاتحات ل۴ بیش ل۵ بود ل۶ زحمت ل۷ بحرِ کرم

گرچہ عمل نے بقیاسِ عطاست | ہم ز عمل دست کشیدن خطاست
کار کن اے دوست گرت زین کشت زار | تخمِ عمل راست برے بیشمار
در عملت نی بجزائے سزاست | آں کہ خدا می نگرد ہم جزاست

حکایت زاہدے کہ از جملہ مزدِ طاعت بدیدنِ حق تعالیٰ قناعت کردہ

زاہدے از خوانِ رضا توشہ گیر | گشت ز غوغاے جہاں گوشہ گیر
شد ز بسے سجدہ پنہانیش | خاکِ زمیں صندلِ پیشانیش
تا بہ نود سال درین داوری | داشت ز توفیقِ خدا یاوری
صبح دمے خضر ز خضراے دشت | سوے نہاں خانۂ رازش گذشت
گفت ز علمے کہ مرا دادہ اند | ق | معرفتِ ہر دو سرا دادہ اند
می نگرم کاین عملِ صدق زاے | می کنی و می نہ پذیرد خداے
پیر ز حالت چو گلے بر شگفت | آستنے از طرب افشاند و گفت
گر نہ پذیرد ز منِ ہیچ کس | آں کہ نگہ می کند آنم نہ بس
من عملِ خویش کنم بندہ وار | آں کہ خدائیست براتم چہ کار
خسروا اگر دیں طلبی کار کن | طاعتِ یزداں کن و بسیار کن

---

۱. درین ۲. ز بے ۳. در لے ۴. می شگفت ۵. ریزد

کن بکنِ بیش بہر گفتنی   آں چہ نیرزد بہ پذیرفتنی

مقالۂ ششم در شکرِ صوفیانِ صافی نوش و شکرِ لعل نوشانِ ازرق پوش و گام گزاریِ پیشِ قدمانِ خطوتین قد وصل و گرفتاری پاے در گلِ ماندگانِ طینت کالحمار فی الوحل و سرزنش داغدارانِ فتگوی بہا جبا و سرافرازی حکمداران ترک ما سوی اللہ

سر بے قدم اندر رہِ مردان زدہ   ہفت درِ گنبدِ گرداں زدہ
بر زدی یک قدم از جاے خویش   تا نہ نہی بر سرِ خود پاے خویش
خاک شو از بارِ لگد چوں گیا   بو کہ رسی بر فلکِ کبریا
لنگرِ آرام بیک گوشہ نہ   راہِ بلا را نہ رضا توشہ نہ
ژندۂ محنت علمے ساز کن   بر سرِ ایوانِ فلک تاز کن
تا بسما کوسِ الٰہی زنی   دبدبۂ نوبتِ شاہی زنی
باز نہ دانند ز رفے دلیل   صیت تو زآوازِ پرِ جبرئیل
نامِ تو زاں مرتبہ کافزوں کنند   غلغلہ در گنبدِ گردوں کنند

---

۱) بر تزدی ۲) بر دو جہاں ۳) زاندہ ۴) بارکن ۵) فلک باز ۶) بدانند ۷) صیت تو آواز ۸) زنند

گاهِ وغا در صفِ مردانِ مرد — نام نه برد آں که خدنگے نخورد

طبل که سوراخ کنندش بپوست — بهرِ برون رفتنِ آوازِ اوست

تا نشود خسته بصد جا دلت — نورِ دقایق نه شود حاصلت

چهرهٔ سنگ ار نه کنی گو بگو — دانه کجا سوده شود جو بجو

خواجه که صد مضمضه از می کند — وائے که آشامِ بلا کے کند

هست بسے صوفیِ پشمینه پوش — کش نرسد بانگِ موذن بگوش

چوں زمیش دور بسلطاں شود — تند بمحراب خراماں شود

شب پره در قبله خزد پر فسوس — صبحدم از بانگِ نماز خروس

زاهد خشک از پئے اندام شو — کت رسد از جوے کساں آبرو

گر تو بمحراب شوی آب جوے — روغنِ زرخ شود آں آبروے

هرچه در آلودگی افتاد پاک — پیشِ نظرها نه بود تابناک

دیدنِ خورشید که نتوان ز تاب — بس که توان دیدنِ تیزش در آب

رفعت از آلوده بتابد عناں — پست نماید تهِ آب آسماں

گر فنِ مردم بقفا دست زرق — ز آدمیان تا بملایک چه فرق

مصر مدینه است بفرق اندکے — مغرب و شام است بمعنی یکے

ن۱ حقایق ن۲ که او ن۳ در ن۴ عارفِ پوشیده نوش ن۵ رود ن۶ رود ن۷ بے ن۸ مؤذن ن۹ تا ن۱۰ …
عه که از مالِ دیگراں تمتع بیابی ۱۲ ن۱۱ آبرے ن۱۲ کند ن۱۳ توان دید بدریاے آب ن۱۴ ز ن۱۵ درتنِ مردانه …

هست ز اوتادِ فلک امدا — خیمهٔ بی میخ نگیرد قرار

نورِ جهان از قدمِ اولیاست — جانِ نظر در جسدِ توتیاست

مرد بپشمینه درون کم بدان — کوست جهانی تهِ موئی نهان

حدِّ بزرگان نه شناسد کسی — صحبتِ شان تا نگزیند بسی

رو بفلک تا نگری در حضور — چشمهٔ خورشید چو دریای نور

هر یک از انجم که بچشمت کم ست — در محلِ خویش یکی عالم ست

آن که بسها رانگری ذرّه وار — هست بمقدارِ زمین هژده بار

نسبتِ مردان هم ازین جا بگیر — مردی اگر یافتهٔ پا بگیر

این همه مردان که ملائک پرند — مور نمایند و سلیمان فرند

چند چو سنگی بزمین در شوی — پرتوِ شان جوی که گوهر شوی

پرتوِ اشراق چو بخشنده گشت — سنگ سیه جوهرِ رخشنده گشت

آن که زمرّد ز قمر تاب یافت — لعلِ تر از چشمهٔ خور آب یافت

سر تهِ دامان کسی در مبر — کو کندت غرقه ز دامانِ تر

قبله مکن پیرِ خرابات را — تا بخرابی نبرد ذات را

ابروی قبله چو اشارت نمود — خشت و گل آرند برکوع و سجود

کرد ستون چون تواضع قیام — بامِ زمین بوسه زند والسلام

ن۱. مرد پشمینه درو ن۲. جای گیر ن۳. پای گیر ن۴. آن همه ن۵. درند ن۶. خورشید ن۷. بخشنده نیست ن۸. زخم ن۹. زنگ ن۱۰. آید

در پی آن پیر چه پوئی بفرق — گو بد خود نیک نماید بزرق

مرد سیه نامه بزرق و غرور — تیرگی خویش نگارد بنور

برهمن بت که کند شرح بید — تخته سیاهش بود و خط سپید

باده و تسبیح بیک لب خطاست — مجلس و محراب بیک شب خطاست

مسجد و میخانه چو یکجا بود — نطع حریفان ز مصلا بود

طاعت آلوده نیاید بکار — مشک جگر سوده نیاید بکار

زمرهٔ اوتاد که واصل شوند — هیچ زنانند چو باطل شوند

صوفی میخواره که گردید زحال — گر همه کشف ست مدان جز خیال

عکس خیالی که نماید ز مے — هست بسے زشت و تبه تر زوے

صورت پاک از مئے رخشان مخواه — صدق در آئینهٔ شیطان مخواه

جز گروش تا گروی نیستت — محتشمی گرچه جوے نیستت

در سر این ره که تو داری بپیش — براه زنانند ز اندازه بیش

جان بکن اندر سر کالا گرو — بار بیند از و سلامت برو

دنبه که گرگے بقفا گرددش — پرّی دم لنگر پا گرددش

طعنه که فربه بزند بر نزار — گاه تگ و تاختن آرد خمار

ن۱ این ن۲ چو برق ن۳ خام نفس غرور ن۴ مجلس و معراج ن۵ مسجد و معراج ن۶ شب عطاست ن۷ شود ن۸ شود ن۹ شود ن۱۰ زیاید ن۱۱ شود ن۱۲ گوید ن۱۳ لنگ ن۱۴ طعنه فربه که

ای[۱] که نگردد قدمت زآب تر — جز قدم خشک چه باشد دگر

تر قدمی پایهٔ دیگر بود — گر همه زاب لب قدمت تر بود

فقر کز و جان عدمی بیش نیست — جمله دمی و قدمی بیش نیست

زنده فقیر[۲] نیست که دم باشدش — اوست زنده که قدم باشدش

خضر و مسیحا که بکرم شدند — مایهٔ عمر از قدم و دم شدند

بین چه سبک باشد آن بوالهوس — کز نفس خویش برد[۳] هر نفس

مرده به آن خر که ز هر دو جو — کرده بهر جا دم عیسی گرو

زر که ستانی ده هی چیست خس — خاصه که بستانی و ندهی بکس

خواجه که آسان نکند خورده خرد — شحنه خورد باقی[۴] و مطرب چو مرد

طرّهٔ صوفی علت شاهد ست — موش نه داند[۵] که جو زاهد ست

زاهد زر دوست گره کرده سخت — عقده گشایان بکنش[۶] گاه رخت

غم نخورد کیسه بر سنگدل — گر[۷] پی زر خواجه شود تنگدل

نیشکری کو گرهی ساز کرد — خلق بدندان گرهش باز کرد

آه ازین طائفهٔ زرق[۸] ساز — آستنی کوته و دست[۹] دراز

چشم سیه‌شان نه ز آگاهی ست — دام سیه از پی ده ماهی ست

---

۱. دانکه ۲. فقیرست ۳. برد ۴. باقی ۵. چه داند ۶. بکن ۷. گر ۸. زرق دستان
۹. دستے

زشت بود صوفی و میلِ زرش [1] | موئے نہ و کوہِ گران بر سرش

موچہ تراشی ببرت بارِ سخت [2] | خود شوی اصلع چو گران ست رخت [3]

زر چو بسنجید بسنگِ شکوہ [4] | ہست گران تر بسے از سنگ و کوہ [5]

چونکہ نسنجد سرِ تو بار موے | کوہ چہ ساں می کشد آخر بگوے [6]

دعوئے فقر و عملِ زر مدام | فقر گر این ست تجارت کدام [7]

رندِ مقلعر کہ بود پاکباز | بہ زعبادتگرِ با حرص و آز [8]

عاشق زر عاشقِ درگاہ نیست | زاں کہ دوئی در خورِ این راہ نیست

آں کہ ز دنیاش نباشد غمے | حاصلِ دنیا دہد اندر دمے

واں کہ گرہ زد بدلِ او درم [9] | تہمتِ اسراف نہد بر کرم

کسبِ زر ار خود [10] بشریعت بود | در روشِ فقر خدعیت بود

تا تو ندانی کہ زر از بت کم ست | برہمناں را بتِ زرّیں ہم ست

ایں ہمہ شیخانِ خزائن پرست | برہمنانند - بتِ زر بدست

دنیا و دیں ہر دو بہم در نہ ساخت | زہر ز پا زہر بباید شناخت

کس بہ یکے کفہ نکردہ است وزن | سبلتِ شیر و مژہ ہائے گوزن

ن۱: صوفیِ میلِ ن۲: مونہ تراشی ن۳: اصلح چو ن۴: زر چو نسنجید
ن۵: بسنگ و شکوہ ن۶: آخر ز کوئے ن۷: فقر کدام است و تجارت کدام
ن۸: بہ زعبادت ن۹: وانکہ گرہ بر دلِ او زد درم ن۱۰: از جور

از پئے دنیا کہ نیرزد خسے   ہر کہ بخندید بگرید بسے

مردِ رہی جانانہ بہ یغما گزار   کارِ جہاں را بجہاں وا گزار

ہر کہ سبک شد ز جہاں برگراں   بار سبک دید و تر از دگراں

گر تو بہ تمکیں[۱] بہ نیاز ایستی   مرتبۂ نیست بہ از نیستی

بختِ تو گر خفت نہ چنداں بدست   خوابِ پریشاں نگری[۲] آں بدست

پاک روش را مکن از فاقہ عیب   گنج الٰہیش[۳] نگہ کن بجیب

سہل مبیں سختیِ سنگِ فقیر   گوہرِ آں سنگ نگر بے نظیر

کوہ کہ بندد کمر از خارہ سنگ   لعل و زرے ہم دہد از کانِ تنگ

آب خورِ خاک کہ اندک بقاست   اے خنک آں کآبِ خورش بر سماست

سفلہ چو زیں[۴] چہ خورد دیر یافت   مدت بودن بجہاں[۵] دیر یافت

در تہِ گلخن[۶] بزماں کرمِ خرد   زاد و جواں گشت و کہن گشت[۷] و مرد

تا کیت ایں مزبلہ مسکن بود   راست چو کرمے کہ بہ گلخن[۸] بود

آں کہ ازیں جیفہ برون رفت پاک   حال بروخوش کہ نشد[۹] خوش بخاک

مرد نہ زیں جا[۱۰] چو بزنداں[۱۱] رود   گریہ کناں آید و خنداں رود

ن۱ گر تو نہ نیکی بہ   ن۲ کہ بگرد   ن۳ گنج الٰہی ست   ن۴ زیں رہ   ن۵ نخچاں دیریافت

ن۶ درچہ گلخن   ن۷ کہن گشتہ   ن۸ زگلخن بود   ن۹ بشد   ن۱۰ مرد نہ زن جاچو

ن۱۱ بزنداں

راہ رو دار پا نہ نہد بر ہوا — کے پرد از چاہِ زمین در ہوا
آں کہ ز دنیا بتہ لنگر ست — پر ز دنِ او بہوا منکر ست
باید مرغے ز ملائک پراں — کش نشود لنگرِ دنیا گراں
نیست گراں بر تنِ پیلاں درائے — پشہ ہم از بانگِ درآید ز پائے
ہم سبکی جوے کہ پرواز را — بار جلاجل نسزد باز را
کے رود ایں رہ بگرانی تنے — لنگرِ عیسےٰ چو شود سوزنے
تند نبی از سایۂ خود بر گراں — زانکہ شدش سایہ دریں رہ گراں
آں کہ تبارک کلہ ترک دوخت — ہستیش از نیست بباید فروخت

حکایت ترک شبلی کہ یکدرم در گرہِ خود نہ بست و خود در خلفانِ او جائے درم بستن نبود

شبلی از انجا کہ قدم پیش داشت — روئے بدریوزۂ درویش داشت
گفت بپرس آنچہ توانی سخن — گفت کہ در ترک بیانی مکن
پیر درون دیدۂ بیرون شناس — صرفہ نگہ داشت سخن را بپاس

۱؎ پشہ ہم از باد — ۲؎ درآید بپاے — ۳؎ زانکہ شدہ سایہ — ۴؎ مقصود درشت
۵؎ انچہ تو دانی — ۶؎ درون دیدۂ بیرون

نقد بسے داشت ببازی بباخت | در طلبِ نقد سوئے خانہ تاخت
آنچہ برو راہ زنِ راز گشت | داد و ہم اندر نفسے باز گشت
روے بدو کرد شناسائے کار | کاے بدرِ غیب ز خاصانِ بار
راز کہ در پردۂ صبح ست و شام | نیک بدانم کہ بدانی تمام
چیست کہ با اینہمہ گنجِ وجود | قفلِ مرا ہیچ کلیدی نبود
من چو[۱] شدم سلسلہ جنبانِ راز | راہِ درِ خانہ گرفتی فراز
تا رقمے را کہ بدانی[۲] صواب | خوانی و آنگہ بمن آری جواب
پیر بخندید کہ خاموش باش | عربدہ در گوشہ نہ[۳] و گوش باش
من کہ بگفتار تو جستم ز پیش | راہ گرفتم بوطن گاہِ خویش
تا تو نہ دانی کہ دلِ راہ بین | ہست دریں مرتبہ کوتاہ بین
لیک ازاں[۴] زر کہ نیرزد سفال | یک درمے داشتم از ملک و مال
بود بداں خردہ درونم گرو | در کفِ درویش نہادم کہ رو
تا چو من از ترک[۵] بر آرم کلاہ | خرقۂ ازرق نشود زرقِ راہ
قلب[۶] دم زانچہ وبالم بود | تا دمِ ایں سکہ حلالم بود

---

۱. من کہ شدم ۲. را کہ ندانی ۳. در گوشہ کن و ۴. لیکن ازاں
۵. از تنگ بر آرم ۶. قلبہ زرم آنچہ

شرم ندارم که بدلقِ کهن　　یکدرم نقد[۱] و ز تر کم سخن
ای که نه گردی تو بصد گنج سیر　　چون دمِ تجرید بر آری دلیر
پای چو در فقر نهی زینهار　　دست[۲] چو خسرو ز گدائی بدار[۳]

مقالهٔ هفتم در انوارِ نفسِ خود رسند که روشن چون نفسِ خورشید ست و ترکِ اهلِ مال که در قلبِ الم جاوید ست وچون کوه پا بهادر دامنِ گران سنگی خویش کشیدن وچون باد در خرمن های خسان بر امیدِ خاشاک

ناوزیدن

ای دم از آئینِ قناعت زده　　مهر بدر های صناعت زده
گر قدمت راست ثباتی درین　　بر تو فریضه[۴] است زکوتی درین
صبر چو گنج[۵] ست بکنجِ خراب　　رو که توئی منعمِ کامل نصاب
مرد توانگر بصبوری بود　　لیک نه صبری که ضروری بود
طالبِ زر دان ز درون بیقرار　　در شکمِ مار بود پای مار

---

۱. یکدرم نقد ز　۲. دست ز　۳. بگدائی بر آر　۴. فریض　۵. گنجی

کوزهٔ زر بهرِ تجمّل خرند — آب خوش از مشربهٔ گل خورند

قرصِ جو و کوزهٔ آبے بگنج — به که بروں شربتِ سیب و ترنج

آں که دهن باز دَوَد پیش و پس — سیر نگردد مگر از خاک و بس

پاے مسافر که بخندد[۱] زخاک — خاک خورد زان دهنِ خنده ناک

مرد که هر سوے بکامے[۲] دود — پیش نشیننده غلامے بود

باد که با کوه نماید شکوه — بوسه زناں[۳] بگذرد از پاے کوه

بهر حرامے چه دوی حیله ناک — بارے اگر تگ زنی از بهر پاک

بهر حلالے که بود خوب خوب — گر کنی آں راست هزاراں عیوب

پاک نباید تنِ آسوده حال — رنج کشاں راست مُسلّم حلال

تیره تر آں خانه[۴] که گنجش فزوں — پاک تر آں لقمه که رنجش فزوں

سوزنِ درزی بدو دانگِ سیاه — هست به از تیغِ درم گیرِ شاه

آں زرِ سوزنده که چوں آتش ست — کے چو دمِ پارهٔ هیزم کش ست

کنده سبک بر سرِ هیزم کشاں — صندلِ تر بر تنِ نازک گراں

ناز طلب از تنِ نازک وشاں — زهره چه دارد خبر از کهکشاں

ریگِ بیاباں چو شد افروخته — شیر دَوَد چوں سگِ پا سوخته

---

۱. بخاک ۲. بجامے ۳. زند ۴. خاک

تا فتنه گردد چو قدم جای تو — هم تو کنی گنبد و هم پای تو
آن که به آسان خورِش خوی شد — زو شرف نفس بیک سوی شد
خواجه زنانی که ندارد بهی — کفچه کند دست بکاسِ (۱) تهی
پشتِ منجم چو قوی شد ز قوت — زیر سطرلاب خزد عنکبوت
گرد تننده (۲) چو بگرما خرام — رقص کنان گشت بصحرا و بام
جوله ازین شرم که شد سایه‌نشین — رفت فرو تا کمر اندر زمین
لقمهٔ خالص که بسختی کش (۳) ست — ای خنک آن کس که بدانش خوش (۴) ست
خواجه که داند روشِ زندگی — بر درِ دونان نکند بندگی
دارد ازان سان (۵) چو خود را عزیز — کش نبود گندمِ سلطان بچیز
آن که بود سنگ و سفالِ نوش (۶) — میل ز زر بیش بود (۷) بر جوش
ژاله که سنگش ز نمِ نو بود — نی (۸) محکِ زر محکِ جو بود
نانی اگر هست میسر ز جو — از پیِ لوزینهٔ دونان مدو (۹)
چهرهٔ خورشید ازان یافت نور — کو ز جهان گشت بقرصی صبور
ماه ازان کاست گر (۱۰) آن جا که هست — کفچه کند بر درِ خورشید دست
شد ششم انگشت زبر دستِ پنج — کو نه فتد بهرِ گرفتن برنج

۱. بکاسه ۲. گرده تننده ۳. کشی ۴. خوشی ۵. که جو ۶. صفاے
۸. بے - ۹. بدو ۱۰. ازان جا

دست بشو ز آب کسان تن به تن | دست مشو ز آب رخِ خویشتن
آبِ رخ از جوی خسیسان مجوی | کن ز خوی جبههٔ خود آبروی
ضامنِ روزیِ تو روزی رسان | دیدهٔ کورِ تو بسوی خسان
بهرِ حبی مرغ بده جا پرد | کرم هم اندر دلِ جو جو خورد
هرچه ز اسباب تو پرداختند | زان چه تو دانی به ازان ساختند
برگِ معیشت که بگیهان درست | هرچه که بایسته[۱] ترا زان برست
آب و هوائے[۲] که دم و جانِ تست | بے درمے در همه جا زانِ تست
ز آتش و خاکے که نداری گزیر | خانه بخانه شده آرام گیر
گوهر و لعلے که نیاید به کار | چون نگری قیمتِ او بشمار
بودے اگر دانه[۳] چو جوهر گران | زنده که ماندی[۴] و چه گوئی دران
ورنه ز دانه که ز زر نان بدے | لقمهٔ درویش کے[۵] آسان بدے
زر که شگفته چو بهاری ازو | جز نظرے بهره چه داری ازو
تا تو بدانی که کرم کرده اند | کارِ تو پیش از تو بهم کرده اند
هر دو[۶] خونخوار[۷] که خون شیرِ اوست | طبع در آرایشِ نخچیرِ اوست

ن۱ هرچه که بایست ن۲ آب و هوائے که دم و جانِ ن۳ دانهٔ جوهر ن۴ زنده که ماندی و که ماندی
ن۵ که ن۶ دلِ ن۷ خون خواره

وان که تنش را ز نباتست تاب | مطبخی اوست مه و آفتاب
چرخ بدولابی شاخ جوت | ابر بسقالی کشت نوت
خاک بصد جای شکم کرده چاک | تات یکی خوشه برون آرد پاک
عنصر و اجرام بکار تو یار | نشو و نما نیز چو عنصر بکار
چرخ و زمین هر دو بیک جا شده | تا چو یکی میوه مهیا شده
خادم اسباب تو چندین کسان | تو ز پی رزق دوان چون خسان
آن که فلک را بغلامیت خواند | رزق تو آخر نتواند فشاند
هر چه که روزیست رسد در زمان | وانچه نباشد نرسد بیگمان
پس ز پی آنچه نخواهد رسید | بهر چرا بیهده باید دوید
از دل خورسند برآور نفس | کانچه رسد بهره همانست و بس
مردم ناقص که چخد با قضا | پشه لنگست و مناره عصا
لقمه بدانی که دهد کردگار | رنج نهی بر دل نا استوار
پاکی آن گنج که پاکش دهی | خاک بران زر که نجاکش دهی

ل۱. باب ل۲. این کشت ل۳. داد ل۴. نگار ل۵. تو یک ل۶. بذلِ تو آخر بتواند فشاند
ل۶. نتواند رساند ل۷. جهد ے چخیدن ۔ کوشش کرنا ۔ جھگڑنا ۔ چخد ماضی ہے ۔۔
ل۸. کنکست ل۹. برانی ل۱۰. گنج ل۱۱. نهی

بوئے عمارت بجز آبے رسان سوختۂ را دمِ آبے رسان
چشمۂ سبیل آورد از سلسبیل قطرۂ گنجشک بنارِ خلیل
بے درمی۔ نقدِ رضا پیش نہ محتشمی لقمہ بدرویش دہ
حاصلِ دنیا خور و لب پاک دار راہ خورش[۱۳] زخس و خاشاک دار
لب کہ بود سادہ عسل خوش خورد سلبت پُر دام مگس گسترد
باد مکن در سر ازیں خاک و خس خوش خور و با خاک یکے باش و بس
بیں کہ بہ ہشیاریِ خود پیل مست خاک بسر کردہ خورد ہر چہ ہست
پُر[۱۴]ہی دنداں ز پسندیدگی ست حلقہ تہی چشم ز بی دیدگی ست
شد شکم و حلقِ حو اصل فراخ باز شکم تنگ بود دل فراخ
آں کہ ز آمال بود تشنہ حال سیر نگردد و زدو دریاے مال
ریگ کہ تشنہ است ز غایت[۱۶] بردل خشک مزاج ست بدریا درول
نقد گرہ بستۂ و معدہ تہی تنگ[۱۷] ز پے نسیہ زہی ابلہی
اے غلہ را در غلہ داں کردہ کور چند گرہ در[۱۸] شکم و تنگ چو مور
نیشکرے کو مئے نابے دہد[۱۹] ق صد گرہِ سخت بآبے دہد[۲۰]

---

۱۳. خودش ۱۴. بینی ۱۶. بغایت

۱۷. آنکہ زبے نسیہ ۱۸. بر ۱۹. بود ۲۰. بود

لاجرم افشار دهندش بسے — پس ببرند آب[1] کنندش خسے
جانورے کوست بجز[2] آدمی — معده چو پر شد بودش بیغمی
آدمی ست آنکه نه سیری[3] بود — بر سرِ سیری غمِ سیری خورد
بے خورشی[4] کسبِ زرِ شایگاں — هست چو مزدوریِ گل رایگاں
آں که گهر دار دوکاں میکند — جاں زبرائے دگراں میکند
چند با فزوں غمِ افزوں خوری — شیر دمیت هست چرا خوں خوری
چوں کنهِ[ع] گاؤ که در راں خزد — شیر ز پستاں نه مکد[5] خوں خورد[6]
باد تأسف مخور اے نامراد — زاں که شکم سیر نگردد ز باد
هر دمِ حسرت که بدل در شود — آتشِ حرصِ تو فزوں تر شود
آں که بده توے بود جبه ساز — بفسرد[7] از سردیِ خود چوں پیاز
واں که برهنه است چو سیر از محن — بگذردش هم بیکے پیرهن
گل که بر جامهٔ صد تو نهاد — لرزه کند با تنِ نازک ز باد
خارِ مغیلاں که نه برگے درست — بس بودش جامه هماں توے پوست

---

(۱) ایں (۲) به از (۳) بسیری پرد (۴) خورش

ع کنه - چیچڑی جو ڈھوروں کا خون پیتی ہے ۱۲ (۵) نه مزد (۶) مزد

(۷) بشفرد از

شقهٔ سلطاں منگر زرِّ ناب　　جبهٔ درویش[ن۱] نگر ز آفتاب
اے کہ ترا دولتِ خورسندی ست　　شکرِ خدا کن کہ خداوندی ست
گر ز خرد پاے بداماں توئی　　جاے نگہ دار کہ سلطاں توئی
شربتِ آسایشِ تو آب بس　　مشعلۂ شامِ[ن۲] تو مہتاب بس
گرچہ خوری شربتِ جلّابِ ناب　　تشنگیِ دل نہ رود جز بآب
با ہمہ شربت چو زآب ست نوش[ن۳]　　بہرِ تکلف بہ تکلف مکوش
آبِ عنب[ع۴] ہست حلالت بکام　　فعل تو گردش تکلف حرام
گر بہی و میوہ نہ رایت بود　　شربتِ آبی ہمہ جایت بود
در چہ بری لقمۂ[ن۵] سیری بزیر　　سیر بود لقمہ خور نیم سیر
آنکہ[ن۶] منش آرزوے تن بود　　سیر نباچار بیک من بود
خر کہ منے جو بیکے دم خورد　　دل شودش جو جو اگر کم خورد
با کم کم ساز چو بیش آیدت　　تا دہدت ذوق چو بیش آیدت
سیر بسیرت چو دمادم رسد　　رنجہ شوی لابد اگر کم رسد
شیرِ سیاہی[ن۸] سگِ دکّاں مشو　　بازِ سپیدی مگسِ خواں مشو
ابلہ[ن۹] شکم دشمن و خویش[ن۱۰] تو شد　　تنگ و فراخ از کم و بیشِ تو شد

ن۱ درویش نگر ز آفتاب　ن۲ بام ۱۲　ن۳ ہوش　ع۵ شیرۂ انگور ۱۲　ن۴ تر
ن۵ نیمہ ۱۲　ن۷ وآنکہ　ن۸ شکاری　ن۹ آنکہ　ن۱۰ دشمن خویش

خود بشو و چرم بجلیت گری — تنگ زخشکی و فراخ از تری
گرچہ کہ بتواں بد دناں زیستن — با کم ازاں نیز تواں زیستن
چند کشی از پئے بیستی گزند — گوش بخو رسندی و باش ارجمند

حکایتِ پیر گراں سنگِ کوہسار کہ از نبات خشک حلولے خرسندی خود ساخت

کار شناسی پئے کارے گرفت — رفت بغزلت بنِ غارے گرفت
شد زگریباں کشیِ غم ستوہ — دامنِ خود بست بدامانِ کوہ
تن زتنعم بجفائے نہاد — دل ز قناعت بگیائے نہاد
خاصگیِ از ملکِ آں دیار — روزِ ے ازاں سوے گزشت از شکار
گوشہ نشیں را بطواف اندروں — دید چو سیمرغ بقاف اندروں
پیکرے از کرب محن چوں خلال — قامتی از سلخ فلک چوں ہلال
رنجہ شدش دل بچناں دیدنی — کرد زباں رنجہ بپرسیدنی
کاے بمحن دادہ جوانی بباد — روز تو پیرامن پیراں مباد
کامِ تو از بودنِ ایں گوشہ چیست — در رہِ وادی طلبِ توشہ چیست
پیر بدو گفت کہ اے ارجمند — بیخبری زآفتِ چرخِ بلند

ز۱ یا کم ز۲ بہ خرسندی ز۳ رفت در غزلت ز۴ ملکان ز۵ آشکار ز۶ کوہ کرب ز۷ خیال
ز۸ کام چو دایہ طلبد توشہ

من که شدم آگه ازین کارگاه — بار برون بردم ازین بارگاه

زاویه کردم بتهٔ خارهٔ — طعمه گرفتم ز گیا پارهٔ

گفت سوارش که مگو بیش و کم — آدمیان را چه گزیر از شکم

گر تو زنی دست بفتراکِ شاه — وارهی از خوردنِ مشتِ گیاه

پیر بخندید و بدو گفت باز — کاے شده بازیچهٔ دستِ نیاز

گر تو قناعت بگیا کردهٔ — بندگیِ شاه چرا کردهٔ

هر که بسهلی زجهان شاد گشت — همچو من از بندگی آزاد گشت

وآنکه طلب کرد حلاوت بکام — ماند چو تو همچو خودے را غلام

خیز دلا برگِ قناعت بساز — تات چو خسرو ندواند نیاز

مقالهٔ هشتم در بلندیِ پایهٔ عشق که صفتِ صفوتِ روحانیست و پلیدیِ مایهٔ فسق که شهرهٔ شهوتِ شیطانیست و کیفیتِ ظلمتِ شبهاے فراق که سرمهٔ بیخوابیِ بیداران ست و شرحِ لذّتِ دوستگانیِ وصال که بادهٔ خرابیِ هوشیاران ست و بیانِ حسنِ معشوق که فضل تفضیل ست و بیانِ محنِ

نا بخندید بدو گفت ۱۲

عاشق که فصل و تفصیل ست

چوں تنِ آدم زگِلِ[۱] آراستند | خانهٔ جاں بہرِ دل آراستند
آدمی آں ست که درو‌ے[۲] دل ست | ورنه علف خانهٔ آب و گل ست[۳]

دل نه ہماں قطرهٔ خون ست و بس | کز خور و آشام بر آرد نفس
دل اگر ایں مہرهٔ آب و گل ست | خر ہم از اقبال تو صاحب دل ست
لیک دل آں شد که ہوا‌ے درو ست | وز طرفی بوے وفا‌ے درو ست
زنده بجاں خود ہمه حیواں بود | زنده بدل باش که عمر آں بود
زندگیِ دل چه بود؟ سوز و داغ | مرده بود ہر که نسوزد[۴] چراغ
زندگیِ جوز دلِ دردناک | زندگیِ کالبدی چیست؟ خاک
شوق نه در آب و گلِ قالب ست | مست نه گردد خم اگر تا لب ست
سیخ کجا داند ذوقِ کباب | شیشه چه آگاه ز بوے گلاب
گرچه دہاں لقمه ز انگشت خواست | ذوق دہاں راست نه انگشت راست
کفچه ز دیگ ار چه که حلوا کش ست | چاشنی آنراست که حلوا چش ست
غمزده به جاں که غم اندوز نیست | سوخته به دل که درو سوز نیست
سردیِ دل مردگیِ دل بود | خوں چو به تن سرد شود گِل بود
زاہلِ تکلف نتواں یافت سوز | تا نبود شعلهٔ ہستی فروز

۱؎ گِل　۲؎ دلیست　۳؎ گلیست　۴؎ ہر چه نسوزد

عشقِ زبانی ز ہر افسردہ پرس — سوزشِ آں از دلِ آزردہ پرس
ذوقِ نمک گرچہ زباں را خوش ست — چوں بجراحت فگنی آتش ست
خونِ دلِ سوختگاں باشد آب — گریہ کند بر سرِ آتش کباب
گرچہ کس از خستہ نہ کاوش کند — ریشِ نمک خوردہ تراوش کند
نافہ کہ بو از ہمہ سو گرددش — پوست کجا پردۂ بو گرددش
آہ گواہِ دلِ غمکش بود — دود بغمازیِ آتش بود
موم بود دل کہ ز عشق ست زار — کو بگداز او فتد از یک شرار
ہست[۱] چو دیوارِ تنِ زود سیر — کاہ گلی کردہ و سنگی بزیر
خرقۂ[۲] آلودہ ز صدق ست دُر — ہیزمِ تر دود بر آرد نہ نور
سوختہ را جنبشِ والا بود — کوششِ آتش سوے بالا بود
مشعلۂ عشق چو شد خانگی — سوختہ شد عقل بہ پروانگی
کشتۂ ایں تیغِ سیاست بسی ست — آنکہ اماں یافت ازو کم کسی ست
راند چو بر تختۂ ہستی قلم — عالیہا سافلہا زد رقم
زلّہ بمہمانیِ انساں نہاد — داغ بہ پیشانیِ شیطاں نہاد
راند چو بر خصمِ کہن کینہ را — کُشت بخاک آتشِ دیرینہ را
قاعدۂ خاک بر اختر کشید — رایتِ آتش بزمیں درکشید

---

(۱) نیست   (۲) خرقت

داد سگاں را بلائک برات   کرد بدل لار شهادت بلات
جام چه آگه که چه صهباست ایں   غوک چه داند که چه دریاست ایں
هشت حدیقه چمنِ ایں گگُلند   چار فرشته مگسِ ایں ملُند
چرخ که زیرست و زبر هر نفس   زیر و زبر کردهٔ عشق ست و بس
طبع که میلش سوے مرکز بود   از کششِ مرکزِ[1] آں خز بود
روح دریں زاویه بیگانه ایست   عقل دریں سلسله دیوانه ایست
آنکه چشید ایں قدحِ تلخ فام   تلخ شدش چشمهٔ حیواں بکام
شربتِ شیریں بخمارے خورند   بادهٔ تلخ از پئے کارے خورند[2]
چاشنی بادهٔ تلخ آنکه یافت   روے ز شیرینی عالم بتافت
شیفته از بوے می افتد خراب   عارفِ هشیار ز بوے گلاب
جاں بیکے جرعه[3] که ایں نکته ریخت   کرد خرد حملهٔ و بیروں گریخت
زنده نه آنست که جانے دروست   اوست که از عشق نشانے دروست
جان که نه عشقش بود آں بازی است   عشق نه بازی ست که جاں بازی ست
چند بری عشق ببازی بسر   عشق دگر باشد و بازی دگر
مرد که در عشق بجاں[4] فرد نیست   گر صفِ کافر شکند مرد نیست
زنده دلاں خوش ز غمِ دل شوند   جانوران پاک به بسمل شوند

ن۱ مرکزش   ن۲ کشند   ن۳ حرف   ن۴ زجاں ۱۲

پاک روانے که باگاهی اند — کشتهٔ حق چوں ملخ و ماهی اند
به که دریں ره برضا ایستی — رنجه شوی[ن۱] چوں بقضا ایستی
گر همه بر دیده زند دوست تیر — منت بر دیده نه و در پذیر
چوں تو فغاں از سرِ خارے کنی — به که جز از عشق شمارے کنی
دل که اسیرِ رخِ رنگیں بود — موم شود گرچه که سنگیں بود
خارا اگر چند بود تیز سر[ن۲] — آتشِ سوزنده ازو تیز تر
روے نکو راحتِ نظارگی ست — بر دلِ عاشق غم و آوارگی ست
آنکه تو بینی رخِ زیباے شمع — سوزشِ پروانه شد و زیبِ جمع
صورت شاهد اجلِ معنوی ست — خطِّ مسلسل رقمِ جادوی ست
کس ز رخِ خوب وفائے ندید — کیست که آں دید و جفائے نه دید
هر بتِ زیبا که جمالش بود — فتنه نیا[ع] زادهٔ خالش بود
مردنِ عاشق نه[ن۳] ز غمخواری ست — کز پئے جاں غمزه بدل[ن۴] داری ست
نز هوس ست ایں همه آشوبِ دل — هست بتاں را ثمره جاروبِ دل
دل که بود[ن۵] شیفته نے از خود ست — حاجبی ابروے خوباں بد ست
سیمبرانے که تو بینی چو ماه — عقربِ[ن۶] جاں اند ز زلفِ سیاه

ن۱ مشو ن۲ تیز تر ن۳ عاشق که ن۴ بجاں داری ن۵ دهد ن۶ چو مار

ع۰ نیا بالکسر جد یعنی پدرِ پدر و بمعنی قدر و عظمت نیز آمده۔ نیازادهٔ عیص اسحاق بود ۱۲

طرهٔ شان دزدِ ولایت زن ست | نرگسِ شان آهوئے[۱] شیر افگن ست
گرچه همه چشم و چراغِ دلند | سوخته داند که چه داغِ دلند
مایهٔ مهر اند و لے کینه جوے | دشمن جانند و لے دوست روے
آفتِ تقویٰ لبِ می نوشِ شان | زلف بلائے به بنا گوشِ شان
چون خطِ شان سرمه دهد در شراب | کیست کزان باده نه گردد خراب
دل شدگان را رخِ زیبا گل ست | مستی بلبل نه ز مل کز گل ست
گر نبود دیدهٔ شهوت گرائے | چیست به از دیدنِ صنعِ خدائے
دیدنِ خوبان ست بشهوة وبال | قند چو می گشت نباشد حلال
گر نگری پاک رخِ لاله فام | نیست گل و لاله بدیدن حرام
آنکه ز حق پاکیِ چشمش عطاست | منع ز رخسارِ بتانش خطاست
دیده که در روے نظر پاک نیست | سرمهٔ آن دیده بجز خاک نیست
دیده نباشد که نظر نیستش | کور چه بیند که بصر نیستش
دیدهٔ بادام که بے نور زیست | از گلِ[۲] بادام چه آگه که چیست
دل چو رخِ خوب تمنا کند | دیده بناچار تماشا کند
زانچه که دل را غمِ آوارگی ست | دیده چه آگاه که نظارگی ست
زان دلِ آزرده خرابی کند | گو[۳] چو نمک یافت کبابی کند

ن۱ طرهٔ   ن۲ گل و بادام   ن۳ گرچه

هر صنمے را کہ نمک بیش تر — خستہ دلاں رادل ازو ریش تر
حسن نہ نیکوئی رنگ ست و بو — هرچہ کند جاے بد لها نکوست[1]
نیست غم از رنگ و صفائے کہ هست — ناز و کرشمہ ست بلائے کہ هست
باز چو در آشکنہ گشت از جمال — شہ کندش خونِ کبوتر حلال
آنکہ درو شوخیِ خوباں کم ست — میل بدو هست و لے یک دم ست
نافہ کہ بوئیش نباشد بپوست — خوں فسردہ نتواں داشت دوست
خوب کہ او حسن نداند فروخت — سینہ ز آتش نتواند بسوخت
باغ چہ داند کہ چہ چیزش خوش ست — گل چہ شناسد کہ چرا دلکش ست
لاجرم آنکس[2] کہ بگل روے کرد — داد ز دستش چو دمے بوے کرد
آدمی ست آنکہ بلاے دل ست — آفتِ پوشیدہ براے دل ست
هستی ایں طائفہ سرتا قدم — عاشق و معشوق شد و عشق هم
آنکہ دماغِ بشر ایں بوے یافت — قابل آں بود ازاں روے یافت
فیض ز قالب[3] کہ نداند گزشت — بر دگرے خود نتواند گزشت
آئینہ و آب بود عکس گیر — نیست گل و سنگ تصور پذیر
دیدہ نہ خود دید ز نزدیک و دور — قابلِ آنست کہ بیند ز نور
گوش کہ صد مشعلہ باوے بود — نیست چو قابل نظرش کے بود

نا[1] هر چہ بدل جاے کند آں نکوست   نا[2] آں کو بگلے   نا[3] قابل

نقد وفا عشق شمارد نه هوش　　روی نکو چشم شناسد نه گوش
چاشنیٔ دارد هر کس بکام　　شهد ز لب پرس گلاب از مشام
باز نه قابل دل هر مردم ست　　بس دل مردم که بغفلت گم ست
در رود آتش بدلِ سنگ تنگ　　راه نیابد بدل همچو سنگ
وآنکه بود آتشِ او خانه خیز　　رخت وی از شعله ندارد گریز
شوق نباشد به تمنای نرم　　تا نبود جوشش[ن۱] خونهای گرم
پوست چو شد پاره واز بند ماند　　خونش[ن۲] جو شد سرد ز پیوند ماند
دوست که مهرش به تمامی بود　　جزوی از اندام گرامی بود
جزوی از آنکس که ببرند پاک　　مرده بود گر نه شود دردناک
قدر عزیزاں نبود در حضور　　چاشنیٔ وصل ندارد صبور
دوست بصحبت چو فراواں بود　　خوار شود گر همه سلطاں بود
آنکه لقب خسرو و شاهش کنند　　زهست که از دور نگاهش کنند
عاشقِ مفلس که دلش بر شه است　　گر طلبِ[ن۳] وصل کند ابله است
گرچه بسوزد دل حربا[ن۴] ز تاب　　کے دهدش چشمهٔ خورشید آب
لیک چو خورشید بود جلوه گر　　ذرّه بناچار شود[ن۵] گشته سر
سوخته را[ن۶] دل بود از صبر دور　　آتش سوزنده نباشد صبور

[ن۵] سرگشته ۱۲

ن۱ کوشش　ن۲ خویش　ن۳ پس　ن۴ خرما　ن۵ بود　ن۶ سوخته دل

دل کہ بسوے رخ دلکش بود[1] — ہست چو موے کہ بر آتش بود[2]
کرم کہ مردانہ[3] بر آتش پرد — بوسہ از شمع بجانے خرد
اے کہ زجاناں کنی افسانۂ — کم نتواں بود ز پروانۂ

حکایت گلخن تاب کہ پیشِ جبہۂ معشوق از گرمیِ مہرِ او سوختہ شد

گلخنۓ کرد بشاہے نگاہ — رفت دلش در[4] خمِ گیسوے شاہ
شہ چو بگرمابہ رسیدی فراز — سوختہ بر دیش برابر نماز
در رخِ شاہ دیدی و بگریستی — گاہ بمردی و گہے زیستی
شاہ در و دیدی و دریافتی — در دل ازاں سوز اثر یافتی
کردی ازاں گریۂ زدیدہ جوش — خندۂ دزدیدہ نہفتی بنوش
روزے ازاں غم کہ عنانش گرفت — جذبۂ عاشق رگِ جانش گرفت
رخش زگرمابہ دگر سوے تافت — گرم سوے گلخنی خود شتافت
گلخنیِ سوختہ[5] کاں سوے دید — تاب نیاورد چو[6] آں روے دید
او شدہ زاں سوے بنظارہ غرق — سوے دگر شعلہ گرفتش چو برق
سوخت ز تن نیمی و برخاست دود — او بتماشا ز خود آگہ نہ[7] بود

ن۱ رود ن۲ رود ن۳ پروانہ ن۴ در دل بگراں شاہ ن۵ تافتہ ن۶ کہ آں
ن۷ کہ بود

سوختنش دید چو معشوقِ خام — تا بدود سوخته بود او تمام

ایکه بمیری ز تفِ یک شرار — لاف چو خسرو مزن از عشقِ یار

مقالهٔ نہم در مرافقت و موافقتِ رفقاے باتفاق و معاندت مباعدتِ قرباے بانفاق و استدامتِ محبتِ محبان مع الاحباب در عنا و غنا و استقامتِ قلوبِ مودتِ مصاحبان مع الاصحاب در خلا و ملا و بے دیدگیِ آں تہی چشماں کہ از خساں چشمِ مردمی دارند و مردمیِ آں دور بیناں کہ خارِ دوستاں را بدیدہ قبول کنند و چشم نخارند

زان ہمہ کآدابِ نکوکاری ست — پایۂ اوّل ادبِ یاری ست

زانکہ در آفاق ز برنا و پیر — ہیچکس از دوست ندارد گزیر

چوں نتواں دامنِ صحبت گزاشت — بایدت اندیشۂ صحبت گماشت

نا الصحبت ۱۲

دوستیے بایدت آں گونہ جست — کاں ابد الدہر بماند درست

ہمدمے کش نہ درازست اُمید — ہمچو خضاب ست بموے سپید

گونۂ خود رنگ نہ گردد ز تاب — زود رود رنگِ تکلف ز آب

یعنی قدرتی ۱۲

دیدہ چو گردد ز سپیدی چو شیر — کے شود از سرمہ سیاہی پذیر

خانه کاساسش بود از خشتِ خام — پست شود از دو سه باران تمام

هرکه حقِ صحبت یاراں نشناخت — عمر هم اندر[1] رهِ ایشاں بباخت[2]

دوست نگر دشمنِ کم نغز را — دزد[3] شمر مخلصِ بے مغز را

دوست مگو آنکه زدد پوستی — باز نداند ادبِ دوستی

پسته بود یار وفادار نغز — کو بود آگنده لبالب ز مغز

آنکه چو خرماست رفیقش مخواں — گوست بروں مغز دروں استخواں

باکه دمے صحبت از انساں گزیں — گر تو خردمند شود[4] همنشیں

چند چو آتشکده آهنگراں — دود و شرارے دهی از هر کراں

باش چو عطار که پهلوے او — جامه معطر شود[5] از بوے او

آدمی از خوے نکو خوش بود — خس همه جا درخورِ آتش بود

همنفسانے که دریں عالم اند — بیشترے محرمِ صحبت کم اند

تا توئی از روے تو باشند شاد — چوں تو شدی پیش نیارند یاد

دوستی از هر که گمانت بود — چوں نگری دشمنِ جانت بود

یار نکو هست چو تیغے به مشت — دوست چو آئینه ندا دست پشت

تیغ دو روے ست چو بینی گهر — آئینه از پیش دگر پس دگر

مشرق و مغرب همه پُر همدم ست — لیک ازاں گونه که باید کم ست

نز۱ عمر چرا در ره   نز۲ نباخت   نز۳ درد   نز۴ بود   نز۵ شوی

شیشهٔ سبز ارچه زمرد وش ست — لیک آن زو بپرس که گوهر کش ست

هر که سلامے کندت یار نیست — هر صدفے را در شهوار نیست

چوں نتواں یافت درین روزگار — یار که آں را بتواں گفت یار

تا فلک از پردهٔ دغاے نباخت — اهل زنا اهل بباید شناخت

کن ز سگ و بوزنه ایواں تهی — تا ز شتر گربهٔ عالم رهی

سفله ز دشمن بتر ست اے عزیز — کو نبود با دل خود راست نیز

شوخی ناداشت ز جلاد بیش — کو تن غیرے برد ایں راں خویش

یار دروں تیره برون نه زیاد — گر همه لاله ست رواں کن بباد

زاغ دلاں را قفس شوم ده — مغز علیوا ز و سر بوم ده

یار کژ البته بود کژ نشاں — خواه تو بر چشم چو ابرو نشاں

مردمی از کس مطلب بیش و کم — گر بمثل قرة عین ست هم

نفس تو هم با تو موافق کم ست — دیدهٔ در رنگ ست و سیه دل هم ست

چشم کز و مردمیت هست امید — نور سیه دارد و ظلمت سپید

نز سر و گوش آدمیت آدمی — دیو بود مردم بے مردمی

کرسی و تخت ست بقوه درخت — کنده بود ناشده کرسی و تخت

نا ازاں نا نباید نا سگ بوزنه نا ناداشت علاوه اور معنوں کے چهری مار فقیر کو بھی کہتے ہیں نا پر ز باد نا زیاد نا بر نا وهم نا دور نگست

آدمی از مردمیت مردم ست — عود که بویش نبود هیزم ست

لطف که با روئے ترش کرد یار — بر دلِ یاراں نبود خوشگوار

سرکه که با آب در آمیخت ناب — نے مزۂ سرکه و نے ذوقِ آب

فاقه به از تلخ بود میزباں — کور به از خفته بود پاسباں

کس به تکلف نشود دوست روے — تا به طبیعت نبود (ن۱) دوست خوے

عکس تو کائینه پذیرد درست — کے چو تو هست ارچه بصورت چو تست

زاهلِ صفا دامنِ تر را چه تاب — آب ملوث نتواں شست ز آب

گرچه که رخشنده تر آبے بود — چونکه بود تیره خلابے بود

گر شمری دوست کسے را شمار — کو بود اندر غم و شادیت یار

دوست که در شادی و غم نیست دوست — زو چه شوی شاد غمِ خود هم اوست (ن۲)

یار چو در کار نباشد غم ست — کار که بے یار بر آید کم ست

یارِ غرض جوے فراواں بود — آنکه کشد بارِ تو یار آں بود

غرت بازست ز بهرِ شکار — ورنه همه مرغ بود طعمه خوار

انکره برلب زده مهرِ سکوت — می نکند (ن۳) هیچ سخن جز که قوت

ن۱ نشود

ن۲ شاد که غم خود هموست

ن۳ هیچ سخن پے نه فتد

گرمیِ خوں جوید پیوندِ جاں | کارِ تن[ن۱] آید ہمہ پیوندِ ناں
دیدۂ بد دور ازاں ارجمند | کو شود اندر سرِ یاراں سپند
دل کہ بہ پیوند نکو شد بدوز | یار کہ دل سوز نباشد بسوز
خاطرِ بے[ن۲] سوز بود پُر خراش | مردم پُر سوز بود مہرپاش
یار چناں باش کہ نامت برند | نے سلامت بلامت برند
ترک جفا کن کہ چو شیریں بود | نام تو دیباچۂ تحسیں[ن۳] بود
میلِ کسے کن کہ صفائی دروست | نے گلِ رنگیں کہ نمائے دروست
آئینہ آں بہ کہ ز آہن کنند | زر نشود گرچہ کہ روشن کنند
میلِ تو ہر سو کہ بہ پیوند تاخت | آدمی از دیو بباید شناخت
دوں کہ شکم سیر ز نانت کند | بہرِ جوے قصد بجانت کند
سفلہ نخواہد دگرے را بکام | خس نگزارد[ن۴] مگسے را بجام
حاسدِ پُر فتنہ بباش[ن۵] زندگی | مکرمِ والا بنوا زندگی
دستِ تبرزن تبر انداز سخت | سایہ کناں بر سر[ن۶] و ریش درخت
سوزشِ گل جستہ گلابی ز بو | گل بر خرش خندہ زن و تازہ رو
گندہ نمک را چو بخوانی[ن۷] بخواں | پیشتر از ناں خورد افسونِ ناں

ن۱ کاغذیں آمد ن۲ پُر سوز بود ن۳ دیباچہ نفریں ن۴ کس نگزارد
ن۵ بنازندگی ن۶ برسرِ رویش ن۷ چونشانی

تو دہی او را قدحے خوشگوار — او زمے و مجلسِ تو در خمار
تو نہیش سینۂ بط در دہن — او نہ خورد جز جگرِ خویشتن
وہ کہ شرابے بصفا چوں خورد — آنکہ شرابش دہی و[ن۱] خوں خورد
مے کہ حرام ست و وبالت بود[ن۲] — چوں نمکت خورد حلالت بود[ن۳]
دامن ازاں گندہ نمک در نورد — کو نمکت گندہ کند گاہِ خورد
در فلک از کشمکشِ اختراں — ق — پایہ بلندت دہد از ہمرہاں
پس مخجہ[ن۴] از پیش نشینانِ خویش — روے مگرداں ز قریبانِ خویش
تخمِ تکبر مفشاں سینہ را — پشت مدہ صحبتِ دیرینہ را
میل بہم صحبتِ درویش کن — پرسش او[ن۵] از دگراں بیش کن
و[ن۶]آنکہ بود نقدِ مرادش بدست — پرسشِ او خود بکند ہر کہ ہست
چشم برو نہ کہ مرادیش نیست — وز ہمہ سو چشم کشادیش نیست
آہوے صحرا کہ خور از خویش داد — مغز بشہ پوست بدرویش داد
غرقِ درم ماہیِ دریا تمام — لقمۂ بے خار نہ[ن۷] بخشد بکام
واے بر آں مدبرِ ناقصِ عیار — کو گہِ اقبال نہ بلید بیار
قامتِ صندل چو بر آید بلند — صد شجر از بوے کند[ن۸] بہرہ مند

ن۱ او　ن۲ شود　ن۳ شود　ن۴ مخز　ن۵ از دگراں پرسش او
ن۶ آنکہ　ن۷ بہ بخشند　ن۸ شود

بید بود کو چو کشد سر بہ میغ　　سایہ نشیں را زند از برگ تیغ
تات متاعے بتہ بار ہست　　رخت بروں نہ کہ خریدار ہست
خود بدہ آں مایہ کہ داری بیار　　ور نہ ہمی خود ببرد روزگار
کوش کہ چوں داد خدایت بسے　　برخورد از یافتۂ تو کسے
چشمۂ حیواں کہ پس پردہ ماند　　زہر ہلاک ست چو ناخوردہ ماند
دولتِ آں سر کہ چو شد بختیار　　بر سر بے بخت فشاند نثار
لیکن ازانجا کہ دلِ مردم ست　　گرچہ جہانے ست بنانے کم ست
کیست کزیں دائرۂ لاجورد　　دستگہی یافت کہ پا کم نہ کرد
بادِ تکبر چو شود سرگراے　　شمۂ خلقے نہ گزارد بجاے
نکہت مردار بہ مغزِ کلاغ　　راحتِ مغز آمد و روحِ دماغ
بوے گل و لالہ خبزدوک را　　در سر و در مغز خلد دوک را
سوختۂ محنت اگر ہست دوست　　پیسہ شود یافت چو چربی بپوست
آتشِ سوزندہ چو در تن رسد　　پیلہ شود پوست چو روغن رسد
ہر کہ در افتاد بسیلابِ سیم　　بر قدمِ خویش نماند سلیم
کوری من کز فلک آمد بہ پیش　　چند خساں دیدم و در چشمِ خویش

نا بتہ یار　نا چو بود　خبزدوک۔ وہ جانور جو غلاظت کی گولی بناکر پچھلے پیروں سے لڑھکاتا ہوا لیجاتا ہے ۱۲　نا خرد　نہ پیہ　نہ پیہ دو رنگ۔ بلق ۱۲　نے پیسہ

کاں ہمہ بودند بہ پہلوے من ‏ ‏ ریزہ خورِ من چو سگِ کوے من
چوں سرِ شاں یافت ز رفعت کلاہ ‏ ‏ بیش نہ کردند بسویم نگاہ
من ہم ازانجا کہ عیارِ من ست ‏ ‏ میل بہر سفلہ نہ کارِ[1] من ست
آنکہ علیکم نہ بگوید[2] تمام ‏ ‏ بہ کہ سلامش نہ کنی والسلام
کوہ کہ سنگ ست سخن کم کند ‏ ‏ گر تو سلامش کنی او ہم کند
آنکہ نگوید بسلامت جواب ‏ ‏ سنگ بہ از وے بطریقِ صواب
مردمی آں را کہ نزاید ز عطاست ‏ ‏ دیو بود صحبتِ دیواں خطاست
ہر کہ بہ تنگی کند از تو گریز ‏ ‏ تو بفراخیش رواں[3] کن کہ خیز
میل بکسے کن کہ وفایت کند ‏ ‏ جاں سپرِ تیرِ بلایت کند
بہرِ چنیں دوست کہ جانی بود ‏ ‏ دوستی جاں زگرانی[4] بود
جاں کہ ازو بہ بجہاں یار نیست ‏ ‏ ہیچ نیرزد چو وفادار نیست
سگ کہ وفائے بریانیستش ‏ ‏ زآدمئے بہ کہ وفا نیستش
یار تواں یافت بگیتی بسے ‏ ‏ لیک وفادار نیابی کسے
صحبتِ آں کن[5] کہ بصدق و صفاست ‏ ‏ دامنِ او گیر کہ اہلِ وفاست

حکایتِ پیرِ وفادار کہ دامن بہ صحبت خار دوخت

نا یار ‏ نا۲ بہ نگوید ‏ نا۳ دواں ‏ نا۴ بگرانی ‏ نا۵ او کن

واز زخمِ زباں و سرِ سوزن خلہ نکرد

راہ نوردے ز بزرگانِ راہ — در طرفِ دشت شد از خانقاہ[۱]
از اثرِ سجدہ غبارے بسر — وز مے دوشینہ خمارے بسر
چوں بخرامش پےِ کارے گرفت — دامنش اندر سرِ خارے گرفت
او نستد باز بعزمِ طواف — دامن ازاں سوزنِ دامن شگاف
زانوے تعظیم زد اندر زمین — گشت بہم زانوے[۲و۳] خود ہمنشیں
گفت کہ با من سرِ کاریش ہست — ورنہ بدامانِ من او راچہ دست
آنکہ کشد دامنم از بہرِ تنگ[۴] — من دہمش گوے گریبان بچنگ
از پسِ[۵] یک سال کہ آں خاربن — خاک شد از گردشِ چرخِ کہن
خاست نشینندۂ صحبت شناس — گفت کہ بے نقد چہ داریم پاس
ایکہ اُمیدت بوفا آزمود — ترکِ وفا بیں کہ ز سوے کہ بود
صحبتِ تو داد چو دستوریم — ہم تو دہ انصاف بمعذوریم
ہر کہ ازیں پایہ وفایش کم ست — آں نہ وفا بلک فریب و دم ست
آنکہ در آفاق وفا یارِ اوست — ہر کہ در آفاق وفا دارِ اوست
خسروِ من سوے وفا کن خرام — تات شود ترکِ وفا پیشہ نام

ن۱ جلوہ گاہ   ن۲و۳ زانویش ـ زانوے او   ن۴ ننگ   ن۵ پے

مقالهٔ دهم در حرمت و رحمتِ ذوی الارحام و فضیلتِ وصلتِ ایشاں بغیرِ استخدام و طلبِ جمال و جاهت بشعارِ محاسنِ رجال و ترکِ توجه بخالهٔ و خال

هر که نسب شد[ن۱] ز خلفِ روشنش   دولت و بخت ست که زاد از تنش
یک خلف ار در نسبے سر کشد   بر سرِ صد هیچکس افسر کشد
بے خط صد صفر نیاید بکار   یک خط و صد صفر بود بے شمار[ن۲]
مرد زند از خلفاں بانگِ کوس   تاجِ خروس ست ز خونِ خروس
زاده که او صاحبِ پیشانی ست   در همه جا غرتش ارزانی ست
مهره که افتاد برون از سرے   بست ببازوش دگر سرورے
یک شبِ روشن ز بسے سلخ به   یک برِ شیریں ز دو[ن۳] صد تلخ به
سگ بچه پیش آر دو شیر اندکے   آں ز یکے ده[ن۴] بود این ده یکے
تیره بود دودهٔ دامن تراں   نور بود زادهٔ نیک اختراں
دود ز نم دوده چو از روغن ست   دیده از آں[ن۵] تیره و زیں[ن۶] روشن ست
آنکه ز آبا روشِ تنگ یافت   در روشِ خویش هماں رنگ یافت

ن۱ شد خلف   ن۲ در شمار   ن۳ بسے   ن۴ زیکے صد بود این صد یکے   ن۵ ازین ـ ن۶ وزان

کوزه که نبود ره نولش[1] فراخ　　زو نچکد جز نمِ باریک شاخ
بوے مراد از تنِ رنگیں مجوے　　رنگ ز هر کاسهٔ لاله نه بوے
زو چه تواں خورد که گاهِ نوید　　کاسه سیاه دارد و مطبخ سپید
خلق دعاگو ز پئے فائده است　　جاے لایلف پس از مائده است
کم بود از چرب زباناں فراغ　　دیگ کجا پخته شود بر چراغ
آنکه گشادیست بکار اندرش　　بانگ ز رئیست صریرِ[2] درش
آنکه صلائیش دمادم بود　　نقد ذخیره تهیش کم بود
دمدمهٔ دیگ دمادم صلاست　　زمزمهٔ چاه بزمزم صداست
گندم و جو را که صفت ناں دهیست　　خوشهٔ پُر بر سرِ شاخ[3] تهی ست
از پدر مرده ملاف اے جواں　　گر نه سگی چوں خوشی از استخواں
گر پدرت داشت کمالے بزیست　　آں حقِ او بود از آنِ تو چیست
از هنرِ خویش گشا سینه را　　مایه مکن نسبتِ دیرینه را
در تو دمے نیست چو زاں مشک ناب　　بد بود الحاقِ خطا بر صواب
بیخرد آں را ز نجیباں چه ناز　　خر چه کند با شتراں پا دراز
نیست همه نسل کریماں عزیز　　تخمِ خیارست بسے تلخ نیز
زشت بود سفله بجاسے بلند　　کاسهٔ خالی و صداسے بلند

---

[1] نُول بضم نون نائزه مشربه بهندی ٹونٹی گویند۔ نوله هم خوانند. شاعرے گوید ؎
آب از نولهٔ کوزه مخور ۱۲　[2] سریر　[3] خواں

جاے بلندانت نباید نشست — چوں ز توبے برگ بود زیر دست
ہیچ نخیزد ز بلندی شاخ — برگِ کشن[1] سایہ فشاند فراخ
خویشِ تو خود را چو بود بیش خواہ — خیز کہ خود خواہ نشد خویش خواہ
خازنِ بے عاقبتاں شد دہاں — بوزنہ کاں راست گلو توشہ داں
گشت دو مدبر چو بخویشی یکے — خانہ پُر ادبار[2] شود بے تکے
بہرِ عروسک چو شود[3] بوم شاہ — جز دہ ویرانش جہاز[4] ے مخواہ
ہیچکس ار سایہ کند لاشئے ست — سایۂ مو[5] دافع گرما کے ست
زر چو فزوں ست گرہ تنگ[6] چیست — سر چو بزرگ ست کلہ تنگ چیست
یا بزہ[7] افزاے کلاہے کہ تنگ — یا سرِ خود خرد[8] کن از زخمِ سنگ
زہ طلب اوّل کلہ آنگاہ خواہ — بے زہ تقویمِ کہن داں کلاہ
نے غلطم زر کہ دہی بہرِ زہ — قیمتِ زہ[9] شد نہ عطاے فرہ[10]
شہرہ مکن ہرچہ بخویشاں دہی — در کفِ تست آنچہ بریشاں[11] دہی
ہر کہ دمے شہرگی اندیشہ کرد — زانچہ شود شہرہ ہماں پیشہ کرد
سفلہ کہ دانگے بہ فقیر آورد — شش جہت از وے بنفیر آورد

---

[1] کشن اور گشن دونوں مترادف ہیں اس کے معنی بہتات۔ کثرت۔ انبوہ کے ہیں ۱۲
[2] ازنار [3] بود [4] جہاز کے معنی ساختگی اور اسباب و رخت کے ہیں کما قال اللہ تعالے فَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ ۱۲ [5] خس
[6] سنگ [7] زہ مغزی۔ گوشہ ۱۲ [8] تنگ [9] زر [10] زیادہ۔ افزوں
[11] بدیشاں

ایکہ بصد عربدہ بانگے زنی   شش نتوان باختن چو دانگے زنی

عرف بخواہی علمے برگیر   نیست الف لام در اسمِ ضمیر

گر تو شوی از ہمہ خویشاں بزرگ   در رمۂ خویش شباں شو نہ گرگ

پا بہ برِ خویش ز حد بیش نہ   منت بر خویش نہ بر خویش نہ

سیم پدر بر رخِ مادر مزن   بوسہ بپائش زن و بر سر مزن

گر ہمہ شہد کش بدہاں آوری   زہر بود چوں بزباں آوری

آنکہ سرِ انجام زنی نشتر کش   بہ کہ ز ا(ن۱)وّل ندہی نشتر کش

آنکہ سرِ ناخ(ن۳)ت آزار جبت   سر ببر(ن۴)ش گر ہمہ خرد ی زِ تست

ناخن از انگشت چو برتر شود   بابتِ انداختنِ سر شود

خصم بصد دست گر افسوں کند   ناخن از انگشت جدا چوں کند

قرۂ عینت چو شد آزار جوے   گریہ کناں دست خود از وے بشوے

موے زیادت چو برآید ز چشم   گریۂ بسیار کشاید ز چشم

ہست عصا در خورِ کو(ن۵)راں بمشت   کوردلاں راست سزا دارِ پشت

رگ کہ بود کژ بکشیدن سزاست   رشتۂ پیچاں بکشش گشت راست

لہ شہرت کے لئے نام پیدا کرنا اچھا نہیں دیکھو اسم ضمیر کو الف لام کی حاجت نہیں خود معرفہ ہے اس کے علاوہ بقاعدہ معمی برگیر کے لفظ سے لفظ علمی پیدا ہوتا ہے اس کی تحلیل کی جائے تو بر - م - گیر - بر کا ترجمہ علے اور بر بغل اور پہلو کو بھی کہتے ہیں اب یہاں حرف میم بانشارہ گیر بڑھا دو علمی ہوگیا ۱۲ ن۲ ہم ن۳ ناخن ن۴ بزنش ن۵ کوزاں

گر شرفے در رگِ نیکوے تست | ہر کہ بجز تست دعاگوے تست

عرق بپاکی[1] بدعا ضم شود | رشتہ بتعویذ مکرم شود

دیر زید گشت چو شیریں کسے | آب خورد شربتِ شیریں بسے

مادمنی با پدرِ خویش چند | کز سر احلیل برونت فگند

ایکہ[2] تنت پارۂ از جانِ اوست | قطرۂ از چشمۂ حیوانِ اوست

او چو ندارد ز تنت جاں دریغ | واے کہ چوں داری ازو ناں دریغ

نطفہ کزد کامِ رحِم تر شود | جانور از رحمتِ مادر شود

قطرۂ آبے ست کہ از تفّ و تاب | دانۂ نارے کندش آفتاب

یک شبہ رنج[3] از تو کہ مادر کشید | با دو جہانش نتواں بر کشید

یکشبۂ را کہ دو عالم بہاست | کم زند آنکو گہرش کم بہاست

زو کہ بشیریت فتوت بود | خونش خورانی چہ مروت بود

سوخت ز تو مادرِ فرتوت پیر | آنکہ بہشتِ تو شد از جوے[4] شیر

وعدۂ دوزخ چو بہ یخ بر نشست | دوزخی آتش زند اندر بہشت

لاجرم آتش چو زند شعلہ تند | خس نکند تیزیِ دندانش کند

تا تو نخستی دلِ آباے خویش | پیشِ تو نامد بد از ابناے خویش

گر ز تو چشم پدرت دید خار | از پسرِ خویش ہماں چشم دار

ن۱ زپاکی　ن۲ آنکہ　ن۳ آں رنج　ن۴ تو بشد جوے شیر

گر[۱] تو بہی خونِ تو بد رگ چراست ورنہ سگی زادۂ تو سگ چراست

نیش و[۲] جراحت نہ ز مردم دمد[۳] از دمِ مار و دمِ کژدم دمد

چون تو بدی گر ز تو زاید[۴] بتر خونِ جگر گوشہ بہ تہمت مخور

گر بچۂ خود بخورد گرزہ[۵] مار بچۂ او نیز شود بچہ خوار

میوہ کہ در نشترِ سختش توئی خار ز خود خور کہ درختش توئی

خون کہ بتن چشمۂ حیوانِ ماست گشت چو فاسد خللِ جانِ ماست

شو ادب آموز پسر[۷] را ز پیش کو چو قوی شد نتوانیش بیش

چرب کنی[۸] شانۂ نو را زبان مو ز گسستن نہ فتد در زیان

زادۂ بد در مکن و کن مکش ناخنہ از دیدہ بناخن مکش

زانکہ بدان گفتِ پدر نشنود ق جز سخنِ خویش دگر نشنود

این ز حدیثِ پدر اندر خروش آن[۹] ہمہ تن بر لبِ فرزند گوش

زادہ اگر خود ہمہ خاکستر ست سرمۂ چشمِ پدر و مادر ست

خرس چو در خندہ کشاید دہان بوسہ بر لب کہ زند خرس بان[۱۰]

گرچہ پسر دیدہ پر از خون کند مردمش از خانہ برون چون کند

درد کشد گرچہ کہ از دیدہ مرد دیدہ کشیدن نتوان بہرِ درد

ن۱ چون ن۲ نیش جراحت ن۳ بود ن۴ ز تو آید ن۶ گرزہ بڑے سانپ کا پھن گرزہ نہایت زہریلی قسم کا سانپ ہے ۱۲ ن۷ پسر ہم ۸ یعنی نئی کنگھی کو تیل لگا لینا چاہیے ورنہ بال کھسوٹے گا ۱۲ ن۹ او ن۱۰ جز میاں

چوں ہمہ مردم زدو[1] دیدہ خوش اند — رنج بدو دیدہ بہ دو[2] دیدہ کشند

دوری ازیں میوہ گرانی بود — میوۂ دل میوۂ جانی بود

پرورشِ زادۂ دشوار زیست — آنکہ نہ زادہ است چہ داند کہ چیست

سہل نماید برِ استر و ناں — محنتِ زائیدنِ آبستناں

گیر کہ مادر کند از بہرِ[3] خویش ق — پرورشِ زادہ بامید بیش

چیست صدف را کہ زجانِ دو نیم — پرورد اندر دل دُرِّ یتیم

دستِ قضا کیں ہمہ باہم نہاد — از پئے آبادیِ عالم نہاد

گر نہ دو آتش زدہ در خوے شدے — دہر پر از جانوراں کے شدے

زادہ کہ شد جانور از تو بپوست — دشمنِ جانی ست چو بینی نہ دوست

آدمی[4] از سینۂ مفتونِ خویش — دشمنِ خود پرورد از خونِ خویش

گشت چو فرزندِ بد آمادہ خوار — جاں طلبی زانِ وے آمادہ دار

سفرہ ربا شد چو سگِ خانگی — طمعہ برد بے حقِ پروانگی

حاضر مرگ تو و پُر[5] کردہ دیگ — تا پزد از تو علفِ مُردریگ[6]

لقمہ چو بے غم بد ہانش نہی — لقمہ شدی کے زد ہانش تہی[7]

خام خورد پختۂ مادر مدام — پختہ کہ آں خورد دہمش خوے[8] خام

ن۱ بدو   ن۲ زدو   ن۳ مہر   ن۴ مرادمی   ن۵ بر   ن۶ مردریگ مردہ کی میراث مردہ کا اثاثہ ۱۲   ن۷ تہی   ن۸ کوے

رنج کشِ طفل شکیبا بود | پرورشِ ناز نه زیبا بود
بچهٔ طاؤس چو از بیضه جست | دانه خورد چست[1] ز بالا و پست
بچه که کنجشک و کبوتر کشد | لرزه کناں دانه ز مادر کشد
صید هماں به که نشستِ[2] خود ست | راحت مرد از کفِ دستِ خود ست
خواجه مبادا که به پیرانه سر | بندهٔ فرزند شود بهرِ خور
ده[3] پسر از یک پدر آسوده گشت | یک پدر از صد[4] پسر افتد بدشت
ناخلفے را که بود شوم چهر | بر پدر و مادر و خویشاں چه مهر
سگ چو گهِ خشم فغاں برکشد | لقمه ز دندانِ برادر کشد

حکایتِ مردِ برادرکش که قصدِ خونِ برادرِ خود کرد و گردن به تیغ داد تا گردنش زدند و خونِ خصمِ او در گردنش کردند

از پئے میراث یکے خشمناک | ریخت یکیں خونِ برادر بخاک
تیغ بخوں شسته ز پہنائے دشت | پیشِ درِ میرِ ولایت گذشت
دید دو برنائے چو سروِ بلند | یافته[5] ز آسیب[6] گناہے گزند
تیغ برآورده سیاست گرے | تا بهرِ آسیب ربایدسرے
کرد یکے از جگرِ مهر زاے | روئے بسیاف که بهرِ خدائے

ن۱ خود جست ن۲ بدست ن۳ صد ن۴ ده ن۵ یافت ن۶ آشوب

گردن من زن قدرے پیشتر | کو زید از من قدرے بیشتر
واں[ن۱] دگرش[ن۲] گفت کہ بفگن سرم | تا مرم[ن۳] و مردنِ او ننگرم
ہر یک ازیں گونہ دراں دستبرد | جاں ز برائے دگرے می سپرد
مردِ سیاست گرِ[ن۴] شمشیر گیر | ماند دراں حال تحیّر پذیر
گفت چہ خویشی ست شمارا بہم | ویں چہ طریق ست وفا را بہم
ہر دو نمودند کہ یاریم و بس[ن۵] | ویں دم یاری ست[ن۶] دمِ آخر نفس
کرد برادرش نظارگی | سر بگریبانِ ستمگارگی
گفت بسیّاف کہ شمشیر کار | از سرِ شاں بگزر و بر من گزار
دوست دہد جانِ خود از بہرِ دوست | من بکشم جانِ برادر ز[ن۷] پوست
ہر کہ بدیں گونہ فتد در وبال | عیش حرامش بود و خوں حلال
واں شغبے کاں دو سہ تن ساختند | قصہ بگوشِ ملک انداختند
داد ملک آں دو جواں را خلاص | کرد بعدل ایں[ن۸] دگرے را قصاص
مرد کہ با خونِ خود آورد دست | چوں نگری دشمنِ جانِ خود ست
خسروا از اہل رحم ایں[ن۱۰] مجو | قطع رحم را رحم اللہ مگو

مقالۂ یازدہم در مفاتحِ فیض اماثل از مال و فیض اناہل از آمال و

ن۱ آں ن۲ دگرے ن۳ روم ن۴ زن ن۵ ست ن۶ یاریست ن۷ بہ
ن۸ ایں ن۹ اورا بدست ن۱۰ آنرا

فتح باب ابر و شانے که قطره قطره گرد کنند و دریا دریا بر کراں ریزند و لب تر نکنند و ماجرای بی آبی که اگر قطره از دست ایشاں بچکد چشمهای سائل را از کاو کاو بکنند

تجربه کردم بهر[1] اندیشهٔ — به ز سخا[2] نیست دگر پیشهٔ
سیم که اندر کف مردم دهند[3] — آخر ازاں به که بجا کش نهند[4]
زر نبود چوں بمغاک اندرست — خاک بود هر چه بخاک اندرست
هر چه نخوردی و نهادی چو مور — خاک خورد روزی[5] تو خاک گور
خاص ز بهر کرم آمد درم — بیں گز[6] ز قافیه اینک کرم
جانورے کو بجز از مردم ست — در علف یک شکم خود گم ست
آدمی ست آنکه ز نیروی کار — پر کند[7] او صد شکم و صد هزار
حال چو این ست پس آدمی — کو دگراں را سبب بی غمی ست
آنکه زد ادں کف بخشنده بست — کی زند از خوشدلی انگشت دست
مشت چو شد بسته[8] ز نا چیز چیز — دست نیاری زد و انگشت نیز
مرد لبردی کف والا نه بست — گر[9] نفس دی کف دریا نه بست

---

[1] زہر اندیشہ [2] نیست نکوتر ز سخا پیشهٔ [3] نهند [4] دهند [5] سنگ
[6] گز ز باقیش [7] به کند و صد شکم [8] بستهٔ نا چیز [9] کز

بسته بود پنجهٔ اہلِ جزام | گرچه بریزد نگشاید تمام
زاد[1] چو کف بست گدا پیشی[2] ست | بندِ قلم موجبِ درویشی ست
بسته نخواہد گرہِ خود قلم | شد بجوانمردی ازیں رو علم
گرچه کشائی گرہِ مرد و زن | به که نه بندی گرہِ خویشتن
خامه[3] تراش ست بہر جا سرے | زانکه تراشد بسوے دیگرے
تیرگراں رہست[4] ببازار نام | زانکه تراشند سوے خود مدام
تیشه که یکسر سوے خود رانَدش | خنده زند ارّهٔ دندانیش
ارّه صفت قسمتے و راست باش | نے ہمه چوں تیشه سوے خود تراش
لطف بجاے ست که دوری بود | بر زن و فرزند ضروری بود
کیست کریم آنکه بمسکیں دہد | نز پئے شہرت[5] ز پئے دیں دہد
ہرچه تونگر بتوانا فگند | وانکه[6] گہر باز بدریا فگند
آنکه دہد پُر بپُر و کم بکم | ز اہلِ نفاق ست نه ز اہلِ کرم
گر توئی از راہِ کرم زرفشاں | پُر بگدا کم بتونگر رساں
خاک برابرے که زکشت خراب | رفت بدریا و فرو ریخت آب
ہرچه به نسبت نه فشاند کسے | بخل ز اسراف نکوتر بسے
گرچه عطا در ہمه جا دلکش ست | ہرچه بہنجار بود آں خوش ست

ن۱ زاده ن۲ گدا پیشی ن۳ نامه ن۴ گرانست ن۵ شهوت ن۶ زانکه

دیده که از سرمه دلیلش دهند — سرمه نه از چمچه بمیلش دهند
دادنِ مکرم شرفے شد بلند — دادنِ مسرف بزه[۱] ور ریشخند
آنکه دو یم جامه ندارد بپوست — بیخرد است ار دهد آنرا بدوست[ن۲]
شفقه که بخشید بسر[ن۳] ما فقیر — رحم مکن گر بمرد گو بمیر
صحنِ جهاں[ن۴] شد چو خرابی نشاں — باغ بود برهنه و زر[ن۵] فشاں
آنکه توانگر بزرست و منال — گر همه بدهد بود اسرافِ مال
از دو یکے چشم کرم[ن۶] راست نور — وز سه یکے قسمتِ[ن۷] خیر الامور
پردلی آں به که بطاقت بود — پردلی از وام حماقت بود
حکم سخا نیست[ن۸] به بسیار چیز — از درمے دانگ و ز دانگے پشیز
کیست[ن۹] سخی آنکه روانت دهد — هرچه دهد هم بزمانت دهد
کس نه روش زآب رواں ترکند — کانچه بیاید[ن۱۰] بد همه را ترکند
آنکه به بخشش دهد[ن۱۱] از باده روے — وام ستاں باشد و بدره[ن۱۲] بجوے
وانکه گرش خنده زنی جاے[ن۱۳] هست — بخشش دیوانه و طفل ست مست
بے[ن۱۴] خرد اندایں همه هست بد — گر همه[ن۱۵] خود خیر کند بے خرد
اینکه سخاوت همه درمے کنی — واے[ن۱۶] اگر مے نخوری کے کنی

---

۱ بزه. گناه ۱۲ ن۲ بپوست ن۳ بمردے ن۴ چمن ن۵ خوں‌فشاں ن۶ گرد (هشت)
ن۷ قیمت ن۸ ز ن۹ کیست چو از دانگ روانت دهد ن۱۰ بباید ن۱۱ نهد
ن۱۲ بدره ن۱۳ بیجاے ن۱۴ بے خرداں ن۱۵ در ن۱۶ ده که

زشت بود مست ز اسرافِ زر — می بجوانمردی و او بی خبر
جود نه از بی‌ّری مال ست و بس — قسمتی از قدرِ منال ست و بس
نیست تقاضای جوانمرد جنگ — شاخ چو پخته است چه حاجت به سنگ
پیل خورد چون علفِ شه برد — بس که فتد بهرهٔ گنجشک و مور
شیر که بخشش همه خندان دهد — قوتِ کلاغ از بنِ دندان دهد
عربدهٔ سفله که احسانش نیست — غلغلِ ابری ست که بارانش نیست
عشوهٔ زرّاق بگنجینه در — عکس درم هاست بآئینه در
برگذر از مدخلِ عشوه فروش — کو فگند لقمه لب را بگوش
خواجه که لوزینه بگوشش آیدش — کی بدهان لذتِ نوش آیدش
وانکه شد از عشوه دهان عشوه خر — چون بطِ کور ست بگولاب (۱) در
کس نکند مایهٔ مدخل تراش — جز ملک و شحنه بخشم و خراش
تا نخورد تیشهٔ (۲) پولاد سنگ — قی نکند زر ز جگرگاهِ تنگ
آن که بدادن دلِ تنگش بود — تنگ دهد هر چه بچنگش بود (۳)
کوزه که باریک بود بابِ (۴) وی — زو همه باریک دهد آبِ (۵) وی
دادنِ مدخل که نباشد بسی — میل نباشد که پذیرد کسی
شیشهٔ گلابی که چکاند نه بس — هم بدو سه قطره بگویند بس

---

(۱) بگور آب (۲) آهنِ (۳) دهد (۴) نول (۵) وی

دستِ جواں مرد بود گنج بار — دستِ نگوں ہیچ نگیرد قرار
دست ستاں ہست ستاننده را — دست نگون ست رساننده را

یعنی اگر تو[1] دہی از کف درست — سجده کند دست بہ پشت نخست[2]
سر نہد از دامنِ پر آدمی — پلہ چو پر گشت ببوسد زمیں
پیشِ فشاننده کہ ریزد بروں — گرد چیننده ضرورت نگوں
گرم روی کن کہ برآئی بلند — کز خنکی در زمیں افتی نژند
شعلہ کند سر سوے بالا ز خاک — قطرهٔ نگونسار فتد در مغاک
یا بده آنچت دہد اختر فراز[3] — یا مستاں ہرچہ ستانند باز
منزلِ مہماں نبود ہر درے — بارِ عزیزاں نکشد ہر سرے[4]
خس کہ کند پرسشِ گرمت مگیر — کآتشِ خاشاک بود زود میر
بوم بشب طعمہ خورد دزد وار — باز رود طبل زناں در شکار
مرد دلیر ار چہ زخوں گاه سیر — سرخ کند روے خود و روے غیر
کارِ جوانمرد نہ رخ زردی ست — مردی در زیر جوانمردی ست
دور بود سفلہ ز جود و غزا — ہمچو خسے از غرق و از شنا
می طلبی از فلکِ شیشہ گوں — کاسہ ستاں دارد و صراحی نگوں
سوختہ شاخے کہ ندارد نمے — ریختہ دستے کہ ندارد[5] دمے

---

[1] می [2] سجده کند پیش تو دستِ نخست [3] براز [4] خرے [5] نریزد

هر چه که امروز توانگر دهد | روز دگر عاقبتش بر دهد
قطرهٔ باران که بصحرا گم است | چون برسد وقت جو و گندم است
هر چه دهی مزد طلب کن نه نام | نام خود افتد بلب خاص و عام
باش درختی که برآرد ز شاخ | سایه خود از برگ بیابی فراخ
نام سخی برشد و پرواز کرد | زانکه ز خود لنگر زر[1] باز کرد
نام بخیلان[2] بزمین ماندست | زانکه ز دوش سنگ گران هر که هست
هر چه کرم بهر خدا گستری | مزد بری نام نکو بر سری
وانچه بنامی کنی از خویش دور | حاصل نام تو چه باشد غرور
زر ز پی نام نه بخشد کریم | نام ستان هیچ ستاند بسیم
سائل اگر چه[3] بفریب و فسون | دم دهد و مال ستاند ز دول
از خرد آنکس که توانگر بود | زر دهد و نام[4][5] خرد خر بود
آنکه دمت داد مسیح ست اگر | مرده نه ای هیچ دمش را مخر
لیک چو[7] در پیش نفس راند[6] و بس | عیسی جان دانش و بستان نفس
وانچه دهی چونکه دهنده خداست | منت بیهوده نهادن خطاست
وانکه متاعیش بمنت دهی | اجرت باریست که بروی نهی
بار که مزدور چو پیلی برد | یک من و یک دانگ بمیلی برد

ن۱ خود ن۲ بچندان ن۳ کز زمین ن۴ باد ـ ن۵ باز ن۶ زاند ن۷ وانچه که بدهی چو

دانگ تو چون کوه بگردن نهد[1] — تاب که آرد که بدان تن نهد[2]

هر چه دهی می ده و منت منه — زانچه پشیمان شوی آن خود مده

پیشتر از داد کن اندیشه یاد — تا نشوی بیش پشیمان ز داد

کار که اندیشه کنی پیش از آن — هیچ پشیمان نشوی بیش از آن

هر چه که نتوانی از آن خواستن — زشت بود دادن و وا[3]خواستن

کس ز زمین باز نه لیسد لعاب — قطره گی[4] از خاک رود بر سحاب

طفل بود کز خردِ نا توان — هر چه دهد باز ستاند روان

نیست درین وقت خود آن آدمی — کو برساند بدلے خورمی

محترمانند درین روزگار — تنگدل و ظالم و افسوس خوار

گاه سخا از پیٔ نانِ زبون — کبر نگنجد بدو عالم درون

دانهٔ شان مرغ ندارد امید — کاسهٔ شان نے سیه و نے سپید

نقشِ درم شان ز تمنای دل — مقلهٔ دیده[5] است و سویدای[6] دل

گرچه خدا شان زر و نعمت سپرد — دولت شان داد و گدائی نبرد

پاک روانی که درِ دل زدند — خطّها بر همه حاصل زنند

چون دلِ پاک از کرم آراستند — مال چه باشد که ز جان خاستند

ن۱ کند ن۲ تاب که دارد که بران تن کند ن۳ او ن۴ نه ن۵ دیر

ن۶ سودای.

حکایتِ جوانمردانِ تشنه که شربتِ آبِ زندگانی را فدای یک دیگر کردند و خود با خشک جانی خشک آوردند و خشک گشتند

کعبه روی چند بگرمای تیز | تشنه فتادند بدشتِ حجیز
چوں بقدم طاقتِ گامے نماند | ق | خوں بجدِ جرعه بجاسے نماند
بر تلِ تفسیده قفاسے زدند | زانده مردن سر و پا میزدند
دودِ اجل خاست ز ہر بندِ شاں | بیخودی از پاے در افگند شاں
ناگه از اطرافِ بیابان و دشت | ناقه سواری سوی ایشاں گذشت
سوزشِ شاں دید درونش بسوخت | از تفِ ہر سوخته خونش بسوخت
گریه کناں آمد از اشتر فرود | بر سرِ ہر تشنه رواں کرد رود
شربتے از مطهره در طاس ریخت | زانچه خضر در لبِ الیاس ریخت
پیشِ یکے برد که ایں راہگیر | چشمهٔ حیواں خور و تشنه ممیر
او طرفے کرد اشارت بیاے | کوست زمن تشنه ترا در اسپاے
چوں سوے آں برد چناں کوثری | کرد رواں او بسوے دیگری
جست چناں ہر یک از ایثارِ خویش | مرگِ خود و زندگیٔ یارِ خویش

ل: بگرمابه ۔ ن[۲]: برتن ۔ ن[۳]: تل ریت کا سستل ٹیلہ ۔ ۱۲ فرحاد ۔ ن[۴]: ناگه از اطراف ۔ ن[۵]: بر ۔ ل[۶]: زندگی از یار

دور چو ساقی زسر آغاز کرد — چشمِ حریفاں قدرے باز کرد
مستِ نخستیں کہ نخورد آں شراب — گشت مزاج از سکر آتش خراب
خواجہ صلا گفت و جوابش[1] نبود — خاک شد آں تشنہ کہ آبش[2] نبود
بردگراں برد چو آں آبِ سرد — آں ہمہ را نیز نماند آب خورد
آب نزد کاتشِ شاں مردہ بود — جاں زمیاں زحمت خود بردہ بود
شربتِ خود خورد تقا از دل نشاند[3] — وانچہ زلب خورد ز مژگاں فشاند
ماند بحیرت زچناں مردیئے — کاینست جدا گانہ جواں مردیئے
ہست جوانمردِ درم صد ہزار — کار چو با جاں فتد آنجاست کار
اے کہ نداری روشِ آں سراں — چند چو خسرو صفتِ دیگراں

مقالۂ دوازدہم در منزلتِ شہیدانِ مغفرت نوش کہ از مقاتلہ
غزا بشرفِ درجات برآیند و مذلتِ شاہدانِ مقنعہ پوش کہ از
مقابلۂ وغا بطرفِ درکات گرایند و شکستنِ آں زشت گوہرے
کہ نرم آہنِ او را از موم روی بتابد و تیغِ گوشتینش سنگ را
بشگافد و آب دادنِ آں دریا کہ قطرۂ موج او ہمۂ روی زمین را

---

[1] جوابی [2] آبے [3] فشاند

بگیرد دواو پیشِ خویش از حیا پردہ بافند

اے بغزا بستہ کمر بر میاں	باختہ سر در رہِ سود و زیاں
جہدِ تو گر ہست ز بہرِ خداے	با نیتِ صدق بمیداں درآے
عربدہ ولاف ز سر دور کن	بلکہ ز سر نیز نظر[ز١] دور کن
تیغِ غزا مردِ نکو را بود	تیغِ زباں لوٗ ئیِ کو را بود
مردی اگر شور فغان و دم ست	زال ببازار بہیں رستم ست
گر صفے از خصم بجاں آوری	مرد نۂ چوں بزباں آوری
تیغ کہ او جملہ زبان ست و بس	آنچہ کند باز نگوید بکس
باری[ز٢] اگر نیست ادب در تو بیش	ایں ادب آموز ہم از تیغِ خویش
تیغ بود[ز٣] نزد زباں در دریغ	زانکہ نگنجد بنیامے دو تیغ
زاں لبِ سوفار بزہ در خور ست	کش ہنر افزوں و زباں[ز٤] کمتر ست
کردہ کہ گویند نباشد بسے	خاصہ کہ [illegible] بردہ بگوید کسے
مرتبۂ باز بود بے شکے	زانکہ ز صد کردہ نگوید یکے
نعرۂ بیہودہ زند ماکیاں	زاں خورد آلودگی خاکیاں
لاف زپر مغز مجو اے دلیر	باد شکن باشد چربۂ شیر

ز١ بصر ز٢ بادی ز٣ تیغ زباں ز٤ سخن

بس غرگو یا که چو در می نشست	کم نهند خویشتن از پیلِ مست
چون شود از دور حریف آزمای	پای چو مستانش بلغزد ز جای
شو بگهِ معرکه شمشیر گیر	کیست که در می نشود شیر گیر
مست که در کوچه زند لافِ جنگ	سخرهٔ طفلان شود از زخمِ سنگ
جلوهٔ بی جنگ بصحرا ورود	هست چو پا کوفتنِ بی سرود
گرچه تنِ مرد بمردی نرست	زینت[۱] اسلام ازان برترست
بین[۲] که نر انگشت بهنگامِ شست	در تهِ انگشتِ شهادت نشست
گاهِ غزا تیغ زنانِ[۳] غیور	جان که کند[۴] از تنِ مردانه دور
نی ز پی دخل زیادت کنند	کز پیِ اعلاء شهادت کنند
لاجرم آن تیغ که بر سر خورند	شربتی از چشمهٔ کوثر خورند
در تهِ این خنجر چون بید شو	جان بده[۵] و زندهٔ جاوید شو
نامه که شستن نه بدریا توان	تیغ بیک قطره بشوید روان
هر چه جز این ست بمیدان لاف	مردنِ مردار بود در مصاف
کشته که زخمیش بغارت رسید	غارتی کشته نباشد شهید
پیشِ گروهه زنِ صحرا شتاب	کشته شود ده زغن از یک کباب
غازی رسمی که بغارت رود	هست چو حاجی که تجارت رود

---

[۱] نیت اسلام [۲] هین [۳] زبانِ [۴] کنند [۵] جان بده زنده

چون زرج آنسوست تجارت گہش　　کعبہ طفیلے بود اندر رہش

آنکہ غزا خوانی و جوئی جزا　　گر غرضی ہست نباشد غزا

رو بغزا دل غرض آلودہ واے　　جہدِ خود ست این نہ جہادِ خداے

تاختنِ غر کہ عبارت گریست　　از پئے رعنائی و غارت گریست

جلوہ گرے کو بکند[1] حملہ تند　　ہست چو پیکانِ زراندودہ کند

تیغ کہ دارد بعلم حرفِ تیز　　زنگِ وے از صفحۂ او گو مخیز

زیبِ عروسانہ کنند[2] از ملوک　　تیغ بود آئینۂ نیزہ دوک

مردمی[3] گر زیبِ سر و تن بود　　ہر زنِ آراستہ بہمن بود

آنکہ نہ از صدق دلیری کند　　ہر چہ آرایشِ شیری کند

زن صفتاں را زرہ و دشنہ چند　　زشت بود زن روش[4] و دشنہ بند

مرد نہ بیند مگر اندر خداے　　غر ہمہ خود بیں بود و خود نماے

پر دل اگر ساز ندارد بجنگ　　بازوے دستش نہ بس[5] اسبابِ جنگ

گیر کہ تیرش بدو انگشت نیست　　تیغ بمشت از نبود مشت نیست

مرد کہ آہن دل و روئیں تن ست　　نے زرہش حاجت و نی جوشن ست

تیغ نہ بینی کہ بہنگامِ کار　　برہنہ گردد ز پئے کارزار

بازو از آہن کہ شود[6] صد منے　　کار مجو از چہ[6] بود آہنے

ل۱ نکند　ل۲ عروساں نکند　ل۳ ہر دل اگر زیب ح　ن۴ درستی د　ن۵ بس از　ل۶ زچو　ن۶ گرچہ

حملہ کند شیر برہنہ دواں — کرگ(٧) نہ جنبد تہ برگستواں

چوں زپئے رزم خرامی بروں — جوے سلامے کہ نیابی زبوں

چوں تو زبونی کنی از سازِ خویش — کے فگنی سر زسر انداز خویش

شاخِ گوزن ست سہ گز با تنش(١) — شیر بیک انگشت ویکے ناخنش

ہست نہنگ آنکہ ز بے(٢) جوشنی — بشکند(٣) از ماہی پانصد منی

باخہ سلاح از دلِ(٤) ترساں کند — زاں سرِ خجلت بگریباں کند

تا بشکوہ است دلِ صفدراں — خود(٥) نہ زیباست بفرقِ غراں(٦)

ہست بجا تا سرِ شاہینِ شاہ — بر سرِ کل مرغ نزیبد کلاہ

مادہ وش از سینہ ندارد تواں — نیست بہ پستانِ زناں استخواں

آنکہ شد از شعلہ زرد و کبود — خودِ زرہ و تیغِ کبودش چہ شود

در صفِ کیں گونۂ یک زرد روے — زرد کند گونۂ صد کینہ جوے

مرد کہ رویش زغزا گشت زرد — سرخیِ رو بایدش از غازہ کرد

زرد ازاں گردد مردِ سلیم — کز رخِ او خوں بگریزد ز بیم

آنکہ ہمہ خونش گریزد ز روے — او بچہ ساں ایستد آخر بگوے

مرد تنک زہرہ بجوید ستیز — از تنکی لرزہ کند تیغِ تیز

---

(١) زستا بتنش (٢) بہ بی (٣) نشکند (٤) تن (٥) خول

(٦) غر۔ بالفتح ڈرپوک بزدل ١٢ (٧) مخفف کرگدن یعنی گینڈا ١٢

بازبسے مرد کہ در جاے جنگ — زرد شود روش ز صفرای جنگ

نے غضب[۱] شیر بسرخی درست — شیر کہ زردست[۲] دلاور ترست

چند گزیں[۳] مرد کہ در کارزار — لشکر ترسندہ نیاید بکار

آب کہ او خیمہ زباران کند — دائرہ از آب[۴] سواران کند

خاک برآں دائرہ کز ہیچ باب — گرد نہ خیزد ز سواران آب

سر بصبت تیغ کسے در خورست — کوز پئے تیغ ہمہ تن سرست

چوں سر لشکر نبود گردنی — تیغ ضروری ست بسر خوردنی

شہ چو دہد دل بدلیران جنگ — شیر شود بچۂ روباہ لنگ

طغرل و شاہیں کہ چناں پُر دلند — شہ دل شاں داد ازاں مقبلند[۵]

دل ندہد کس چو بجرز[۶] و کلنگ — حوصلہ پُر سنگ وندارند سنگ

آنکہ ستادیش[۷] بہجا دراست — گرچہ ضعیف ست توانا ترست

بیضہ کہ بر ایستد از جاے خویش — نشکندش پیل تہ پاے خویش

حملۂ بے صرفہ مکن در نبرد — کشتہ بسے گشت زنا مرد۔ مرد

جنبش کو رانہ کہ شد جاے لعن — دوست زند طعنہ و بدخواہ طعن

شیر دلانے کہ تگ آموختند — حملۂ شیراں زسگ آموختند

۱۔ بے غضبے ۲۔ بزردی ۳۔ چیدہ ۴۔ دائرہ آب ۵۔ مقبلند

۶۔ جرز۔ چکادک۔ یا تگدار چو پرند جانور ہیں ۱۲ ۷۔ ستادی بمعنی ثابت قدمی ۱۲

ازشغب یک سگِ جنگ آزمای — ده سگِ درّنده بماند بجای

سگ ز تو به گر کمی[1] از سگ بجنگ — خواه تو آهوکش و خواهی پلنگ

دل طلب از مرد[2] نه اندام و پشت — باز سبک باشد و لگ لگ درشت

شیر بهیکل نبود چون شتر — اشکره نر خُرد بود ماده پُر

مغزِ جو اصل خورِ سنقر[3] بود — نیزه تهی تیر میان پر بود

مرد مهین[4] کو بنظر کمتر ست — مورچهٔ تیغ پلارک[5] خورست

بیں کُنه خرد بد انساں دلیر — کو زدلیری بخورد خونِ شیر

دشمنِ ناچیز بهنجار کش — پشه لبیلی نه به چقمار[6] کش

بر تو کند پشه چو نشتر زنی — خود شوی آزرده چو خنجر[7] زنی

تیزی پیکاں خورشِ کرگس ست — پرگس سرکه ببازی بس ست

معرکه بروی که زجاں شست اُمید — گلشنِ سوری بود و برگِ بید

وای براں مردی دنام آوری — کز تو بغیرے نرسد یاوری

ماند زبوں همسرِ تو زیرِ تیغ — تو سرِ خود گیری از آنجا دریغ

نے کمی از سگ که چو پوید دلیر — باز خزد منعمِ خود راز شیر

---

[1] یکے [2] کنہ [3] سنقر باز اور شکرہ کی طرح ایک شکاری جانور ہے اردو میں لگڑ کہتے ہیں ۱۲ [4] مبین [5] پلارک شمشیر اور جوہر شمشیر ۱۲

[6] چقمار ایک قسم کا گرز ہے ۱۲

[7] بخنجر

باش چو باغندهٔ طفلاں بجرب | کو بهوا بر جهد از بهرِ ضرب
گوی مشو کو ز یکے زخمِ کس | سر زده پوید که نه بیند ز پس
جلوه کند مرد بروزِ وغا | اسپ بجنبد بگهه آشنا
آنکه دلِ او بپرد از صریر | کے دلِ بدخواه پراند ز تیر
مردِ دلاور که چو شاہیں پرید | پشت پرنده به پریدن که دید
وانکه دهد پشت دلاور بود | پشتِ وے از روے نکوتر بود
در پےِ شیرے که گریزد ز جنگ | ور نشیں تا نه نشاند خدنگ
پشت بداں داد کماں در مصاف | تا فگند ناوکِ پهلو شگاف
آنکه گریزد بقفایش مپوے | وانکه زبوں گشت گزندش مجوے
زن بود آں مرد که مردی نکرد | کشتنِ زنِ شوم بود در نبرد
گرچه که سگ عربده خنداں کند | خنده و عفو از بنِ دنداں کند
مرد چو پیشِ تو زبوں شد ز جوش | سگ ز تو به گر نشوی عفو کوش
در روشِ مرد که فرزانگی ست | قتلِ زبوناں نه ز مردانگی ست

ل باغنده اور باغنده دونوں طرح صحیح ہے۔ اس کے معنی ہیں روئی کا گالا ۱۲
۲ بیکے ۳ نپرد ۴ بدوزد ۵ ز ۶ آنکه
۷ پشت دادن۔ مدد کرنی ہمت بندھانی ۱۲
۸ بجنگ ۹ براں ۱۰ گشند ۱۱ خندهٔ عفو
۱۲ کار از بن دنداں کردن۔ محاوره ہے۔ جیسے اردو میں سر آنکھوں سے کام کرنا یعنی نہایت رغبت سے ۱۲ ۱۳ نوش

بسته بکش گر همه گر پز[٢] بود — زانکه پلنگے برسن بز بود
وانگی کُشتی مرد نبرد آزمائے — نیز بکش جز برضا[٣]ے خداے

حکایتِ آن سگ که آبِ دهن بسوے شیرِ خدا انداخت و از خشمِ حیدرِ کرار کرم الله وجهه رهائی یافت و دیگر بار او را به کشت

بد اسد الله بوغا[٤] در مصاف — با یکے از کینه وراں در طواف
حمله بسے کرد سوارِ دلیر — گبر ستیزنده نیامد بزیر
تا بچناں کس بکش از دست بُرد — شد زد و سو آلتِ پیکار خُرد
هر دو دلاور چو[٥] بکیں آمدند — گرم ز توسن بزمیں آمدند
دست بهم برزده زاں داوری — پاے فشردند بزور آوری
حیدرِ کرار بسے کرد جهد — کاخترِ دشمن بزمیں برد مهد
چوں گهِ آنشد که بجوں کردنش — دور کند بارِ سر از گردنش
زد بدلیری سگِ زور آزماے — آبِ دهن بر رُخِ شیرِ خداے
سخت به پیچید[٦] بخشم اژدها — کرد زته صیدِ مخالف رها
بس که درآویخت درو خشمناک — کاں[٧] زده را بارِ دگر زد بخاک

٤؎ بغبار مصاف — ٢؎ گریز- بد دل- ڈرپوک ۱۲ — ٣؎ زبراے
٥؎ که — ٦؎ پیچید — ٧؎ کار

زو سرش از خنجر و سینه شگافت | سر زده[1] در پیشِ پیمبر شتافت
گفت رسولش که چو خصمِ درشت | بر زمیں آورد بصد حیله پشت
چیست که بگرفتی و بگذاشتی | بارِ دگر دست بخوں داشتی
گفت نیوشندۀ ایزد شناس | کایزدم آورد بمغز ایں هراس
من چو شدم چیره بر آں سخت کوش | آب دہن زد برخِ من زجوش
در غضب آورد مرا نفسِ خام | در دہنِ نفس بہنادم لگام
کآنچه غزا زیں[2] غضب آرم بجاے | بهرِ خود ست ایں[3] نه ز بهرِ خداے
گشت ضروری[4] که رہا کردمش | پس ادب از بهرِ خدا کردمش
آنکه جہادش ز پئے دیں بود | ایں کند و شرطِ غزا ایں بود
مرد غزا جز[5] ز پئے دیں نکرد | دید بسے خسرو اگر ایں نکرد

مقالۂ سیزدہم اندر اندرزِ شاہاں در رعایت بے پناہاں واعانتِ دادخواہاں و تجلیۂ اعمالِ ملکی بصنعتِ نصفت و تجلیۂ اعلامِ ملکی بعدل معدلت و دراز دستانِ ستم را بازوے تطاول بریدن تا کوته دست بوند و زیر دستانِ کرم را یدست

---

(1) را (2) زاں (3) آں (4) ضرورت (5) چوں

تلطف سایه کردن تا سایه پرورده حیت را شوند

ای به سیاست علم افراشته — تخم ستم در رهِ دیں کاشته

غافل ازاں در که عتابیت هست — فارغ ازاں غم که حسابیت هست

در پسِ آں پرده که راهِ تن ست — هر سرِ انگشت گواهِ تن ست

آنکه کشد عهدهٔ یک[1] تن بپوست — روزِ جزا پرسشِ آں تن بروست

آنکه از دستِ کساں صد هزار — شد بفلک چوں بود[2] انجام کار

آهِ کساں خرد نباید شمرد — آتشِ سوزاں چه بزرگ و چه خرد

تیرِ ضعیفاں که کشاد از کماں[3] — بگذرد از نه سپرِ آسماں

چیرهٔ زبوں شد چو ضعیفش گزید[4] — شه زمگس در پسِ خانه خزید[5]

گر همه سلطاں[6] بتماشا رود — خرمنِ درویش به یغما رود

پیل که بر روی[7] زمیں پا نهد — پای نه بر[8] مور بعمدا نهد

بختِ رعیت چو رعایت کند — خشمِ ملک جمله عنایت کند

رحمتِ مادر چو فراواں بود — شیر شود خوں که به پستاں بود

چوں طلبِ دخلِ ولایت کنی — گوش که حکمی برعایت کنی

---

۱. بیک تن ۲. شود ۳. زکشاد کماں ۴. گزند ۵. گزند ۶. شیطان

۷. پیل که در روی زمیں سر نهد ۸. ته.

ارّہ صفت قسمتی راست باش — نے ہمہ چوں تیشہ سوی خود تراش

دشمن اگر خود ہمہ پیش و پس ست — عدلِ ملک حرز روانش بس ست

زادِ مسافر قدمِ[۱] سختِ اوست — سنگِ مقامِ[۲] محکِ بختِ اوست

تیغ بعدل آئینۂ بادشاست — چوں بستم رفت کلیدِ بلاست

عہد کہ از تیغ بود فتنہ زاے — باز ہم از تیغ نشیند بجاے

آب کند گرچہ بنا را خراب — زود فتند[۳] گر نہ رسانی بآب

شہ کہ بہ بر تخت بتمکیں بود — شیرِ نمد ردۂ پشمیں بود

گردِ بلائے کہ در اسلام جست — از خویِ پیشانیِ شاہاں نشست

شہ کہ بشب[۴] تا بسحر مے خورد — روز بخسپد غمِ دیں کے خورد

رخنہ شود ملک بفرماں نہا — ارّہ شود تیغ زدنداں نہا

گر نبود کن مکنِ خسرواں — خانۂ مظلوم بگیرد عواں

ور تو زبیمِ ملک آزادی ست — بوزنہ را رقص نہ از شادی ست

مصلحتِ ملک برفق و عطاست — درہمہ جا حکمِ سیاست خطاست

موے کہ پیچیدہ زبے شانگی ست — گر تو زنی استرہ دیوانگی ست

شانہ بسرہا ہم ازیں[۵] بردہ گوی — کو بزباں فرق کند مو بموی

استرہ یک سر ستبردن خوش ست — زاں ہمہ روی سر اندر کش[۶] ست

---

۱. درم ۲. بر ۳. رود ۴. بشب ۵. ہمہ زیں بندہ گوی
۶. کش بسینہ کمر ۱۲

تا بسلیماں نہ رود[1] دردِ مور ... منہی کر باشد[2] و جاسوسِ کور

شہ کہ بود عصمتِ عالم ز دور ... آفتِ فتنہ است بر اہلِ حضور

ہیزمِ سوزاں کہ بآتش درست ... نور چہ بینیش کہ خاکستر ست

نورِ چراغ آنچہ بمسکن کند ... طاق سیہ زاویہ روشن کند

تا نکنی خدمتِ سلطاں دلیر ... تیغ و سناں روید از اندامِ شیر

گرچہ ملک بہ بود و پُر خرد ... بد شود از کار گزارانِ بد

خواجہ کہ دامن بکفایت کشد[3] ... پیرہن از پیرِ ولایت کشد[4]

گربہ کہ شد عطسۂ شیرِ ژیاں ... زو نرہد طوطیِ الحمد خواں

تا کفِ دستور در انگیزش ست ... نوکِ قلم نشترِ خوں ریزش ست

آشکرہ را از پئے[5] ہیر زد کلنگ ... ہست چو آویزشِ قصاب جنگ

آنکہ مرادش درم[6] انفختن[7] ست ... پیشۂ او سوختن و سختن ست

شغلِ سلیماں چو بدیواں رسد ... زآدمیاں نالہ بکیواں رسد

نزدِ بزرگانِ دیانت شعار[8] ... نیست روا عتقِ محرر زنار

طائفۂ خامہ کشانِ دد[9] و دد ناک ... در رقمِ خویش خود افگندہ[10] خاک

یک خطِ شاں بے شکن و پیچ نہ ... حاصل ازاں حشو دگر ہیچ نہ

آنکہ خطر رہست کشند از قلم ... بیں چہ کجی ہاست بزیرِ رقم

---

[1] دور [2] باید [3، 4] کند [5] آبے [6] دم [7] انفختن. جمع کرنا سختن طلال کرنا [8] شمار [9] دور [10] انگند

صد فنِ بوجہل بد فتر نہند تہمتِ این علم بجیدؓ ر نہند
آنکہ کند خانۂ خلقے خراب کافی و پرکار کنندش خطاب
وآنکہ جوے ر[ن۱]وش بسوے حق ست خندہ زنندش بزباں کاحمق ست
خامہ صریرے کہ سگالد ہمے از فنِ شاں زار بنالد ہمے
کردہ قلم را بخیانت علم ہر ہمہ را د[ن۲]ست سزاے قلم
ہست قلم کاتبِ وحیِ خداے خواجہ کند آلتِ وزدیش واے
وہ کہ ازاں پایہ چہ حاصل کنی کآلتِ حق آلتِ باطل کنی
خواجہ خورد لقمۂ شیرینِ خویش خامۂ ساع[ن۳]ی بکمیں گاہِ نبیش[ن۴]
ز[ن۵]خمہ خورد خوش منش از بدفعال ز[ن۶]ہرہ ز عقرب فتد اندر وبال
کار جہاں چوں بگز[ن۷]اں گشت راست کو[ن۸]ش بہ نرمی کہ درشتی خطاست
خس چو پراگند بصحنِ سراے رُفتہ بجاروب شود نز عصاے
ہیچکساں چشم نرکس کم زنند مورچگاں پلک نہ برہم زنند
ظالم اگر خود بز[ن۹]ماں میر گشت تا نشوی خوش کہ زبوں گیر گشت[ن۱۰]
کژدم اگر خود تہِ خاک و خس ست راہ ازاں کش کژئی در پس ست
گر دستمگارہ بجولیشی متن کز رگِ تو بہرِ تو با فد کفن

ن۱ روے ن۲ ہست ن۳ خامہ ن۴ خویش ن۵ زخم خورد خوئش چو آرند فال
ن۶ بروے نجوم زہرہ سیارہ کو برج عقرب میں وبال ہوتا ہے ۱۲ ن۷ بکجی ن۸ عیش
ن۹ بہ بروں میرلست ۱۲ ن۱۰ تست

روبہ صحرا بہ سگِ خانگی ق گفت کہ چند از دمِ بیگانگی
داد جوابش سگِ روباہ گیر تا نگرفتم رہِ تو راہ گیر
فاختہ با گربۂ بیداد[۱] کیش ق گفت بحلقِ تو نہم طوقِ خویش
گربہ بصد عجز[۲] و سر افگندگی گفت ز تو طوق و ز ما بندگی
نغمہ زد ار نائے بطے با عقاب رفت زیک زخمۂ چنگش[۳] بخواب
گرچہ عواں لقمۂ نیکو خورد ہم بودش نام بد انچہ او خورد
سینۂ مرغاں کہ چناں پاک شد نام وے از اشکرہ خاشاک شد
ظلم بداں کے شود از پند پاک حک نشود سایۂ نخچیر ز خاک
ظالمِ مفلس چو سگِ کوچہ گرد لابہ کناں پیش رود[۴] بہرِ خورد
یکدم اگر جیفہ فروتر مزید[۵] گرگ درندہ است برائے گزید[۶]
شحنہ چو برداشت کمانِ ستم زہ کہ کند آنکہ چنان[۷] سست ہم
شاد شود سگ چو رود خر بجنگ دست زند شل چو کند رقص لنگ
پیشِ ستمگار مکن پشت کوز زانکہ فراواں نزید اسپِ[ش] یوز
کے نظرِ شہ بسواراں رسد پرورشش از کارگزاراں رسد
در تفِ خورشید بعرقِ جہاں سایہ ز ابرست نہ از آسماں

---

۱ بیدار ۲ گونہ ۳ چنگل ۴ رود ۵ زنند ۶ گزند ۷ چنو گشت

ش چیتہ کی سواری کا گھوڑا اسپ یوز کہلاتا ہے کیونکہ یوز چیتہ کو کہتے ہیں ۱۲

گردے[1] تنے گر نہ بپوشش تنی[2] — تیغ بیفگن کہ کم از سوزنی
سوزن پوشندہ بدیں یک ہنر — گرچہ فرو برد بر آورد سر
اے کہ نہی گنج بہر گوشۂ — یاد کن از فاقۂ بے توشۂ
ناں خورشِ بے دماں چیست آب — مشعلۂ بیوہ زناں ماہتاب
میر ہمہ گندم دہقاں خورد — بذرگر از قرصِ جویں ناں خورد
مہرِ زمینِ تو ز دورِ سپہر — در ہمہ یکساں نگرد چشمِ مہر
گر پدرت گشت جہانے عزیز — کوش کز اں بیش بگنجے تو نیز
موے نسنجد چو بروں ز ایش — کوہ بہ گنجد چو بگنجا نیش
خار یکے را چو بپا در رود — گوشت از انجاے دروں تر رود
گل بگِل اندر خزد از کوب میخ — خاک تہ خاک زریز فرے بیخ
تاجوراں را کرم خاص و عام — از پے نیکی ست نہ از بہرِ نام
برتر ازاں شد بہ بزرگی سریر — کو شود از نام بزرگی پذیر
در تو کنی نام بزرگ اعتبار — بحر سہ حرف آمد و قطرہ چہار

---

[1] اس شعر میں بوجہ تجنیس کے اشکال ہی معنی صاف ہیں پہلے لفظ "تنے" میں یاے مجہول ہی اور دوسرے میں یاے معروف مطلب یہ ہی کہ اگر تو کسی بدن کے لئے کپڑا نہیں سی سکتا ہو تو سوئی سے بھی تیری کم وقعت ہی تو نے ملک ستانی تلوار کیوں ہاتھ میں لی اگلے شعر میں یہ کہتا ہی کہ سوئی چونکہ کپڑا سی کر پہناتی ہی تو اگرچہ اس کو محنت پڑتی ہی کہ سر کے بل نیچے جانا پڑتا ہی لیکن پہنانے کے عوض پھر اس کو سر بلندی نصیب ہوئی ۱۲ ن۲ زنی ل۳ سلطان
ن۴ تورگر ن۵ بگزرد ن۶ مینے ن۷ بخجد ن۸ بروں ن۹ زیروب ن۱۰ تاجرانراست
ن۱۱ نام ست

زر کہ ستانی بستم دامی ست | ورچہ دہی مایۂ بدنامی ست
بذلِ ستمگار نشد سودمند | نام ز انصاف برآید بلند
پیشۂ قصاب چو گیرد شباں | گرگ مسلماں شود و بے زباں
قدرِ من از قدرِ تو گر اندکے ست | خونِ من و تو بجراحت یکے ست
گر تو شوی رنجہ ز آسیبِ خار | چشم و دلِ غیر ز ہر پیکاں مخار
ہر چہ کہ بر خویش نداری روا | بر دگرے نیز نباشد روا
در گنۂ غیر کرم پیش گیر | در محلِ تیغ سرِ خویش گیر

حکایتِ خطا کردنِ بادشاہے و از تیرِ بے خطا زدن بر بے گناہے

تاجورے از ملکانِ دیار | صبحدمے خاست بعزمِ شکار
رخش بروں راند بصحرا و دشت | صید کناں سوے دہے میگذشت
دید یکے کودک بیوہ سرشت | بر سرِ رہ بود نگہبانِ کشت
ناگہ از آں جا کہ قضا رفتہ بود | طفل ز آسیبِ صبا خفتہ بود
دید شہ از دور دراں خرد سال | در نظرش مرغ نمود از خیال
یا سجِ سوزاں کہ در آورد غرق | جست بر آں سوختہ خرمن چو برق

۱ ؎ بیزباں ۲ ؎ در د نباشد دوا ۳ ؎ بصحرا گشت ۴ ؎ بود یکے ۵ ؎ قضا
۶ ؎ یاسج پیکاں دار تیر یعنی چمکتا ہوا۔ تیر کو پورا کھینچا ۱۲ ۷ ؎ سوزن ۸ ؎ بداں

فتنه محابای بلائی نه کرد — کرد خطائی و خطائی نه کرد

مرکبِ[ن۱] دولت چو بدان[ن۲] سو کشید — باز بدنبالهٔ تیهو کشید

خسته وی دید جگر سوخته — تیرِ هلاکش به زمین دوخته

داد ز پیکانش[ن۳] قضا آبخورد — قطرهٔ آبیش ز جان[ن۴] کرده سرد

ماند[ن۵] زبان بسته بدان داوری — با دلِ بدخو بزبان آوری

گه بتأسف لبِ خندان گزید — گه سرِ انگشت بدندان گزید

یافت خبر مادرِ سینه کباب — خون شدش از سوزِ جگر گوشه آب

بر سرِ آن خاکِ خونی[ن۶] نهاد — خاک بسر کرده درآمد چو باد

آه چنان کرد که صحرا بسوخت — هر که دلش داد دلش را بسوخت

شاه چو دید آن شغبِ دردناک — گرم فرو جست ز توسن بخاک

طشت طلب کرد و یکی تیغ تیز — طشتِ دگر کرده پرِ گنج ریز

تیغِ سیاست بسرِ خویش برد — در نظر بیوهٔ درویش برد

گفت بکش ماتمِ خود سور کن — دامِ خود از گردنِ من دور کن

حکمِ قضا را برضا در پذیر — جرم بمن بخش و بها در پذیر

ور گنه ام را بغلط ره بری — مُرده ز یزدان نه یکی ده بری

این زر و این طشت مسلم تراست — دیه اگر شهر شود[ن۷] هم تراست

ن۱ موکب ن۲ بران ن۳ پیکان قضا ن۴ بجا ن۵ مانده ن۶ خوبی
ن۷ بود هم

شہ کہ بہ تسلیم سرے پیش کرد — تیغ شفیع گنہ خویش کرد
زاں زر و پولاد کہ پیوستہ گشت — راہ خصومت ز میاں[۲] بستہ گشت
زال چو دید آں روشِ عدل و رای — بختے ازاں بیخودی آمد بجای
گفت کہ خوں ریختہ گیر از تو زود — مردہ من زندہ نگردد چہ سود
تو کہ غلط زخم زنی[۳] خوں بود — منکہ بعمدا کشمت چوں بود
نزد خدا جرم تو ناچیز باد — من ز تو راضی شدم او نیز باد
اے کہ ترا شحنۂ دیں کردہ اند — داد چنیں کن کہ چنیں کردہ اند
رابطۂ خسروی از داد بند — تا کنی آوازہ چو خسرو بلند

مقالۂ چہاردہم در تحسین دیانتِ صائن و نفرینِ دنائتِ خائن و تحریرِ حشوِ کتاب کہ در صدر گراید و نمونۂ قلبِ اعمال کہ لامع نماید و گرم خیزی پختگانے کہ لعل و یاقوتِ آبدار بیگانہ را انگشتِ افروختہ دانستند و از بیم سوختن انگشت نہادن نتوانستند و دود انگیزی سوختگانے کہ دوزخی را آشام می کنند و آروغے دودناک بیارند

اے بدیانت دولت آراستہ — خواستۂ خلق فزوں خواستہ

---
۱ بود ۲ بمیاں ۳ زدی ۴ چو دل

او بخصومت[١] همه نفرین فزود   وین بلطافت همه تحسین نمود
گرچه زد او خنجر پهلو گزاے   بود ز عیسیٰ نفس جان فزاے
گفت رفیقی که نکو نیت چیست   پیش زبون گیر زبونیت چیست
زو[٢] چو برویت ستم افزون بود   تو سخن از لطف کنی چون بود
گفت مسیح از دم روح اللهی   کاے ز دمم جان تو بے[٣] آگهی
هر کس ازان سکه که در کان اوست   آن بدر[٤] آرد که بدکان اوست
او خم سرکه است کجا[٥] می دهد   وانکه نباتست بدل کے دهد
من نشوم چون زوے افروخته   او شود از من ادب آموخته
من که ز دم مایه ده جان شدم   این صفتم داد خدا زان شدم
خلق نکو باد مسیحا بود   پاسخ بد مرگ مفاجا بود
خسروا اگر خوش شدے[٦] از همدمان   رو که توئی عیسیٔ آخر زمان

مقالهٔ هفدهم در غنیمت داشتن شب شباب که نور افزاے مشعلهٔ حیات ست و قیمت دانستن قوت و تاب که زنگ زداے آئینهٔ ذات ست و بر متاع زندگانی امین نابودن

---

(١) بحضورش (٢) زد (٣) نے (٤) برون (٥) عسل کی (٦) همدے

که روزِ روشن ست و روے خورشید و دلِ سپید در موے
سیاه نابستن که شب دل سیاه گردد و موے سپید

باغ در ایامِ بهاراں خوش ست — موسمِ گل بارخِ یاراں خوش ست
چوں گلِ نوروز(۱) کند(۲) نافه باز — نرگسِ سرمست درآید بناز
سبز برآرد خطِ عاشق فریب — از دلِ بیننده رباید شکیب
برگ شود برگِ نسریں فراخ — آب چکد زابر بر(۳) اندامِ شاخ
سروِ تراندام ز لطفِ صبا — از خزِ بے تار بپوشد قبا
تازه شود لاله چو رخسارِ دوست — غنچهٔ نوخیز نگنجد بپوست
بر(۴) رخِ گل غازه(۵) کند لاله زار — جلوه کناں دست برآرد چنار
از خطِ سنبل که معنبر شود — خاکِ چمن غالیهٔ تر شود
ابر بگرید برخِ بوستاں — باغ بخندد چو لبِ دوستاں
تا بنهد(۶) بر جگرِ لاله داغ — گل همه از باد(۷) فروزد چراغ
بط ز ترانه که برود آورد — فاختگاں را بسرود آورد
گرچه کند(۸) مرغ زمستی خروش — نیز نهد بر سرِ گل پا بهوش
باز چو گل رخت بریزد ز خار — خنده فراموش کند لاله زار

---

(۱) دم (۲) کشند (۳) از تن و اندام (۴) بے یار (۵) تر (۶) گل لاله (۷) آب کند (۸) باغ
(۹) کشند

باغ دہد حلۂ رنگیں بباد — غنچہ بہ[1] بندد لب شیریں کشاد

سرو سرافراشتہ پست او فتد — در ورق لالہ شکست او فتد

نافۂ[2] شگوفہ ندہد بوے مشک — پر شکند فاختہ از شاخ خشک

مرغ خورد بر گل نسریں[3,4] دریغ — بید بیارد بسر سبزہ تیغ

نسترن از شاخ در افتد نگوں — خشک شود در جگر لالہ خوں

سرد شود چشمہ چو افسردگاں — زرد شود سبز چو گل خوردگاں

شاخ بنفشہ کہ زجا بر شود — گژدمہ[5] دیدۂ عبہر شود

برہنہ گردد چمن حلہ پوش — شاخ دہد مژدہ بہیزم فروش

خنجر سوسن چو[6] فتد بر زمیں — سایہ ببرد ز سر یاسمیں

ابر نیارد[7] گہرے از سپہر — خار نخارد سر نسریں بمہر

عہد جوانی کہ بہار تن ست — نسبتش اینک ہم ازیں گلشن ست

تا بود اسباب جوانی بہ تن — روے چو گل باشد و تن چوں سمن

تازہ بود مجلس یاراں بتو[8] — جلوہ کند صف سواراں بتو[9]

شیفتگاں دیدہ بر رویت نہند — رخت ہوس بر سر کویت نہند

نکہت گیسو چو نسیم سحر — رنگ بناگوش چو نسرین تر

---

(۱) بخندہ (۲) نافہ (۳) سر نسر (۴) برگل و نسریں

(۵) گژدمہ کہتے ہیں بس کنٹھہ کو یہاں مراد ہے کہ نرگس کی آنکھوں میں تکلیف دہ ہو جاوے ۱۲

(۶) کہ (۷) نبارد (۸) زتو (۹) زتو

نرگسِ تو بادہ نداند گناہ — غنچۂ(۱) تو خندہ ندارد نگاہ
تاب دہد چہرہ زبر نائیت(۲) — میل کند(۳) سینہ برعنائیت
دیدہ سوئے فتنہ پرستی کشد — دل ہمہ در شوخی و مستی کشد
نازکنی ناز(۵) کشندت بجاں — دل طلبی نیز دہندت رواں
روز چہ جوئی بہ شبت آں رسد — تا شبِ تو نیز بپایاں رسد
نوبتِ پیری چو زند کوسِ درد — دل شود از خوشدلی و عیش سرد(۶)
گونۂ رخسار بزردی زند — آتشِ معدہ دمِ سردی زند
موئے سپید از اجل آرد پیام — پشت خم از مرگ رساند سلام
در تن و اندام درآید شکست — لرزہ کند پائے زستی چو دست
چشم شود منزوی از خانہا — رخنہ شود رشتۂ(۷) دندانہا
قوتِ دل بشکند و زورِ تن — پوست جدا گردد چوں پیرہن
چنگ صفت رگ جدا از پشتِ پیر — تار بجندد(۸) چو کہن شد حریر
عشقِ بتاں بار بریزد ز دوش — دیگِ ہوس باز نشیند ز جوش
تیرہ شود مشعلۂ نورِ عین — دل بمصلا کشد از کعبتین
خشک شود عمدہ(۹) بازو چو کلک — سست شود مہرۂ گردن(۱۰) سلک

---

(۱) غنچہ (۲) زیبائیت (۳) کشد سرمہ (۴) بار (۵) بار (۶) فرد
(۷) ارّہ (۸) بجنبد (۹) تازہ بہارے (۱۰) بسلک

کند شود بادِ ہوا راسناں　　　میل ز معشوق بتابد عناں

از مے و گلزار فراغ او فتد　　　زہد(۱) ضروری بدماغ او فتد

برہمہ این(۲) دور دمادم رسد(۳)　　　از ہمہ بگذشتہ(۴) بما ہم رسد(۵)

آه که(۶) ایامِ جوانی گذشت　　　عمر بداں گو نہ که دانی گذشت

داعیہ کم گشت و(۷) ندامت فزوں　　　رفت ز سر بادِ رعونت بروں

سینہ ببرید طرب را امید　　　لالہ کبود دم شده سبزه سپید

ماند ز رفتن قدمِ ره گراے　　　تنگ بتنگِ پاے بروں شد ز پاے

آئینۂ زانوے پولاد ساز　　　گشت چو بز(۸)مِ آتشِ آہن گداز

رفت ہولے سنے و نوشم بروں　　　کرد قضا پنبہ ز گوشم بروں

نہ فلکم بر چہل افزود ہشت　　　تن که دو رو بو(۹)د دوتا گشت

ششدرهٔ(۱۰) راه(۱۱) سه پنجم گشاد　　　ہفت و نہم در شش و پنج اوفتاد

گرچه مہِ چار دهٔ من بکاست　　　دل ز سرِ چار ده بازی نخاست

عربده بازی و نادانی است　　　بست شد آغازِ پریشانی است

از ورع و زہد رسی تا چہل　　　ہر چه کنی خوی پذیر ست دل

چوں ز چہل پاے فراتر نہی　　　سکہ محال ست که دیگر نہی

---

(۱) باد (۲) آں (۳) رسید (۴) بگذشت (۵) رسید (۶) ایکه چو
(۷) گشت ندامت (۸) جو بر (۹) جواں بود دو مو (۱۰) ششدره ده نرد کا مہره ہے جو حرکت نہ کر سکے۔ پیخ مستعار چیز دنیا۔ ہفت و نہ۔ آرایش شش و پنج معرض تلف اور بازی کا نام ہی ہر معنی صاف ہیں ۱۲ (۱۱) راکه پیخ (۱۲) چوں نتواں از پس پنجه نشست (۱۳) براں گونه

از پسِ پنجاه[1] در آید شکست | وای بد[2] ینگونه که رفتی ز شست
از پسِ هفتاد بیفتادی ز دست | حدِ بقا زاں سوی هشتاد نیست
در نود آیینِ حیات اندکیست | زیستن و مرگ به نسبت[3] یکیست
ور بصد افتد حدِ پایندگی | مرگ نکوتر ز چناں زندگی
مهلت تو گر صد[4] و یا پنجه است | از پی آرایش زادِ ره است
چوں تو دریں[5] تخته نداری شمار | عمر چه ده چه صد و چه صد هزار
چوں رودت روز بر و[6] دو شراب | رو که هم اندر عدمی مستِ خواب
پیر که او در دِ سبیلی خورد | لعبتِ عید[7] است که سیلی خورد
پیری نداف که از پنبه خاست | راست مداں[8] پشم ز پنبه جداست
پیر نگیرند بموی سپید | تا برِ پیراں نبود زو امید
باش چو کافور به پیرانه سر | پاک ز بیروں و دروں سربسر
نافه مشو کز پی خونِ تباه | موی سپیدش بود و دل سیاه
چند سیه تر شب تو هر نفس | نورِ خداوند چراغ[9] ست و بس
کو ز شدی نفس مکن جیفه خوار | زنده بود زاغِ[10] کماں را شکار
پیر[11] شدی پیشهٔ پیراں پذیر | زشت بود لعبِ جواناں ز پیر

---

(۱) چوں شتاں از پس پنجه نشست (۲) براں گونه (۳) بصورت (۴) صدیا
(۵) دراں (۶) بسر (۷) ایک کھیل ہے کہ عید کے دن کوئی کھلونا ہوتا ہے اسکے
دھولیں مارتے ہیں ۱۲ (۸) بداں (۹) چراغت نه (۱۰) کمان کے گوشہ کی نوک ۱۲

پیر که بر رسمِ جواناں زید — مرده بود گرچه بصد جاں زید

وانکه جواں پیر تبز و پیر گشت — طفل بود گرچه بمو پیر گشت

نسبتِ پیری و جوانی نه موست(۱) — هرچه بهنگام بود آں نکوست

موے که سازند سپید از گلاب — سخره چو موے سیه است از خضاب

عمر چو از حیله نخواهد فزود — سبلتِ رنگیں بتکلف چه سود

خنده چه بینی بجہاں ریشِ تر(۲) — مرگ که او خنده زند آں نگر(۳)

پیر که از لرزه برآرد علم — فاتحه یٰسیں شودش در ستلم

اے حرفِ الحمد (پُر بے عقل ۱۲) چه خوانی بہ تن — نوبتِ یٰسیں ست کنوں جاں بکن(۴)

هست چو دورانِ فلک تیز رو — دانه بدست(۵) آس چه کہنه چه نو

بیں تو که هر پیرِ نگوں در مغاک — چند جواں دیده بود(۶) زیرِ خاک

راه مخوف است مخسپ اے جواں — خیز که بگذشت ز پل کارواں

رخت گراں بفگن و بردار(۷) پاے — تا بچنیں راه نمانی بجاے

خوابِ تو بسیار شب اندر گریز — تات سپیده نه دمیداست خیز

توبه گهِ کام روانی(۸) خوش ست — دولتِ تقوی بجوانی خوش ست

پیر که خوابش نپرسند باز — دل چه کند گر نه نهد در نماز

---

(۱) پوست (۲) تر (۳) نگر (۴) بمن (۵) بدستش (۶) تو (۷) بگذار

(۸) که امروز توانی

مطرب کهنه چه بگیرد زکس | چون نئی اوز و نستاند نفس

کاهلی آیینِ گرانان بود | رنج کشی کارِ جوانان بود

هر که چراغی بجوانی نسوخت | خانه به پیریش بباید(۱) فروخت

نقد بقا را عمل اندوز کن | قیمتِ فردای خود امروز کن

خیز زکوٰتے بجوانی(۲) بده | کیسه پرست آنچه توانی بده

چیست زکوٰتے تنِ آراسته | راستی از سروِ(۳) جوان خاسته

پیشِ همه راستی اندر وجود | ق پیشِ خدا پشت خم اندر سجود

تا ز پئے دشمنِ دیں هر زماں | شخصِ تو هم تیر بود هم کماں

به بجوانی که کماں قد شوی | زانکه چو پیری رسدت خود شوی

چند قدم را بگرانی زنی | کوشش که رکعت بجوانی زنی

زانکه چو پیری خمِ صورت کند | خواجه رکوعے بضرورت کند

تیر قدے بر سرِ پیرے نژند | گفت ببازی که کمانت بچند

گفت مکن نرخِ تهی مایگاں | رو که هم اکنوں رسدت رایگاں

عهدِ بهار از گلِ شبگیر پرس | ذوقِ جوانی ز دلِ پیر پرس

پیر شناسد که جوانی چه بود | تا نرود(۴) از تو نه دانی چه بود

فارغے از قدرِ جوانی که چیست | تا نشوی پیر ندانی که چیست

ل۱ نباید ل۲ زجوانی ل۳ پیر دجوان ل۴ تا نشوی پیر

حکایتِ پیرِ صاحب نظر و جوانِ تعبیه گر

صبح(١) دمے لالہ رخے چوں چراغ — رفت خراماں بتماشاے باغ
نوش لبِ قہقہہ شکر فشاں — جعد جو زنجیر بپایش کشاں
فتنہ زخش نرگسِ بیمار ہم — اشکنۂ(٢) زلف بخروار ہم
راہ روی در چمنِ(٣) باغ بود — در دلش از کرۂ کلہاں داغ بود
میشد و در گل نظرے میفگند — وز شغبِ مرغ سرے(٤) میفگند
فرق فرو ہشتہ چو ابروے خویش — پشت نگوں کردہ چو پہلوے خویش
گرچہ ز پیریش ستے بود کوز — میلِ جوانانش جواں بد ہنوز
سروِ خرامندہ کہ بگذشت ست — مستی او توبۂ صوفی شکست
گفت درنگی کہ تماشا کنم(٥) — سودِ خود(٦) اندر سرِ سودا کنم(٧)
لالہ کہ امروز بخندد بباغ — تا شبِ فرداش نماند چراغ(٩)
رخ بنما اے صنمِ خندہ ناک(٨) — بیش کہ از خندہ بغلطی بخاک
گل کہ بتری ندہد گل فروش — خشک شود سود ندارد خروش
تازہ نکوئی قدرے سوی تست — حور و ملک در ہوسِ روی تست

---

(١) صبحدماں (٢) اشکنہ- چین اور شکن ١٢ (٣) طرف (٤) نظسر
(٥) کنیم (٦) سود اید بر سر (٧) کنیم (٨) باغ
(٩) تا شب فرداش نیاید چراغ۔

خوبی ازاں پس کہ نماند بسے — بس کہ نمائی و نہ بیند کسے
برمشکن راہ نہانی بترس — پیری من بیں زجوانی بترس
جاے نظر ہست ملامت مکن — وعدہ بفرداے قیامت مکن
شاہدِ رعناے جوانی فروش — ق — کردچو دیباچۂ عارف بگوش
دید ببازی سوے پشت دوتاہ — گفت نگوں گشتہ چہ جوئی براہ
پختہ کہ شد سوختہ زاں حرفِ خام — ق — داد باندیشہ جوابے تمام
گفت چہ جویم سر افگندہ پیش — نقدِ جوانی کہ نیابیم بیش
گم مکن ایں[۱] یافتہ نقدِ عزیز — پیش کہ جوئی و نیابی تو نیز
خدمتِ پیراں بجوانی پذیر — تات چو خسرو کند ایام پیر

مقالۂ ہیجدہم در دوادوِ راہِ نجات وجنات کہ اوّلِ ہر دولت ست وخیزاخیز ازخوابِ غفلت وعطلت کہ آخرِ ہر دولت است وبیدار کردنِ مردماں تاغافل نباشند از تیغ زدنِ قطعِ ایام[۲] کہ الوقتُ سیفٌ قاطعٌ الناس نیام

اے زشبِ ہجر گراں سایہ تر — وز نفسِ عمر فرومایہ تر

---

(۱) آن (۲) امانۂ قطعی

هر ذرهٔ آتش سوز نے انداختہ | دیدہ بدامانِ فلک دوختہ
یک شب از انجاش کہ رونے نبود | نرگسِ مستش سوے بالین غنود
پہلوے سنگیں بزمین نرم کرد | دیدہ بخفتن قدرے گرم کرد
تا رخ ازاں خوابِ ستمگارہ شست | آمدہ بود و شدہ وقتے کہ جست
صبحدمش ہاتفے آواز داد | کانچہ شد اکنوں نتواں باز داد
آں ہمہ بیداری چل سالہ پیش | چشم تو بفروخت بیک خوابِ خویش
خواب دمے بہرہ چو زیساں دہد | خوابِ ہمہ عمر چہ حسرتاں دہد
خسرو اگر زندہ دلی زینہار | ایں نفسے چند بجاں زندہ دار

مقالۂ نوزدہم در شکایتِ گردونِ دوں کہ مہرِ او در بیاباں بے آباں را آفتابِ بے آب میرساند و دورِ او ہوشیاراں را خراب و بے آب میگرداند و برآوردنِ دمِ سرد برائے ہمدمانِ گرمِ خوں کہ از آسیبِ دہر تیز رو پیوندہائے ایشاں جدا جدا گشت و فرو بردنِ بادِ حسرت از یادِ فرو رفتگانِ خاک کہ گوہرہائے ایشاں در زیرِ گل ناپیدا گشت

نسخہ ۲ درماں | نسخہ ۳ ہوس بازاں | نسخہ باد

اے شدہ مغرور بمستے خیال   جلوه کناں در تتقِ ماه و سال
پرورشِ مادرِ گردوں مبیں   کآنتِ جانِ مگس ست انگبیں
ہرکہ ازیں شیشۂ مے کرد نوش   خونِ وے از سینہ[نـ۱] برآورد جوش
بادہ باندازہ بود خوشگوار   بیش خوری بیشتر آرد خمار
ہرچہ رسد ہبرِ زیادت مپوے   بیں کمیِ عمر، زیادت مجوے[نـ۲]
اے کہ بگرما بہ خوشی با سرود   تا نکنی رقص کہ افتی فرود
لا بہ مبیں زیں سگِ روباہ گیر   گرگ کہن باشد و قصاب پیر
لقمۂ طرار کہ مستی فزاست   مستی سہل ست خمارش بلاست
بوے سلامت ندہد باغِ دہر   زانکہ سرشتست نباتش بزہر
باغ چہ بینی[نـ۳] کہ بہاریش نیست   ہیچ گلے نیست کہ خاریش نیست
شادی عالم کہ سراسر غم ست   آنکہ بود شادی عالم، کم ست
انچہ دریں دیر زبونی درست   مرحلہ از مرحلہ خونی ترست
چشمہ[نـ۴] کہ بینی لب رابِ سپہر   سوخت بسے تشنہ دلاں را بہ جہر
ہرکہ بمہرش نگرد ہبرِ تاب[نـ۵]   روے سیہ ماند و دیدہ پرآب
مہر کسے راکہ چنین ست خوے   کینۂ وے[نـ۶] چوں بود آخر بگوے
مردمِ بینا نہ رہد زیں دو کور   بالا کور اب و فرو چاہ کور

نـ۱ شیشہ   نـ۲ مگوے   نـ۳ بوئ   نـ۴ چشم   نـ۵ آب   نـ۶ او

انچه سراپا همه گردندگی ست — زو طلبِ لطف نه فرخندگی ست
کیست که اوّل فلکش برکشید — کش به نهایت نه بخنجر[۱] کشید
کوزه که دولابے واں کرد ساز — رست برآورد نگوں بُرد[۲] باز
سر ز فلک چوں بود اندر پناه — کافگندت هم بنظاره کلاه
سهل مداں بازیِ چرخِ بلند — شعبده بشناس و ببازی مخند
خندهٔ[۳] تقلید که در کر بود — بابتِ صد خندهٔ دیگر بود
هفت و نه[۴] ایں صنمِ عشوه[۵] ساز — طفل فریب آمد و برنا نواز
هر طرف آراسته روے دگر — هر نفسش میل بشوے[۶] دگر
نقش چه بینی بقفاے پلنگ — دشنه و شمشیر نگه کن بجنگ[۷]
مار که رنگیں زرهش بر قباست[۸] — سلسلهٔ[۹] آفت و دامِ بلاست
آئینه برداشته زالے عجب — روز کند وسمه و سرمه بشب
بیوه که او وسمه برابرو کشد — دل بیقیں دانش که هر سو[۱۰] کشد
اشکنهٔ باز بهنگام خاست — از پئے خونابه سرِ خاب راست[۱۱]
رقصِ کبوتر منگر دل ربا — زخمهٔ شاهینش نگر در[۱۲] قفا
سرخ و کبودے که درین قلزم ست — خون شهید و سلب ماتم ست

ز۱ بچنبر ز۲ کرد ز۳ خنده به تقلید ز۴ نهست ز۵ عشق باز ز۶ بسوے ز۷ بجنگ
ز۸ در قفاست ز۹ سکهٔ ار ز۱۰ برشو ز۱۱ خاست ز۱۲ از

گہ دہدت ملک بدریوزہ[1] | گہ کند از کاسۂ تو کوزہ
نقش فلک خواندہ نشد زیں چراغ | دانہ نخشخاشس[2] چہ آگہ زباغ
بسکہ کساں را بلب آمد نفس | بر سراِیں حرف نشد ہیچکس
کانکہ درآمد بہ تن ورفت کیست | وآمدن ورفتن او بہر چیست
پیکرِ آراستہ ایں چیست تن | زمزمۂ ساختہ ایں چہ سخن
غرقہ[3] بماندیم دریں چاہ پست | ہیچ سرِ رشتہ نیامد بدست
غوک[4] چہ از غلغلۂ خویشتن[5] | کے شنود از لب دریا سخن
آہ کہ فرصت ہمہ برباد رفت | کار نہ بر قاعدۂ داد رفت
باغ جہاں بوئے وفائے نداد | سبزۂ او مہرگیاہے نداد
گردشِ گردوں زجفا بس نکرد | عمر چناں رفت کہ رو[6] پس نکرد
بادیہ خونخوار و مراحل خراب | قافلہ بگزشت و مسافر بخواب
ہر کہ بہمراہی غولاں شتافت | گم شد و از[7] خویش نشانے نیافت
چوں نتواں جستن ازیں تیرہ جائے | بیہدہ تا چند زنی دست و پائے
در وحلِ تر چو کسے در شود | ہر چہ کہ جنبید فرو تر شود
خاک چو خواہد کہ فرو گیردت | پائے نہ گیرد کہ گلو[8] گیردت

نا ویزہ ۔ نا زنقش نا غرق نا کہ نا خوب تن نا سر نا در
نا چو گلو

چوں کشدت آخر ازاں گل کسے	کوست فرو رفتہ تر از[1] تو بسے
گرچہ[2] بسے دام بریشم بود	دام بسے مرغ سریشم بود
گر مگسے پاے نہد بر سریش	سر نبرد تا نہد پاے خویش
ہرکہ بچربی خورد اسباب دہر	پرکمیش[3] نیست[4] بجلّاب دہر
مور کہ بر شہد چناں پر کم ست	ہرچہ بود چرب گر فلتش کم ست
ماگس خشک وعسل پاگیر	کیست رہا نندہ چو گشتیم اسیر
ہرکہ گراں جست رہا شد ز جنگ[5]	کس نزند تار نختیں ز چنگ
باکہ تواں ساخت دریں پردہ ساز	کیست کہ با او بتواں گفت راز
دہر کہ از خویش دورنگی نشست	زو نتواں محرم یک رنگ جست
وآنکہ بیک رنگ برآرد علم	زد دکشد چرخ دورنگش[6] قلم
دشمن بے مغز شد ایں[7] ہفت پوست	زانکہ بیک جاے نخواہد دو دوست
دولت آں یار کہ یاریش ہست	رونق آں گل کہ بہاریش ہست
ماہم ازیں پیش کسے داشتیم	ہمدمے وہم نفسے داشتیم
زاں ہمہ گلزار گیاے نماند	اہل چہ جوئیم کہ جاے نماند

ن[1] ما ن[2] ہرچہ ن[3] پرکمی میں یاے مصدری ہی پرکم کے معنی بیکار ہونا کسی کام کا نہونا۔ جلاب بالفتح کھینچنے والا مجازاً مشہور کرنے والا مطلب یہ ہی کہ جو فریب سے لوگوں کا مال کھائیگا اُس کی بے قدری خود بخود ہو جائیگی زمانہ کو اس کی شہرت کی ضرورت نہ ہوگی ۱۲ ن[4] پرگمیے ہست بجلاب زہر ن[5] بجنگ ن[6] دورنگی ن[7] از

آنکه نشستند در ایوان و کاخ — زاں ہمه یک مرغ نه بینم[ن۱] بشاخ

پلپش که از درد کنم سینه چاک — خاک[ن۲] بفرق افگنم از دستِ خاک

حال کرا گویم و ہم حال کو — ہمنفسِ یارِ من امسال کو

رفته بغار آں ہمه یارانِ یار — اے منِ مسکیں سگِ یارانِ غار

خاک[ن۳] شد آں صورتِ زیبائے شاں — اے سرِ من خاکِ کفِ پائے شاں

وے زسرِ درد چو آشفتگاں — گام زدم بر سرِ آں[ن۴] خفتگاں

خاک بکاویدم[ن۵] و آبم نه بود — نعره زدم ہیچ جوابم نه بود

بس تنِ آزاده[ن۶] که زیرِ مغاک — خاک شد و باز نیامد ز خاک

قطره که افتاد بدریا درول — باز ہماں قطره کے آید برول

ہمنفسے نیست دریں بوستاں — باکه تواں گفت غمِ دوستاں

فاخته ہر صبح که کوکو زند[ن۷] — سوختگیِ از جگرش[ن۸] بو زند

ده که بماند[ن۹] ایں دلِ بدخو کشاں — گم شدگاں را ز که جویم[ن۱۰] نشاں

سوخت دل و تپش[ن۱۱] و فراہم نگشت — آرزوے دل قدرے کم نگشت

آں ہمه یاران و حریفانِ مے — رفته براہے که نیابیم[ن۱۲] پے

اے دل ازیں[ن۱۳] مے که تو داری بجام — دیده رہا کن که بریزد[ن۱۴] تمام

ن۱ بینی ن۲ خاک بسر بر فگنم ہمچو خاک ن۳ خاک چناں شد ن۴ ایں ن۵ بخایدم ن۶ آزرده

ن۷ کند ن۸ جگرم بو کند ن۹ از ن۱۰ پرسم ن۱۱ ریش ن۱۲ نیابند ن۱۳ ازاں ن۱۴ نریزد

درد کہ در تن ز جراحت بود — رفتنِ خوں موجبِ راحت بود
خلق کہ از صحبتِ ازخوں پرند — وائے کہ پیوندِ کہن چوں برند
زخم کہ خونش بدویدن بود — گریۂ خونش ز بریدن[ن۱] بود
تیر کہ نالد چو بجست از کماں — ہم ز جدائی ست کہ دارد فغاں
شمع[ن۲] کہ دور او فتد از انگبیں — سوختن و گریۂ زارش ببیں
طرفہ دلے باشد ازیں[ن۳] سینہ دور — گو بچنیں درد بماند صبور
خشک شد ایں باغچہ باراں کجا — سرو و گل اینک رخِ یاراں کجا
گر نگرم در گل و گر در چمن — دل بہماں آرزوے خویشتن
گل کہ نہ در مجلسِ یاراں بود — گل نتواں گفت کہ خار آں بود
شہر پر از خلق و جہاں پُر زیار — جانِ خرابم نہ پزیرد قرار
روز گزشت و شبِ ہجراں رسید — دورِ بقا نیز بپایاں رسید
آں شدگاں زاں رہِ دور و دراز — وقت[ن۴] نیابند کہ آیند باز
مُردم ازیں غم کہ بخویشاں رسم — کاشش بمیرم کہ بایشاں[ن۵] رسم
زندہ کہ بر زندہ رسد در[ن۶] تنگ ست — زانکہ بلا بیش[ن۷] و بقا اندک ست
لیک بداں[ن۸] مہ کہ بماہی[ن۹] رسید — ہست ضرورت کہ بخواہی رسید

ن۱ پریدن ن۲ شمع در اصل موم کو کہتے ہیں اور بمعنی چراغ مجازی ۱۲ ن۳ از ن۴ وقت نیامد کہ بیایند باز ن۵ بدیشاں ن۶ بر ن۷ بقاے دبلا ن۸ باں ن۹ ماہی برج حوت

ماکه ازین قافله وا مانده ایم — تا تو ندانی که جدا مانده ایم

نیست کهن ابلقِ عالم چناں — کش بتواں باز کشیدن عناں

گرچه بظلماتِ زمیں[ن۱] نور نیست — ره[ن۲] که شب و روز روی دور نیست

گرچه زصحبت دو سه گامے بسیم — عاقبت الامر بدیشاں رسیم

آنکه زما کوسِ روائی زدند — خیمه بصحرائے جدائی زدند

مژدهٔ وصلت دہم اے جانِ پاک — خاک چو آمیخته گردد بخاک

حکایتِ صیّادِ پشمینه پوش که درپئے پوستِ دو روباه اوفتاد و عاقبت پوستیں شاں کرد

صید گرے دام بصحرا کشید — بر سرِ ره رختِ تمنا کشید

ماند جگر تشنه دراں ساده[ن۳] دشت — تا زفلک چشمهٔ رخشاں نگشت

گردشِ آں[ن۴] چشمه زبالائے فرق — کردہمش تشنه وہم زآب غرق

ازطرفِ دشت دو روباهِ پیر — گشت زبوں زاں[ن۵] سگِ روباه گیر

تشنه سوئے صید گهش آمدند — دام ندیده به تهش آمدند

ن۱ جہاں ن۲ لیک شب و روز زہم دور نیست ن۳ صید ن۴ این چرخ

ن۵ ازسگ

خواجه که آماده شدش بهرِ دوش — شقهٔ[ن۱] رنگیں زده پشمینه پوش

غرق بجوے در[ن۲] پیشِ آفتاب — سوے لبِ جوے رواں شد چو آب

آں دو دهاں بسته و صحرا نورد — جفتِ ستم گشته و از جفت فرد

نے مدد از خویش نه یارے ز دوست — دشمنِ جاں گشته بر اندام پوست

برتنِ شاں مویئۂ آنگوں — موے بمو تیغ کشیده بخوں

گفت یکے وه[ن۳] که بجو نم کشند — تا ز سرِ ایں[ن۴] شقه بر دنم کشند

واں دگرے گفت سر افگنده پیش — بیں که چه بر یافتم[ن۵] از موے خویش

هر دو دریں فتنه بخوں دست شوے — کآب خورِ جوے بر آمد ز جوے

دید چو مظلوم زبوں آمده — ق — کآب[ن۶] خور تشنهٔ خوں آمده

گفت بآں[ن۷] همنفسِ خرقه باز — کاے چو من از همنفساں مانده باز[ن۸]

وقت شد اکنوں که سر اندر کشیم — خرقهٔ دیرینه ز سر بر کشیم

مهرِ کهن رشته گسست اے دریغ — بیم جدائی ست نه تشویشِ تیغ

دامنِ صحبت چو شد از هجر چاک[ن۹] — گر کشم ایں پیرهن از سر چه باک

رو که ز دیوار فرو رفت روز — شرط بود اشکِ وداعی بسوز

پیش که از همدگر افتیم فرد — خیز که گیریم[ن۱۰] کنارے بدرد

ن۱ سفرهٔ روزی — ن۲ زاں نفس — ن۳ ره — ن۴ سرزیں — ن۵ تافتم

ن۶ آب — ن۷ بداں — ن۸ ز — ن۹ پاک — ن۱۰ بگیریم

بین که درین دوریِ دورِ دراز ‏ باز بیک جاے کے آئیم باز

وان[ن۱] دگر از دیده فرو ریخت آب ‏ ق ‏ سوخته را گفت بزاری جواب

کاے بوفا محرمِ پیمانِ من ‏ ۲ ‏ نیم شدے مونس و مهمانِ من

گیر که سوزیم درین غم چو عود ‏ ۳ ‏ تنگدلی سود ندارد چه سود

رفت[ن۲] چو صحبت ز ولایت برون ‏ ماو فراقی ز نهایت برون

گر هوسِ وصل بود سینه سوز ‏ وعده بد کانچه موئینه دوز

زانچه[ن۳] بشمشیر کشادند ساز ‏ از سرِ سوزن بهم آرند باز

باز[ن۴] دو پیوند که باهم کنند ‏ کارِ دو مشتاق فراهم کنند

اے که نخوردی[ن۵] ادبِ روزگار ‏ صحبتِ یاران بغنیمت شمار

گر نگری بوے وفا در کسے ‏ پاے ببوسیش چو[ن۶] خسرو بسے

مقاله بستم در نصیحتِ فرزندِ مستوره و سائرِ مستورات

جوان و زال لازالت مستورة فی استار الستار

فضیحتِ هر نقاب بندِ منظوره و حاضره محظورات

ن۱ آن ‏ ن۲ گشت ‏ ن۳ زانچه کشادند بشمشیر ‏ ن۴ تا ‏ ن۵ بخوردی

ن۶ زخسرو بسے

و غائب از حلال تاب اللہ علیھن و آمنھن من النار و
رہنمونی ہر عجوزہ تا بسجودِ طاعت قمرہ را در برزمیں
مسمار کنند و ہم در جوانی دینِ عجائز آموزند و اگر
آرزوے گل بستن کنند رشتہ از دوک و گل از خار
سوزن کنند و چشمِ فراخ بیں بدوک و سوزن دوزند

اے رخِ تو[ز۱] چشم و چراغِ دلم — خوبتریں میوۂ باغِ دلم
گرچہ کہ اِخواں چو تو نیک اخترند — نے ز تو در دیدۂ من[ز۲] بہترند
گاہِ تماشا بدلِ باغباں — سرو ہماں باشد و سوسن ہماں
دختر اگر نسبت پسر کے شود — بے صدفِ سادہ گہر کے شود
بخت کہ فالِ تو ہمایوں نہاد — نامِ تو مستورۂ[ز۳] میموں نہاد
زانکہ چو معیارِ تو از پیش دید — سکۂ مستوریِ تو بیش دید
ہست اُمیدم کہ بفرخندہ فال — نامِ تو از حالِ[ز۴] تو گیرد جمال

ز۱ تن ۱۲ — ز۲ در دیدہ ما — ز۳ مستورہ و میموں
ز۴ فال

لیک تو هم کوش کز انجامِ خویش — راست کنی قاعدهٔ نامِ خویش

سال تو هفت است (ن۱) آیین زیست — حال پس از هفده شناسی که چیست

چون نفسِ (ن۲) عمر بدان در کشی — هم سرِ من زین نفس از سر کشی

عیش چنان ساز که از شانِ خویش — زنده کنی نسبتِ خویشانِ خویش

تا چو بریزد تنِ افتاده ام — من ز تو زایم که ترا زاده ام

جان سگِ آن دخترِ آزاده شد — کز رحمِ او پدرش زاده شد

باید چون در خلفِ ارجمند — تا صدف آوازه برآید بلند

دُر که بزرگان همه میلش کنند — یادِ صدف هم بطفیلش کنند

به که گشتی (ن۳) از پیِ سامانِ خویش — پای بزنجیرهٔ دامانِ خویش

تا که نجنبد ز مقامِ شکوه — دامنت از سنگ چو دامانِ کوه

سنگِ تو گر لنگرِ دامانِ تست — دامنِ تو پردهٔ سامانِ تست

هر قدمی کز پسِ دامان نشست — پرده نشین گشت و (ن۴) بسامان نشست

پا چو فرو خفت در اندامِ خویش — خواب نه بیند مگر آرامِ خویش

مرد شتابان به (ن۵) وزن باد رنگ — آرد نخیزد چو نجنبد دو سنگ

زن که بر او گشتنش آسان بود — از همه در خانه هراسان بود

ن۱ در — ن۲ نفسی عمر — ن۳ کنی — ن۴ گشت بساماں

ن۵ به ازاں

آن کہ شب از مردہ بدزد کفن — روز نپرسد ز ہمہ مرد و زن

زان کہ خرامد بہ گل و لالہ زار — جیب بگل بخشد و دامن بخار

چوں بگل سرخ شود چشم وے — خندۂ گل ہست تقاضائے وے

بر رخِ گل گونۂ نبیذ(۱)ت بہ است — چشم چو شد سرخ سپیدت بہ است

سرمہ بچشم خود ازاں ساں مخواہ — کت شود از سرمہ ہمہ رو سیاہ

در خورِ آں زن کہ در(۲)ش گشت یشم — سرمہ بروے ست و سپیدہ بچشم

روئے ز گلگونۂ باطل بشوے — کوش کہ بغازہ شوئی(۳) سرخ روے

تا کند آوازۂ صدق و صواب — زاں رخِ حمرات(۴) حمیرا خطاب

خود نبرم ظن کہ زنے پارسا ست — چو رگِ زن علتِ عرق(۵) النسا ست

پاک چہ بینیش بفرسودگی — باش کش آید(۶) گہِ آسودگی

عصمتِ زن محنتِ بی مایگی ست — خانۂ پر دزد ہمسایگی ست

پر مگس اند ایں ہمہ شکر لباں — مانع شاں تیغ شدہ(۷) نی زباں

گرد شکرے مگس اندک بود — گرنہ مگس رانش اتابک(۸) بود

---

(۱) نہ بیدت (۲) درش در موتی یشم پتھر سبز رنگ کا ہوتا ہے-۱۲ (۳) بری (۴) حمرات سرخ رنگ عورت حمیرا تصغیر ہے حمرا کی اور لقب ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ۱۲ (۵) عرق النسا، بیماری درد کی جو ٹانگ میں ہوتی ہے جس کو رانگھن کہتے ہیں اور اس رگ کا نام ہے جو سرین سے ٹخنے تک ہے۔ اور اسی میں وہ درد ہوتا ہے۔ عرق ترجمہ رگ اور النسا کا زن-۱۲ (۶) اندر (۷) شد دیا (۸) محافظ- اتالیق- ادب سکھانے والا سلجوقیوں کے زمانہ میں سنقر۔ سنقر دیلذ کر میں اتالیق تھے۔ مختلف وقتوں میں- فارس- شام- عراق کے خود مختار بادشاہ بنگئے۔ فارس کے اتابکوں میں سے ابوبکر بن سعد زنگی شیخ مصلح الدین سعدی مرحوم کا ممدوح اور عراق کے اتابکوں میں قزل ارسلان زیادہ مشہور ہوئے ۱۲

زن بجوانی که ملامت کشد ‌‌ ‌‌ پیر شود بس که ندامت کشد

سینهٔ زالاں که سر افگنده پیش ‌‌ ‌‌ بر نکند پیش سر از شرمِ خویش

زاں که در[1] آسودگی آزاد ماند[2] ‌‌ ‌‌ خانهٔ ویرانِ وے آباد ماند[3]

واں که فرو رفت بسیلِ شراب ‌‌ ‌‌ خانه خرابات شد و او خراب

چوں بی آلوده وجودِ شریف ‌‌ ‌‌ از در و دیوار در آید حریف

گرچه که در حجره بود دَور جام ‌‌ ‌‌ بوے بہمسایه رساند پیام

شهر بغوغاست ز دیوِ پلید ‌‌ ‌‌ قفل بدر بر نه و گم کن کلید

پرده نشیں کافتِ خود پیش دید ‌‌ ‌‌ از پیِ بے پردگیِ خویش دید

طعنه نخواهی بخود از همدماں ‌‌ ‌‌ پرده نشیں باش ز نامحرماں

لقمه که سرپوشش نه بر وے بود ‌‌ ‌‌ از مگس و مور[4] اماں کے بود

شب چو نه بندی سرِ دیگِ نعیم ‌‌ ‌‌ گربه و سگ را ز ملامت چه بیم

گر نکنی مقنعه دامِ مگس ‌‌ ‌‌ مقنعِ تو دامِ فرشته است و بس

مقنعهٔ پاکِ نهفته سراں ‌‌ ‌‌ ابر سزد بر کلهِ سروراں

یک خمِ دستارک زن در نشست ‌‌ ‌‌ به ز دو[6] دستار[5] فقیهانِ مست

جلوه نه آں شد که بت[7] چوں پری ‌‌ ‌‌ جلوه نماید بزنا شوهری

---

(۱) ز ‌‌ (۲) اند ‌‌ (۳) اند ‌‌ (۴) مورش ‌‌ (۵) دستیارکه ‌‌ (۶) دستاں
(۷) سبتے

جلوہ گر آں شد کہ ز شرم و ہراس — در تتقِ ستر بود[۱] روشناس
خندہ نخواہی ز قریبانِ خود — پردہ کن از پردہ نشینانِ خود
باش چو خورشید در انوارِ خویش — کن ز[۲] حیا پردۂ رخسارِ خویش
واں کہ برانداخت حیا را نقاب — دست بشوز[۳] آں[۲] کہ ازو ریخت آب
پردۂ عصمت ز بس آلودگی — رخنہ برخنہ شود از سودگی[۴]
خیمہ؎ ز نم شد نمک ار[۵] چو قوت — ژندہ شود چوں تنۂ عنکبوت
فعلِ بد[۶] ار زن پسِ داماں کند — آں چہ[۷] کند ہر چہ پنہاں کند
مرد کہ در برہنگی کو شدش — برہنہ چوں کرد کجا پوشدش
رند کہ ناکردہ زند لافِ کار — کردہ چگونہ نکند آشکار
رسم بد انست کہ چوں بد کنند — شہرتِ آں را شرفِ خود کنند
ہر زنِ زیبا[۸] کہ بر عنائی ست — از پسِ دہ پردہ برسوائی ست
چوں زنِ بد رو بتباہی نہد — شکلِ وے از فتنہ گواہی دہد
چنگ چو آغوش گرفتند تنگ — کرد حکایت رگِ غماز چنگ
گشت چو دف برتنِ خود پردہ بند — پردہ سخن گفت بآنگِ بلند
ہر کہ بجز عفت حلالت بود — رو[۹] نما گر ہمہ خالت بود

---

(۱) شود (۲) آں (۳) بشوزد (۴) بودگی ؎ خیمہ زنم - اس شعر کا مطلب صرف اسقدر ہی کہ اگر خیمہ بھیگ گیا اور ویسے ہی بھیگا ہوا ڈال چھوڑا اُس پر مکھیاں بھنکتی رہیں تو وہ گلکر کپڑے جانے سے بھی بودا ہو جائیگا۔۱۲
(۵) چہ (۶) خود (۷) آنکہ (۸) رعنا (۹) رُخ منا

روی بتاب از مه و خورشید هم | تا نبود سایه همت[1] همقدم
هر که بخلوت جزِ شوهر بود | خاص مکن گرچه برادر بود
عصمتیان را انتقامِ خیال | جلوه حرام ست مگر بر حلال
جفت که با خواجه بهم زانو[2] نشست | بانویش از پی کدبانو[3] نشست
زن بجوانمردی ور خورد نیست | مرد بود زن که جوانمرد نیست
لیک چنان نیز مشو تنگ[4] خوی | کز تو گریزند کنیزان بکوی
خانه که آسایش ازو کم بود | گرچه بهشت ست جهنم بود
مطبخ اگر روزنِ دودش نبود | گریه کنان خلق گریزد ز دود
کاهشِ جان شد بگه یاوری | زن بدرشتی و زبان آوری
خواجه که با نوش زبان آورست | با سگِ وحشی بجوال اندرست
آهوکِ خانه که جولان[5] زند | گرگ درنده[6] است چو[7] دندان نهد
مرد بیک عربده دل ریش کرد | زن به یکی عربده ده بیش کرد
نعرهٔ سگ نیست بجز[8] یک زبان[9] | گرگ زنه رخنه بر آرد فغان
خانگیان را است عذابِ الیم | خانه خدا مفلس و زن نارحیم
شوی که از کیسه توانگر بود | خود صنم اندر زر و زیور بود

---

(۱) سایهٔ تو (۲) نوبت (۳) نوبیست (۴) تنگ (۵) چو (۶) گزند (۷) که
(۸) جز از (۹) یک زبان

لیک چو بے توشہ بود شوہرش — بہ ز قناعت نبود زیورش
در طلبی زیورِ دُرجِ ملوک — در ز خوے جبہہ و رشتہ ز دوک
ز آئینۂ و شانہ رہا کن ہوس — آئینۂ تو رخِ شوئی و بس
فرد تواں داشت اگر زن نگاہ — سایہ ہمت جُفت نہ خواہم براہ
لیک چو زیں ننگ نداری گزیر — سایہ یکے بس بودت بر سریر
شوی یکے گرزنِ مردم رگ ست — یک زن و دہ شوہرہ خوک و سگ ست
نفس کہ در قالبِ مردم گم ست — دشمنِ مردم بتنِ مردم ست
با تو چو بدخواہ ہم خانگی ست — کشتنِ بدخواہ ز مردانگی ست
بر دل آسودہ نہ خواہی گرہ — تا بتواں رشتہ درازش مدہ
یک دِل آں گاہ نشیند بجائے — کش نہ شود دیدہ بہ بد رہنمائے
و ایں ہمہ آفت کہ بتن می رسد — از نظرِ تو بہ شکن می رسد
دیدہ فرو پوشش چو دُر در صدف — تا نہ شوی تیرِ بلا را ہدف
دلبرِ دو چشم چو مائل شود — دستِ نظر رشتۂ کشِ دل شود
دیدۂ بادام چو بے پردہ گشت — مغزِ وے از زہر دہنے خوردہ گشت
تا گرہِ غنچہ نہ باید کشاد — راہ نہ یابد بگریبانش باد
چشم گہہ بکشاد سرِ سوزنی — آں سرِ سوزن شودش روزنی

ن۱ ننگ عہ گرزن کے معنی تاج مرصع کے ہیں اور مردم رگ کے معنی نصب اور اصل کے ہیں معنی شعر ظاہر ہیں۔
ن۲ شوہر ن۳،۴ بود ن۵ بزرگزشت ن۶ چو ن۷ روشنی

زن که گشد از پئے شہوت چراغ — کے بود از پرتوِ نورش فراغ

مرد که یکسو نهد از جاده گام — خلق به نیکیش نگیرند نام

خاصه عروسے که بر عنائی است — نامِ بدش بیں که چه رسوائی است

فسقِ جواناں چو دگرگوں بود — فسقِ زنِ پیر نگر چوں بود

زال که با سرمه کند زاغ چشم[۱] — گاؤ پس از مرگ شود زاغ چشم

زال که او حاملِ با دو دم[عه] است — حامل را ازش مکن ار مریم است

ز آب شود هر تنِ آلوده پاک — پاک نگردد زنِ بد جز بخاک

گرچه کسے پاسِ تو دارد بسے — به ز تو پاسِ تو ندارد کسے

نفسِ تو چوں خود شکند در ترا — جز تو نگهباں که بود مر ترا

آں که کند خود گرهِ خویش باز — پاس که دارد گرهش[۲] را ز آز

خصم چو خود زاویه غارت کند — رخنهٔ او را که عمارت کند

بز چو خود آید سوئے گرگ از شبان — سگ چه کند گرچه بود[۳] پاسبان

زن که خدایش ادبِ نفس[۴] داد — سر دهد و تن ندهد در فساد

حکایتِ زنِ پارسا که از نظرِ بادشاه چشم زخمش رسید

---

(۱) زال کند سرمه و در داغ چشم - ، عه زاغ چشم - کبود چشم - ۱۲ عه بادو دم - مکرد فز بیت ۱۲

(۲) نیز بار

(۳) کند

(۴) خویشس

دو چشمِ جهان بینِ خود را فدائے پارسائی خود گردانید وبعفت قریر العین ماند

تاجورے از سرِ قصرِ بلند | پیش و پسِ شهر نظر می فگند
دید بتے در تهٔ دیوارِ قصر | زهرهٔ شگافِ همه خوبانِ عصر
شاه که آں دید قرارش نماند | قاعدهٔ صبر بکارش نماند
گرم فرستاد پیامے برو | تا فگند دست بکامے درو
کرد بت از پاکیِ دامانِ خویش | دامنِ خود پردهٔ سامانِ خویش
رفت پسِ پرده بسے گفتگوے | کام نیامد بسوے کام جوے
شه که شدش پردهٔ دل چاک چاک | پرده بر انداخت ز بیمِ هلاک
گفت بخادم که شد از بارگاه | پرده کشانش بشبستانِ شاه
گفت صنم اے ملکِ روزگار | تاجوران را بگدایاں چه کار
چیست دریں تن که بحشمت نکوست | کز کششِ سینه گرفتیش دوست
کرد ملک دیدهٔ حسرت پر آب | گفت دو چشمِ تو ز من برد خواب
رفت پری چهره بکنجے دروں | کرد بانگشت دو دیده بروں
داد بخادم که بگو با امیر | کانچه ز من دوست گرفتی بگیر

خادم از آن حال که شه را نمود — گشت ز سوزش دلِ شه پر ز دود
از عملِ خود بخجالت نشست — گرد رها دامن پاکش ز دست
ای که توئی دیدهٔ خسرو بنور — باش برین گونه بعصمت صبور

گفتار اندر اختتامِ این مجلدِ مخلّد که جلدِ خلدست مبارک دانانِ مقالت را و اتمامِ این نیّرِ منوّر که نورست مر تاریک دلانِ ضلالت را و برسرِ حسن مهر جبینان ازین بحرِ موّاج گوهر ریختن تا گم شوند و در تنِ خر صفتان ازین دمِ مسیحی روحِ ناطقه دمیدن تا مردم شوند

چون قلمم نغمهٔ نو ساز کرد — گوشِ فلک را بسخن باز کرد
چشمهٔ خاطر که غبارش نبود — داد شرابی که خمارش نبود
خضر که در مجمره ام راه یافت — چشمه که گم کرد درین چاه یافت
آبِ حیات از قلمم قطره جست — زین هوس از روی سیاهی نشست [ن۱]
صد شبِ قدرست درین یک رقم — زان گزرش سجده درختِ قلم
زانبوهی رمزِ تر و گوهرین — جا نه [ن۲] که انگشت نهد کس برین
جامِ مئی ساختم از خونِ خویش — نی خمِ سرکه که کند سینه ریش

ن۱ شست   ن۲ جائے کہ

هست هر نکتهٔ دقایق بسی
تاش نه بیزد نه شناسد کسی

این صنم نو که شد اندر خرام
هست سراپای بخوبی تمام

خاسته سروی ست که زین سان نخاست
راست ترا ز هر چه توان گفت راست

وسمه زعیب است برابرو برش
کحل خدائیست بچشم اندرش

گیسوی او شد همه سودای دل
خال سیه نیز سویدای دل

صندلش از تری دم سوده ام
سرخیش از خون دل اندوده ام

دود برآورده ام از جان نگار
تا رقمی کردم ازینسان نگار

جلوهٔ این بت چو مه از زیر میغ
نیست ز هر دیده که بیند دریغ

جز سه ستم پیشه که محرم نیند
تازه کنند این دم و همدم نیند

زان سه یکی هست غزلخوان خام
کور وشش نظم نداند تمام

تیغ زبان را شده کار آزمای
گاه سر نظم برد گاه پای

این تن فرزند برد بند بند
وز پدرش نعره برآید بلند

باز ز خوانندهٔ بدگاه کار
هست بتر کاتب ناقص نگار

نظم روان را ز قلم داده کوب
خرد شکسته سر و پایش بچوب

هر سخنی کاش بخطش کرده جای
گم شد ازان تیرگیش دست و پای

خامه چو تیری بروانی ازو
کور شده عین معانی ازو

---

(۱). زال (۲). بران ابرو برش (۳). رقمی کرده ازین نگار (۴). آن (۵). ابرو (۶). کنندش (۷). بدرگاه (۸). کو

هر که چنین کرد سخن را سواد — چون قلم خویش سیه روی باد
زین دو مخالف چو روی بشترق — تا گسلی زین هر دو ستم کیش تر
آنکه کند چشم وقاحت فراخ — سایهٔ انصاف نه بیند ز شاخ
گز لک کین را دهد از زهر آب — حک نه کند جز همه نقش صواب
گرچه دقایق نگرد بے نظیر — نیز کشد خورده چو مو از خمیر
مرغ که در اصل بود خار خور — خار خورد بر سر خرمای تر
نظم کس از عیب و هنر پاک نیست — آب روان بے خس و خاشاک نیست
دُر که نهفت است بدریا درون — بے صدف از آب کسے آید برون
کوه که از تیشه مشبک بود — سنگ وے افزون ز رش اندک بود
چشم هنربین بود از عیب پاک — بے هنر ار عیب کند زو چه باک
عیب هنرمند که جوید کسے — آئینه را پشت نه بیند کسے
دیدهٔ انصاف چو بینا بود — دُر شمرد گرچه که مینا بود
وانکه ندارد دل رحمت پذیر — تهمت پشمینه نهد بر حریر
رسم بزرگاں بود انصاف کار — کار خساں نیست مگر خار خار
جم که درم اول از و رخ نمود — عدلی او را رقم انصاف بود
بر سر هر نامه که آصف نبشت — قد رحم الله من انصف نبشت

---

(۱) اسیم (۲) تیزی (۳) افزون و زرشس (۴) چو عه عدلی - ایک سکه کا نام ہے - (۵) نوشت (۶) نوشت

بیشترین عدلی پیشینه ساز | داشت ز انصاف[۱] و عدالت طراز

گیر که باشند مخالف بسے | چند ز انصاف هم آخر کسے

داند ازانجا که سخن دانی است | کین چه نمودار سخن رانی است

گوهر ازین گونه ز کانِ که زاد | نادره چندین ز زبانِ که[۳] زاد

در تهٔ هر بیت جهانے نهاں | عرصهٔ هر بیت جهان در جهاں

دل چو همه دُرِّ بزرگم سپرد | کے شود از سرزنشِ خصم خرد

هر دُرِ ازین زیورِ هر دو سر است | گر نشناسی تو غرامت کراست

اے که نظر سوے هنر نیستت | عیب ز خود کن که نظر[۲] نیستت

گر منگر کائینه بے کاست ست | کوریِ احول نظرِ راست ست

راست بداں کز نظرِ دیده باز | کور به از کاژ چو بینند باز

دوخته به دیده ازین ناکساں | کاهلِ نظر چشم زنند از خساں

دُر ز پے دیدهٔ بے دید نیست | گردنِ خر در خورِ تعوید نیست

این دُر رقم کش نمِ خون داده ام | چاشنیِ باده برون داده ام

تا کنم آں را که بود باده کش | هم بیکے چاشنیِ باده خوش

سفره چو در پیش گهِ خواں رسد | پیشتر از کاسه نمکداں رسد

چوں قلم آرایشِ نامه جست | خال نهد بر رخِ ناخن نخست

---

۱. انصافِ عدالت ۲. نظرم ۳. که

مایہ یکے دادہ ام از صد برون | تا نکشم کن بکن از حد برون

گر نزود گفتنِ باریک و کم | مو کہ بود خرد نہ پیچد بہم

غیر کزیں موے شگافی کند(۱) | سبلتِ او زن(۲) کہ زنخ میزند

استرہ با آنکہ دمِ تیز یافت | مو سترد مو نتواند شگافت

گیر کہ ما چیست فراہم نہ ایم | آنکہ کم از ماست از و کم نہ ایم

خون نکشد از رگِ سرِ خانگاں | کاردگِ بازوے قصابگاں

آنکہ مقابل بسناں بازی ست | بارے اگر زخم خورد غازی ست

تندی خشم از خرِ ابلق ست | راست کہ دیوانہ بہ از احمق ست

دہ دہیِ زر کہ ازیں بیش نیست | فرق بدہ یا زدہی بیش نیست

دیر شود پختہ چنیں زود پخت | گر زنے پختہ ام این دو دخت

ہر کہ خورد بادہ حلالش بکام | وانکہ حرامش کند او را حرام

ہر شکرِ من کہ مگس زد شود | باز نجویم کہ دلم(۳) بد شود

سگ چو برد پہلوے فربہ زخوان | از دہنش واستدن چوں توان

کم کند آہنگِ زبوناں دلیر | زاغ خورد طعمہ ز دندانِ شیر

سیل کہ با کوہ در آید بجنگ | پاش بہر حیلہ(۴) در آید(۵) بسنگ

---

(۱) تند   ع سبلت او زن۔ اس کی موچھ پکڑو۔ زنخ میزند۔ یعنی بیہودہ بکتا ہے۔۱۲

(۲) کن   (۳) دلش   (۴) جملہ   (۵) برآید

تیر که پر عاریت از مرغ یافت — کے ز پرِ مرغ تو اندر شتافت

نے غلطم کانچه نمودم به پیش — عربدهٔ بود نه بر جائے خویش

من که بشاخ هنرم نیست بار — به نبود لافم از آبی و نار

در گهرم هست نه کانِ شماست — لقمه زنان ریزهٔ خوانِ شماست

چون ز شما یافتم این دُر بجیب — دادهٔ خود را نتوان کرد عیب

ماه که در پرتوِ خورشید زیست — گرمیِ خورشید برو بر چیست

دانه که از ابر شود بهره یاب — بس که هم از ابر شود غرقِ آب

دُر که درین سینه نهان داشتم — یک بیک از دل بزبان پاشتم

گر بد و گر نیک فگندم به پیش — خواه کمش نرخ[۱] کن و خواه بیش

بارے از اندیشهٔ گنجینه سنج — گشت یکے گنج فراهم ز رنج

گر بود از عمر شمارِ[۲] دگر — پنجه رسانم بچهارِ[۳] دگر

من کنم آنچه از دلم آید بکسب — باقی الاتمام علی الله فحسب

شکر خدا را که ز فضلِ خدای — گشت فرتی چو بهشت این سرای

بیست خزینه است درو پُر ز گنج — بیست خزینه ز صد و بیست و پنج

در همه بیت آوری اندر شمار — سه صد و ده[۴] بر شمر و سه هزار

از اثرِ اخترِ گردون خرام — شد بد و هفت این مهِ کامل تمام

---

۱. نام بکن ۲. شمارے ۳. بچهارے ۴. سیصد و

سال که از چرخ کهن گشت بود — از پس ششصد نود و هشت[1] بود

چرخ که خورشید جنابش نوشت — مطلع الانوار خطابش نوشت

هرچه دلم ریخت درین حقه دُر — قطرهٔ نم بود ز دریای پُر

شغل بهر حادثه بسیار شد — نیم دمی در سر این کار شد

صرف[2] همه عمر گر این جا شدی — قطره عجب نیست که دریا شدی

وه که همه عمر به بازی گذشت — دل نه ازین چاره نمازی گذشت

هرچه درین شعبده[3] بستم امید — نامه سیه کردم و دیده سپید

روز قیامت که کنندم خطاب — هیچ ندانم که چه گویم جواب

یارب از آئین صوابِ خودم — هم تو بیاموز جوابِ خودم

بو که ز نزهت گه دار السّلام — بوی علیکی رسدم والسّلام

تمّت

(۱) هفت   ع قطرهٔ نم - یعنی تھوڑیسی نمی

(۲) حرف زبان گیرهم   (۳) بیم د